تفسیرِ علیم

(قرآن حکیم)

جلد اوّل

از

خواجۂ عارفیاں، ابدالِ چشت اہلِ بہشت

عاملِ شریعت، کاملِ طریقت

صادق البیان، مُفسِّرُ القرآن

فدائے عشقِ محمدی

ضیائے غلامِ عارفی، وفائے سگِ افضلی

حضرت قاضی محمد علیم اللہ عارفی

قادری، چشتی، صابری عارفی رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز

حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

۶۸-۶۷، اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی، بلاک ۷/۸۔ کراچی

نام کتاب ________ تفسیرِ علیم

ترتیب و پیشکش ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ________ حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

تاریخِ اشاعت	تعداد
جمادی الثانی ۱۴۲۷ھ جولائی ۲۰۰۶ء	۲۵۰۰

297.64
93 ع
89692
جلد اول

E-mail: arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

تفسیرِ علیم

نمبر شمار	فہرستِ مضامین	صفحہ نمبر

1 - مناجات ____ 4
2 - اظہارِ تشکّر ____ 6
3 - گُزارش ____ 6
4 - خیر و شر ____ 7
5 - علم و حکمت ____ 26
6 - عظمتِ قرآن ____ 44
7 - ذکر دُرُود و سلام ____ 78
8 - فضائلِ دُرُود و سلام (۱) ____ 110
9 - فضائلِ دُرُود و سلام (۲) ____ 130
10 - آدابِ محفل ____ 156
11 - لباس و آرائش ____ 177
12 - آدابِ طعام ____ 198
13 - ازدواجی زندگی ____ 225

Marfat.com

مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار وخطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی وکریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ، اپنے پیارے حبیب صلیّ اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور علیٰ کُلِّ شَیٔ ٍ قَدِیرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے ڈرتے ڈرتے "تفسیرِ علیم" کے عنوان سے جناب خواجۂ عارفیاں، ابدالِ چشت اہلِ بہشت، عاملِ شریعت، کاملِ طریقت، صادق البیان، مُفسِّرُ القرآن، فدائے عشقِ محمّدی، ضیائے غلامِ عارفی وفائے سگِ افضلی، حضرت قاضی محمّد علیم اللہ عارفی قادری، چشتی، صابری عارفی رحمتہ اللہ علیہ کے قرآنی بیان کو کتاب کی شکل میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین ! جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔

Marfat.com

میرے پاس کوئی عذر نہیں، صرف معافی کی طلبگار ہوں۔
اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کرکے کلامِ پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانیؒ

Marfat.com

اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں، جنھوں نے دامے، درمے، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔ اے اللہ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں ہر بلاتے ناگہانی، آفت، مصیبت، پریشانی، بدنامی، بے عزتی، مُفلسی، محتاجی، بیماری، قرض داری، رُجعتِ دین، ذکر وفکر اور نماز سے غفلت، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرما! آمین

گُزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی غلطی نظر آئے تو اُسے از راہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر لیجیے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی۔

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانیؒ

Marfat.com

خیر و شر

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہ

اے عزیزانِ محترم! خیر کے ساتھ شر بھی ساتھ ساتھ ہے۔ ہمارا پہلا کام یہ ہے کہ شر کو پہچانیں۔ جب تک ہم شر کو پہچانیں گے نہیں، ہم شر سے نہیں بچ سکتے۔ خیر کو پہچاننا تو ہمارا فرض ہے۔ جب تک خیر کو نہیں پہچانیں گے اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اسلام پر ہم قائم ہی نہیں رہ سکتے، اگر ہم خیر کو نہ پہچانیں۔ لیکن اسلام پر استقامت قائم رکھنے کے لئے تقویٰ کو قائم رکھنا اور ایمان کو قائم رکھنا ضروری ہے۔ لیکن اعمال کو صالحات کے درجے پر لانے کے لئے ضروری ہے کہ ہم شر کو بھی پہچانیں اور اس سے بچیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کلام پاک کو پڑھنے سے پہلے

Marfat.com

شروع میں تعوّذ پڑھو ، یعنی شیطان سے اللہ کی پناہ مانگو۔ لیکن شیطان کے بہت سارے شاگرد بھی ہیں۔ اس کا ایک ایجنٹ بھی ہے، جو ہمارے جسم کے اندر ہے، جسے نفس کہتے ہیں شیطان سب سے پہلے جاکر اس سے تعلقات بناتا ہے، اس کو استعمال کرتا ہے۔

سب سے بڑی خیر تو ذاتِ پاک ہے یعنی خیر الانام اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عالی مقام اور ادب و احترام کا ادراک، اس پر ایمان اور اس کو نبھانا ہے۔ اور سب سے بڑا شر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک سے ادب کی خطا کرنا گستاخی کرنا، بغاوت کرنا اور ان کے درجات کو کم کرتے چلے جانا ہے۔

کچھ اہلِ شر جو ہیں بڑے معتبر طریقے سے ہمیں نظر آتے ہیں۔ بڑی اچھی اچھی شکلیں بنا کر، بڑی بڑی داڑھیاں اور نماز اور روزے سے مخلوق کو متاثر کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے آج سے نہیں چودہ سو سال سے شر کی ذمہ داری لی ہوئی ہے۔ اور شر کو خیر بنا کر لوگوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

کلام پاک کے تین موضوعات ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا، ایک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت بیان کرنا

Marfat.com

اور تیسرے اہلِ شر والوں کا ذکر۔ تو اہلِ شر والوں نے کس طرح انسانیت کو تباہ کیا، اللہ تعالیٰ نے کس طرح ان پر عذاب نازل کیا۔ اسی طرح حمد کے زمرے میں وہ تمام چیزیں آجاتی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہیں۔ پھر اپنی صفات اور اپنی تکمیلِ قدرت، یعنی کس طرح زمین و آسمان بنائے، کس طریقے سے زندہ کرتا ہے کس طرح سے مارتا ہے۔ کیسے جواب دہی کا نظام کیا ہوا ہے۔ کس طریقے سے ہوا میں پانی کی چادر بنالیتا ہے جسے ہم زبان میں بادل کہتے ہیں اور کس طرح سے وہ پانی کی چادر اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتا ہے۔ وہاں جہاں پانی کی بہتات ہے یعنی سمندر ہے وہاں سے وہ پانی کی چادر اٹھاتا ہے اور وہاں لے جاتا ہے جہاں پانی کی کمی ہے۔

ایسا زبردست نظام ہے۔ کوئی نلکا نہیں کوئی پائپ لائن نہیں، کوئی کچھ نہیں بس اس کی قدرت ہے۔ اس نے کہا بس اٹھ جا، پانی اٹھ گیا، بادل بن گیا۔ پہاڑوں سے ٹکرایا اور برس گیا۔ اسی طریقے سے وہ بیج جس کو مضبوط دانتوں سے چبانا مشکل ہو جاتا ہے، اس بیج کو زمین میں پھاڑ دیتا ہے۔ پھر پودا بنتا ہے۔ پودے سے درخت بنتے ہیں، پھر پھول بنتے ہیں۔ پھول سے پھل نکلتے ہیں اور انسان کو غذا ملتی ہے۔ اور اس کے بعد پھر سے

Marfat.com

یہ نظام شروع ہو جاتا ہے۔

اسی طرح سے اس نے سورہ رحمان میں اپنی نعمتوں کا ذکر کیا ہے۔ سورہ ملک میں اپنی قدرت کا ذکر کیا ہے۔ تو پورے کلام پاک میں تین موضوعات ہیں۔ یعنی حمد، نعت اور اہلِ شر اور باغیوں کا ذکر۔ اور اچھے لوگوں کا انجام یعنی خیر کا انجام۔ اس لئے ہمارا تو ایمان ہے: "امنت باللہ وملئکتہ .... موت ہ"

تو اب یہ لوگ، اصحابِ شر جو ہیں ان کی کوشش یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو گمراہ کیا جائے کہ ہم صاحبِ ایمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء اور اولیاء کی جو فضیلتیں بیان کی ہیں ان کو تو کہتے ہیں کہ بھول جاؤ۔ اس کا ذکر ہی نہیں کرتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جو جھوٹے خداؤں اور بتوں کے متعلق بیان کیا ہے، اس کو وہ چسپاں کر دیتے ہیں انبیاء علیہم السلام پر۔ وہ تو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے ان بتوں اور جھوٹے خداؤں کے متعلق کہ ان کی تو کوئی ملکیت ہی نہیں، کوئی علاج ہی نہیں "نعوذ باللہ من ذالك" اگر تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی دعا کا یا نسبت کا رشتہ رکھا تو تم کافر ہو جاؤ گے، یہ ہے شر۔

شر یہ ہے کہ عام مسلمانوں کو کافر کہا جائے اور جو شر والے ہیں ان کی حکومت اور ان لوگوں کی پہچان ایک یہ بھی ہے کہ یہ ہمیشہ شرک

لوگوں سے مسلمانوں کو تو کافر اور مشرک کہلواتے ہیں اور ان لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں جو مشرک ہیں۔ جیسے انگریز ہیں عیسائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو حمد بیان کی ہے، بزرگی بیان کی ہے۔ پہلے میں وہ آپ کو پڑھ کر سُناتا ہوں۔ پھر اس تناظر میں ان لوگوں کی باتیں دیکھیں جو لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملے میں بغاوت اور خطا کرتے ہیں اور یہ کہ ان کی ابتدا کیسے ہوئی؟ فرمایا: سبحانك اللهم وبحمدك .... غيرك - اشهدان لااله الا الله ...... رسوله - سبحان ربك رب العزة ... عالمين٥ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو نعت بیان فرمائی ہے، جو بزرگی بیان فرمائی ہے، ان کی یہ چند آیات ہیں۔

درود تاج پڑھیں تو شرک ہو جاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مدد بھی نہ مانگیں، وہ بھی شرک ہے۔ بس ہم سب کو کافر اور مشرک گردانتے ہیں۔ اور کلام پاک کو اس کے صحیح تناظر میں پیش نہیں کرتے۔ بغاوت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: هوالذی ارسل رسوله.... رضوانا٥ وہ اللہ ایسا ہے کہ جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ و

Marfat.com

وآلہ وسلم کو ہدایت دی اور سچا دین اسلام دے کر بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے۔ لیظہرہ علی الدین کلّہ۔ اور اللہ کافی گواہ ہے۔ وکفیٰ باللہ شہیداً۔ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہی بہت کافی ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی عظمت والے ہیں۔ اور جو دین انہوں نے ہم تک پہنچایا ہے وہ سب دینوں پر غالب ہے۔ محمد رسول اللہ والذین ..... بینھم۔ اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور صحابہ کرام جو ہیں ان کے ساتھ ہیں۔ وہ لوگ کافروں کے مقابلے میں تو بہت ہی سخت ہیں، لیکن آپس میں مہربان۔ ترھم رکعا .... فضلاہ آپ اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کو دیکھیں تو اللہ کے فضل و رضامندی کے لئے کبھی رکوع کر رہے ہیں اور کبھی سجدے کر رہے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہ صرف یہ کہ وہ سچے دین کو لے کر آئے اور ان کا دین سب پر غالب ہے۔ ان کا اس دنیا میں آنا ہی تمام مومنین پر بہت بڑا احسان ہے۔ جو لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کے منکر ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے اس احسانِ عظیم کے منکر ہیں کہ لقد من اللہ.....

الحکمۃ ۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے کہ .... انہی کی جنس میں سے ایک ایسے پیغمبر بھیجے کہ وہ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بیان کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا عرفان دلاتے اور دلوں کو پاکیزہ کرتے ہیں، تزکیۂ نفس کرتے ہیں ۔۔ و یعلمھم الکتب والحکمۃ ۔ اور ان کو کلام پاک پڑھاتے ہیں اور حکمت بتاتے ہیں ۔

اب کوئی ان سے یہ پوچھے کہ اگر کلام پاک کا نازل ہونا ہی کافی ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرما دیتا میں نے کتاب نازل کر دی ہے تمہارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، تم کو مل جائے گی اور تم اس کو پڑھو، سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ۔ وہاں تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بہت اہم کردار ہے ۔ اس وقت سے لے کر قیامت تک، ازل سے لے کر ابد تک، کہ وہ آپ کا تزکیۂ نفس کرتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں بھی بتاتے ہیں ۔ یہ ایک کام اور دوسرا کام یہ کہ وہ تمہارا تزکیۂ نفس کرتے ہیں، تیسرا کام یہ کہ وہ تمہیں کتاب پڑھاتے ہیں، کلام پاک تمہیں سمجھاتے ہیں ۔ جیسے وہ تمہیں سمجھائیں وہی اصل قرآن ہے ۔ جس زبان میں انہوں نے کہا، جس طرح اس کو سمجھایا، جس طرح اس کے معنی کیئے، جس طرح اس پر عمل کیا ۔ تو

Marfat.com

کتاب اور حکمت دو چیزیں بتائیں۔ قرآن آپ نے لے لیا اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ نے واسطہ نہ رکھا، تو آپ باطنی طہارت اور تزکیۂ نفس سے بھی محروم ہوئے اور آپ کی اُمّت سے بھی محروم ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ الذین یتبعون من رسولا۔ .....الخ۔ ایک بات یاد رکھیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے کہ زمین کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے جسم پر حرام کر دیا ہے کہ وہ اس حالت میں موت سے پہلے ہوتے ہیں۔ اسی حالت میں موت کے بعد بھی ہوتے ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح سے ہمارے دلوں کو حکمت سے پُر کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ جو لوگ ایسے رسول اُمّی کی اتباع کرتے ہیں، جن کو وہ لوگ اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ اور وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے اور بُری باتوں سے منع کرتے ہیں، ان پر ایمان لاتے ہیں، ان کی حمایت کرتے ہیں، ان کی مدد کرتے ہیں۔ اور اس نُور کی اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے۔ ایسے لوگ ہی فلاح پاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ یہ حلال اور یہ حرام ہے۔

پھر فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے جی سے کوئی بات نہیں کرتے، اس کا مطلب ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں، وہ رب کی آواز ہوتی ہے۔ چاہے وہ قرآن کا حصہ ہو، چاہے وہ حدیث کا حصہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہمیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ بس قرآن مل گیا اب کیا ضرورت ہے۔ وہ دراصل اس آیت کریمہ کو بھول جاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ماینطق عن الھوٰی .... یوحی۔ اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے باتیں بناتے ہیں اور ان کا ارشاد صریحاً وحی ہے۔

تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر لفظ، ہر عمل، ہر چیز رضائے الٰہی اور منشائے الٰہی کے مطابق ہے، حکمِ الٰہی کے مطابق ہے۔ جب تک کہ ہم اپنی ذات کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین شریفین کے ساتھ وابستہ نہیں کریں گے، ہمارا ایمان، ہمارا اسلام، ہمارا دین کامل نہیں ہوگا۔ پھر فرماتے ہیں کہ لقد جاءکم رسول .... الرحیم۔ اور یہ احسان ہوا ہی کہ ہم میں سے یعنی انسانی شکل میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیجا تاکہ ہمیں سمجھائیں بتائیں۔ اس لئے کہ وہی ایک ذات ہے جو عرش پر بھی اور فرش پر بھی ہے۔ اور کوئی ذات ایسی نہیں ہے جس کا تعلق دونوں سے ہو۔ فرش اور عرش سے

Marfat.com

فرشتے عرش والے ہیں اور عام انسان فرش والے ہیں۔ اور جِنّ بھی فرش والے ہیں۔ اور حیوانات، نباتات فرش والے ہیں۔ لیکن ایک وہ بھی ہیں جو نور من نور اللہ ہیں یعنی جن کا تعلق عرش سے ہے لیکن فرش پر بھیجا گیا ہے، اللہ تعالیٰ کا حبیب بنا کر، اللہ تعالیٰ سے مخلوق کو قریب لانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بنا کر۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین ہ

پھر فرمایا کہ لقد جاء کم... انفسکم ہ تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر، تمہاری ہی جنس بشر میں سے ہیں لیکن ان کی خصوصیت کیا ہے کہ عزیز علیہ ما عنتم، جن چیزوں سے تمہیں نقصان ہوتا ہے وہ ان پر بہت ہی گراں ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ تم ہلاکت میں پڑو۔ وہ چاہتے ہیں تم رب سے قریب ہو۔

یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ رؤف و رحیم ہیں۔ بڑے شفیق اور مہربان۔ اگر وہ تم پر شفیق اور مہربان نہ ہوتے تو پھر کیوں ان باتوں سے ان کو دکھ پہنچتا۔ ساری مخلوق خصوصاً ایمان والوں کی بھلائی ان کو پیاری لگتی ہے۔ النبی اولیٰ بالمومنین..... وازواجھم ہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مومنین کے ساتھ اپنی جان سے بھی زیادہ پیار کرتے ہیں، نرمی کرتے ہیں۔ ان

Marfat.com

کی بیویاں اُمت کی مائیں ہیں۔

یہ لمبی لمبی داڑھیوں والے، گنجے سروالے، بڑے قبا چغوں والے، اگر وہ ان سے دور ہیں تو وہ تمہارا کچھ بھلا نہیں کر سکتے۔

کیوں ؛ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔

تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کندن ہے۔ یہ سب چیزیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ یہ سب آپ کے ذہنوں میں رہیں۔ خود آپ کے خیالات اور تصورات زیادہ واضح ہو جائیں۔ تاکہ آپ حسابی کتابی لوگوں سے ایمان وایقان کے ساتھ جواب دے سکیں۔

پھر فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ اچھے کو دل میں بساؤ گے تو اچھی خواہشیں پیدا ہوں گی وما اتاکم الرسول فخذ وہم ومانھکم.... الخ

ہمارا صحیح اور غلط کا معیار کیا ہے ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ تم کو دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز سے تم کو روک دیں تم رُک جایا کرو۔ جو وہ ہمارے لئے مناسب سمجھتے ہیں وہی ہمارے لئے بہتری ہے اور جو وہ ہمارے لئے مناسب نہیں سمجھتے وہ مناسب نہیں ہے۔ تو ہمارے دین کا معیار سرکار دو عالم صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی رضا ہے، ان سے ہم الگ ہوئے تو دین سے الگ ہوئے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، میں ایک بات بتا دُوں وہ یہ کہ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی۔ اب یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم شرک کرتے ہو۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو اتنی بلند کر دیتے ہو، اتنا غلو کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ سے ملا دیتے ہو۔ یہ کفر ہو گیا یہ تو شرک ہو گیا، یہ تو غلیبت ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا کہ جس نے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت کی سمجھو اس نے میری اطاعت کی، کوئی فرق ہی نہیں۔ پھر ایک جگہ اور فرمایا کہ اے میرے پیارے رسول، پیارے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! لوگوں سے پوچھیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو؟ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو تم میری اتباع کرو۔ تم میری اتباع کرو گے تو دین کی باتیں ہوں گی تمہارے پاس۔ وہ یہ کہ ایک تو تم پر رحم کیا جائے گا۔ دوسری تمہیں معافیاں ملیں گی۔ تیسری یہ کہ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

یہ کہتے ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ سے واسطہ رکھو لیکن اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کہتا ہے، نہیں میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے واسطہ رکھو، اگر اس سے تم واسطہ رکھتے ہو تو مجھ سے واسطہ ہو گیا، بلکہ میں تمہیں پیار کرنا شروع کر دوں گا۔

فرمایا اے میرے پیارے حبیب! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ لوگوں سے کہہ دیجئے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں، اگر آپ کا یہ دعویٰ ہے تو اس دعوے کا ایک ہی ثبوت ہے کہ تم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو۔ اور ان کی اتباع میں یہ بھی شامل ہے کہ میرا احترام کرو، مجھ پر درود و سلام بھیجو، مجھ سے محبت کرو۔

میرے محبوب کی اطاعت کرو گے تو تم میرے محبوب ہو جاؤ گے۔ حضرت خواجۂ خواجگان حضرت نظام الدین اولیاء علیہ الرحمۃ کو کیوں محبوب الٰہی کہا جاتا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے اتباعِ رسول کی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب وہ فنافی الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے محبوب ہو گئے۔

پھر فرمایا ومن یطع اللہ ورسولہ فقد فاز فوزا عظیما۔ یہ نہیں کہا کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو بلکہ شرط لگا دی کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ کی اطاعت کی۔ یعنی دونوں کی اطاعت ہو۔ اگر قرآن کافی

Marfat.com

ہوتا تو پھر اللہ تعالیٰ کہتا کہ میرا حکم پہنچ گیا یعنی قرآن پاک۔ اور جس نے میری اطاعت کی وہ بڑا کامیاب ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا، اللہ تعالیٰ نے کہا کہ جس نے میری اطاعت کرنی ہے وہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرے۔ یہ کہنے کی اللہ تعالیٰ کو کیوں ضرورت محسوس ہوئی؛ وہ یہ نہیں چاہتا کہ اس کے بندے اس حبیب سے لاتعلق ہوجائیں جس کا اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میری مانو اور میرے حبیب کی بات مانو۔ دونوں کی مانو گے تو تم میرے ہوگئے۔

جو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کو ہم کہتے ہیں کہ ہمارا تو گزارا نہیں ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر، تو اس پر وہ کہتے ہیں کہ تم بدعت والے ہوگئے، ہو تم کافر ہوگئے ہو۔ بس ان کا کام یہی ہے عام مسلمانوں کو کافر بنا دینا۔

پھر فرمایا جو لوگ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ نہ صرف دنیا میں کامیاب ہوں گے بلکہ میں ان کو بڑی اچھی صحبت دوں گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب۔ بڑی اچھی صحبت کے لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ اور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جائے۔

اولیاء کیا ہیں ؛ وہ صدیقین ہیں ، سچ بولتے ہیں ، سچی باتیں کرتے ہیں ، حق کی طرف جاتے ہیں و من یطع الرسول ...... صالحین ہ جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا مان لے گا ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ مبارکہ کی تفسیر مجھے خواب میں بتائی۔ اور اس وقت بتائی جب میں بہت ہی چھوٹا یعنی سترہ سال کا تھا۔ میرے والد کا انتقال ہوگیا میں نے کسی کا انتقال دیکھا نہیں تھا نہ مجھے ایسا ہوش تھا۔ گھر میں کوئی نہیں تھا۔ والد صاحب جمعے کی نماز پڑھ کر آئے اور سو گئے ، میں یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ آپ کا ایمان تازہ ہو، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اور طریقت انسان کو کہاں تک لے جاتی ہے۔ تو میں کافی پریشان ہوا ، میری کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ پھر میں نے قرآن پاک کھول کر زور زور سے پڑھنا شروع کیا۔ اس وقت مجھے کھڑ کھڑانے کی آواز سنائی دی ، جیسے سانس اکھڑتی ہے۔ یہ اب سمجھ میں آتا ہے۔ مگر اس وقت سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا تھا یہ ؟ میں قرآن پڑھ رہا تھا اور دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ ! میرے ابا کو اچھا کر دے۔ میری زبان سے یہ نکلا۔ کلام پاک پڑھتے پڑھتے ایک سیکنڈ کے لئے میری

Marfat.com

آنکھ جھپکی اور وہ سانس کی آواز بند ہو گئی۔
جب ان کا نام زبان سے لوں تو اپنا نام نکلے۔ اب تو بجائے قاضی کلیم اللہ کے قاضی علیم اللہ کا نام نکلے۔ میں بہت پریشان ہوا۔ یہ بات ایسی تھی کہ کسی سے کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔ میں کہوں یا اللہ! یہ کیا بات ہوئی۔ اب میں ان کی مغفرت کی دعا مانگ رہا ہوں' تو اپنا نام آ رہا ہے، ان کا نام زبان پر نہیں آ رہا ہے۔ سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا بات ہوئی، کیا مجھ سے کوئی خطا ہوئی۔
آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کوئی اپنے والد کی مغفرت کی دعا مانگے اور اس میں بجائے ان کے نام کے اپنا نام نکلے کہ میرے گناہ معاف کر دے۔ پھر تیسرے دن صبح کو یہ ہوا کہ میں نے قرآن پڑھا۔ فجر کے وقت پھر میں نے خواب دیکھا کہ میری جو آبائی مسجد ہے، کمرے کا ایک دروازہ کھلتا تھا جو ہمارے سامنے آبادی میں اور ایک بڑا سا ہال تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہاں محفل ہو رہی ہے، قرآن خوانی ہو رہی ہے۔ عورتیں قرآن پڑھ رہی ہیں۔ جیسے ہم لوگ آج کل محفل کرتے ہیں۔ اس طرح کی محفل ہو رہی ہے۔ لیکن میں اندر کے لوگوں کو پہچان نہیں پا رہا ہوں۔ اور اس کے بعد میں سب سے آخری صف میں صحن کے اندر بیٹھا ہوا ہوں اور وہاں لوگ آ کر بیٹھتے جا رہے ہیں۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ جب

 89692

Marfat.com

لوگ مسجد میں آئے تو تھوڑی دیر کے بعد میرے والد رحمتہ اللہ علیہ بھی اندر ہال میں سے آئے اور آکر وضو کرنے لگے۔ مسجد میں انہوں نے ایک کیاری بنائی ہوئی تھی جس میں وضو کرتے تھے۔ پہلی بات تو میں نے خواب میں یہ دیکھی کہ وہ وضو کر رہے ہیں۔ جب آپ دنیا میں وضو کرتے ہیں تو اللہ آپ کے گناہ دھو دیتا ہے۔ اور اس وقت چار فرشتے ایک نور کی چادر لے کر آپ کے اوپر نور کا سایہ کر رہے ہیں۔ وضو کرتے وقت بولنا نہیں چاہیئے۔ ایک دفعہ بولیں گے تو ایک فرشتہ کونہ چھوڑ دے گا دوسری دفعہ بولیں گے تو دوسرا فرشتہ چادر کا کونہ چھوڑ دے گا۔ حتیٰ کہ بولنے سے نور کی چادر نہ رہے گی۔ اس لئے حکم ہے کہ وضو خاموشی سے کرنا چاہیئے۔

دوسری بات یہ ہوئی کہ میرے ایک چچا بھی بڑے عالم فاضل تھے وہ بھی اندر آئے اور کہا کہ بھیا وہ کون صاحب تھے جن سے آپ بات کر رہے تھے۔ (یہ سب میں خواب میں دیکھ رہا ہوں) کہنے لگے تم نے پہچانا نہیں وہ صحابی تھے۔

ایک تو میں نے یہ خواب دیکھا، اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں دکھا دیا کہ دیکھو اس آیت کی تفسیر ہے کہ جو اللہ کے نیک بندے ہیں اولٰئک انعم الذین ..... والصدیقین و

الصدیقین والشہداء والصالحین ہ میری آنکھ کھل گئی۔ جب میری آنکھ کھلی اس وقت خواب میں یہ آیتِ مبارکہ تلاوت ہو رہی تھی۔ واللہ علیم بذات الصدور ہ
"بے شک قسم ہے کہ اللہ تعالیٰ دل کی بات جانتا ہے"۔

تو میری دو تین دن کی جو پریشانی تھی اللہ تعالیٰ نے دُور فرما دی کہ وساوس کی ضرورت نہیں، اس لئے کہ یہ تو ان کے وصال کا وقت تھا۔ دس ربیع الاوّل ۶۳ سال کی عمر اور جمعہ کا دن۔ اور کوئی بیماری نہیں، نماز پڑھی، لیٹے اور ختم، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت پوری ہوئی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی جو مخالفت کرتا ہے' اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ومن یشاقق الرسول .... مصیرا ہ جو شخص میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرے گا بعد اس کے کہ حق امر واضح ہو چکا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستے ہو لئے۔

یہی لوگ ہیں جو اپنے کو وہابی کہتے ہیں یا اہلِ حدیث اور اہلِ قرآن کہتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے عام مُسلمانوں کا صحابہ کرام کا، محدّثین کا، مفسّرین کا طریقہ چھوڑا۔ اور جو مفسرین محدّثین صحابہ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت جو رب

Marfat.com

کریم نے بیان کی، اس کی یہ مخالفت کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ان وہابیوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے جو ان کے عزائم ہیں، ان کو ناکام بنا دے۔ (آمین)۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین ۰

Marfat.com

علم وحکمت

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہ

اے عزیزانِ محترم!

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ مجھ سے اگر تم محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اتباع کرو، ان کی اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرما دے گا۔ کسی کی اتباع کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی سیرت اس کی عادات، اس کی خصلت، اس کے معمولات، اس کے معاملات پر اچھی طرح سے عبور ہو۔ اس سے تعارف ہو، اس سے جانکاری ہو اور اس کا علم ہو۔

اسی لئے مومنین کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کی سیرت کا جاننا ضروری ہے۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کا علم ہوگا تب یہ ممکن ہوگا کہ ہم ان کی اتباع کریں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو خلق عظیم عطا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ" سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب ایک بشری ظاہر عطا فرمایا تو اس ظاہری بشریت کو رب نے کاملہ کر کے مکمل کر کے بہترین بنا کر، احسن ترین بنا کر دنیا میں پیش کیا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات جو ہے ان کی تمام صفات، تمام حالات، تمام خصال جو ہیں وہ اشرف واعلیٰ ہیں۔ اس سے بہتر صفات، اس سے بہتر حسن اور خصائل اس سے بہتر جمال اور جلال کسی اور شخص کو کسی اور ہستی کو حاصل نہیں ہوا اور بے شک لوگوں نے کہا ہے کہ ؎

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام کمالات اور تمام فضائل کا بیان تو انسان کے لئے مشکل ہے لیکن چند خصوصی چیزیں ان کی سیرت کی آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ذات کو ایک

Marfat.com

خصوصی امتیاز عطا فرمایا ہے۔

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاق اور عادات کی تمام خوبیاں اور تمام کمالات و اعلیٰ صفات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ گرامی میں جمع فرما دی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اوّلین و آخرین یعنی ازل سے لے کر ابد تک جتنا علم ہے وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما دیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے امتیازی خصوصیت کیا ہے؟ وہ یہ کہ ہے کہ دنیا میں کوئی ان کا معلم نہیں تھا وہ ساری دنیا کے معلم تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہ علم عطا فرمایا کہ جس سے آپ ساری کائنات کے معلم ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس علم کے ساتھ ان کو زمین کے سارے خزانے کی کنجیاں بھی عطا فرمائیں۔ لیکن آپ نے دنیاوی مال و متاع کے اوپر ہمیشہ آخرت کو ترجیح دی۔ آگے چل کر ان کی سخاوت اور داد و دہش ان کی فراخدلی کا ذکر آئے گا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ان کی صفات و ذات کا ذکر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان کی صفات و ذات کا ذکر فرماتا ہے، تو کہتا ہے " وَيُعَلِّمُهُمُ

Marfat.com

اَلْكِتَابَ وَالْحِكْمَۃَ" وہ لوگوں کو کتاب اور حکمت سکھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے زیادہ علم وحکمت عطا فرمائی۔ اسی لئے آپ معلم الکائنات ہوئے۔ اور سب سے زیادہ محترم اور سب سے زیادہ منصف اور سب سے زیادہ حلیم وبردبار، پاک دامن اور عفیف اور لوگوں کو سب سے زیادہ نفع پہنچانے والے اور لوگوں کی ایذا رسانی پر سب سے زیادہ صبر وتحمل کرنے والے تھے۔ آگے ذکر آئے گا حضرت زید کا جنہوں نے فرمایا کہ انبیاء کی خصوصیات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دوسروں کے ایذا دینے پر صبر کرے۔ اس صفت میں بھی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلیٰ ترین تھے۔

آپ دنیا میں سب سے زیادہ حسین، بہادر اور فیاض تھے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ سب سے زیادہ افضل ہیں تمام مخلوقات میں تو ہر ایک سے زیادہ حسین اور ہر ایک سے زیادہ بہادر اور شجاع، وجیہہ اور فیاض آپ کی ذات تھی۔

اپنی اُمت کے لئے بھی آپ نے اعتدال پسند فرمایا۔ اور آپ کی ذات میں بھی سب سے زیادہ اعتدال تھا۔ اور جس کی ذات پاک میں یہ تمام اوصاف ہوں وہ ظاہر ہے کہ تمام لوگوں کے لئے ہر ظاہری فعل کا بہترین نمونہ ہوگا، اسوۂ حسنہ

Marfat.com

ہو گا اور تمام لوگوں میں حسین ترین ہو گا، اس کا خُلق اعلیٰ ترین اخلاق کا نمونہ ہو گا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک جو تھی وہ تمام جسمانی اور روحانی کمالات سے مزّین تھی حقیقت تو یہ ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات نے ان صفات کو وہ عظمت عطا فرمائی جو کسی اور ذات سے ان کو نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی صُورتِ زیبا کے متعلق اور حسن و وجاہت کے متعلق فرمایا کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا۔ آپ کے حُسن کا یہ عالم تھا کہ آپ کے دونوں رُخسار سُورج کی طرح چمکتے تھے۔ جدھر آپ تشریف لے جاتے تو روشنی ہو جاتی تھی۔ عالم یہ ہوتا تھا کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے تھے تو دیواروں پر اس کی چمک پڑتی تھی، ان کے جمال کا عکس پڑتا تھا۔

ھند بن ابی ہالہ سے روایت ہے کہ دیکھنے والوں کی نظر میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور دبدبے والا تھا، آپ کا چہرہ ایسے چمکتا تھا جیسے چودھویں کا چاند چمکتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم اتنا پاک اور طیب تھا کہ ان کے جسم مبارک سے خوشبو آتی تھی۔ ایسی خوشبو جو عنبر اور کسی مُشک میں

Marfat.com

نہیں ہوتی تھی۔ کوئی خوشبودار چیز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ بہتر نہیں تھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے ہاتھ ملاتے تھے تو اس کے ہاتھ سے سارا دن خوشبو آیا کرتی تھی۔ بچوں کے سر پر اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنی کریمی سے دست شفقت رکھ دیا تو وہ بچہ پہچانا جاتا تھا۔ چاہے بھیڑ میں ہو یا کہیں بھی ہو، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنا بڑا آسان ہوتا تھا۔ اس لئے کہ آپ جس راستے سے گزرتے تھے تو آپ کی امتیازی خوشبو کی وجہ سے لوگ آپ تک پہنچ جایا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اور خلق عظیم کی گواہی تو تو اللہ تعالیٰ نے دی ہے " اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ہ" آپ پر ہم نے بڑا فضل کیا، اور آپ بڑے خلق عظیم ہیں، آپ بڑے صاحب اخلاق ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک ہے " مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے۔ اخلاق کی بزرگی کی تکمیل میری ذات سے ہوئی"۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا" اِنَّكَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ہ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْكَ عَظِیْمًا ہ" کہ میں نے آپ کو بڑا ہی

Marfat.com

صاحب اخلاق بنایا، آپ بلاشبہ بڑے صاحب اخلاق ہیں۔ آپ کا اخلاق عظیم ہے۔ اور آپ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل ہے۔ یعنی اچھا اخلاق ہونا اللہ تعالیٰ کے فضل کی نشانی ہے۔ تو حُسن اور بزرگی اخلاق کو اور اعمال کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ بلندی وہ حُسن عطا فرمایا جو آج تک کسی ہستی نے نہیں کیا تھا۔ اسی لئے ان کا اخلاق ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔ سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقِ کریمہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "کان خلقہٗ قران" ۵ آپ کا اخلاق قرآن تھا۔

اللہ تعالیٰ نے کلام پاک میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جو نعت بیان فرمائی، جو اعمال بیان فرمائے، ان تمام محاسن اور فضائل کا مجموعہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اخلاق تھا۔ تو اس آیت میں اخلاق وصفات کا اعلیٰ ترین نمونہ بیان ہوا ہے۔ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاق میں آشکار ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ کی اس حدیث کے ساتھ کہ آپ کی خوشنودی قرآن کی خوشنودی کے ساتھ اور آپ کی ناراضگی قرآن کی

Marfat.com

ناراضگی کے ساتھ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کی رضا، رضائے الٰہی کی بجاآوری میں اور آپ کی ناراضگی حکم الٰہی کی خلاف ورزی میں۔ جب کوئی احکامِ الٰہی کی بجاآوری کرتا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اس سے خوش ہوتے، اس کو پسند فرماتے۔ اور اگر کوئی عمل کوئی سوچ، کوئی فکر اللہ تعالیٰ کے امر کے خلاف ہوتی تو وہ آپ کے لئے ناراضگی کا باعث ہوجاتی تھی۔ محبت اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے تھے اور جنگ بھی اللہ تعالیٰ کے لئے کرتے تھے۔ محبت اور نفرت اللہ تعالیٰ کے لئے۔ کسی سے کوئی ذاتی عناد یا بدلہ نہیں تھا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اور صفت آپ کی ذاتِ پاک میں حلم اور عفو یعنی بردباری تھی۔ آپ لوگوں کو معافیاں عطا فرماتے تھے۔ ان کی خطائیں اور زیادتیاں معاف فرماتے تھے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق حدیث پاک میں ہے کہ کبھی آپ نے اپنے ذاتی معاملے اور مال و دولت کے سلسلے میں کسی سے انتقام نہیں لیا۔ مگر اس شخص سے جس نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز کو حرام قرار دیا تو اس سے اللہ تعالیٰ کے لئے بدلہ لیا۔ جس نے اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی تو اللہ کی محبت میں اور اس کی اطاعت میں اس سے بدلہ لیا۔

Marfat.com

غزوات میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے سب سے سخت اور صبر آزما غزوہ، غزوۂ اُحد تھا۔ جس میں آپ کے ساتھیوں کی تعداد بہت ہی قلیل تھی اور دشمن کی تعداد ان سے کئی گنا زیادہ تھی۔ کفار نے آپ کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کیا، آپ کو شدید رنج والم پہنچایا۔ مگر آپ نے ان پر نہ صرف صبر و عفو فرمایا بلکہ ان پر شفقت بھی فرماتے ہوئے اُن کو اس جرم اور جہل میں معذور گردانا اور فرمایا۔

"اللھم امتی ... فانھم لا یعلمون ہ"

یعنی بجائے اس کے کہ ان کے لئے بد دعا کرتے، ان کے لئے دعا فرمائی۔ کہ "اے میرے رب! ان کو ہدایت دے دے۔ انہیں نہیں معلوم کہ وہ جہالت میں ہیں، وہ سرکشی کی حالت میں ہیں۔"

کفارِ مکہ تو اُحد تک آ گئے، اس ارادے سے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ پاک کو اور ان کے ساتھیوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیں گے، اسلام کا نام و نشان ختم کر دیں گے۔ لیکن آپ نے ان کے لئے کیسا سلوک فرمایا کہ آپ ان کے لئے دُعا کر رہے ہیں جن لوگوں نے آپ کو اتنی تکلیف پہنچائی۔ جان کے درپے ہوئے، ان کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ غارِ ثور

Marfat.com

میں بھی ان کے قتل کے ارادے سے گئے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو ریت پر رگڑا، گھسیٹا، اتنے ظلم کئے لیکن پھر بھی آپ نے ان کے لئے بددعا نہیں بلکہ دعا ہی فرمائی۔ وجہ کیا تھی؟ فرمایا کہ میں لعنت کے لئے مبعوث نہیں ہوا، بلکہ حق کی دعوت اور جہان کے لئے رحمت بن کر مبعوث ہوا ہوں۔

آپ کی صفات میں سے ایک اور صفت صبر و استقامت کی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے راستے میں مجھے اتنا ڈرایا دھمکایا گیا ہے، اتنی اذیت دی گئی، اتنا ستایا گیا کہ اور کسی ذی رُوح کو آج تک اتنی اذیت نہیں دی گئی۔ ایک دفعہ تیس رات اور دن مجھ پر اس حال میں گزرے کہ میرے اور بلال کے کھانے کی کوئی ایک چیز نہیں تھی جس کو کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے کہ بلال نے جو اپنی بغل میں چھپا رکھا تھا۔ یعنی کوئی چیز کھانے کی ان کے پاس نہیں چھوڑتے تھے، اتنا ظلم کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید کی تبلیغ کے لئے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لئے ہوئے پیدل طائف کی پہاڑیوں پر پہنچے۔ اور وہاں کے باشندوں کو اسلام کی دعوت

Marfat.com

فرمائی۔ تو وہ سب غصے میں آ گئے۔ اور وہاں کے سرداروں نے اپنے علاقے اور شہر کے لڑکوں کو سکھا دیا کہ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعظ فرمائیں تو ان پر پتھروں کی بارش کریں۔ ان لڑکوں نے اتنے پتھر پھینکے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لہو سے تر بتر ہو جاتے تھے۔ اور پیشانی مبارک سے خون بہہ کر پیر کی ایڑیوں تک پہنچ جاتا تھا۔ اس حد تک کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضو کرنا بھی مشکل ہو جاتا۔ کیوں کہ ایڑیاں خون جم جانے کے باعث آپ کے پاپوش سے چپک جاتیں۔

ایک دفعہ ان اوباشوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر گالیاں دیں اور تالیاں بجائیں، چیخیں ماریں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مجبوراً ایک مکان کے احاطے میں چلے گئے۔ پھر ایک دفعہ اسی طرح وعظ فرماتے ہوئے اتنی ایذا دی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں پر بے ہوش ہو گئے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیٹھ پر اٹھایا اور وادی سے باہر لے گئے۔ پانی کے چھینٹے دیئے تو ہوش آیا، لیکن آپ نے اس وقت بھی صبر اور استقامت کو قائم رکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے پیغام کو اور توحید کو لوگوں تک پہنچاتے رہے۔ یہ ان

کے صبر و استقامت کی معراج تھی۔ ان تمام آزمائشوں، تکلیفوں کے باوجود نتیجہ یہ تھا کہ اس وقت تک طائف کا کوئی شخص مسلمان نہ ہوا اور آپ کو اس کا شدید رنج تھا۔ لیکن آپ نے صبر و استقامت کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اس وقت آپ نے اللہ تعالیٰ سے جو دعا مانگی وہ یہ تھی:۔

"اے اللہ! میں اپنی ضعف، بے بسی اور لوگوں کی نظروں میں اپنی تحقیر اور بے سروسامانی کی فریاد تجھی سے کرتا ہوں۔ اے ارحم الراحمین، اے درماندہ ناتوانوں کے مالک۔ تو ہی میرا رب ہے۔ میرے آقا تو مجھے کس کے سپرد کرتا ہے، بیگانوں کے جو ترش رو ہوں گے، یا دشمن کے جو میرے نیک و بد پر قابو رکھے گا۔ لیکن جب تو مجھ سے ناخوش نہیں تو مجھے کچھ اس کی پرواہ نہیں"۔

یہ صبر و تحمل کا نمونہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کا شکوہ کرتے ہوئے بھی صبر و تحمل کا دامن نہیں چھوڑا۔ فرمایا جب تو مجھ سے ناخوش نہیں ہے تو مجھے اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ کیوں کہ تیری عافیت اور بخشش میرے لئے زیادہ وسیع ہے۔ ولکن ...... لیکن میرے لئے عافیت آپ نے وسیع کر رکھی ہے

Marfat.com

آپ دیکھیں کہ اس جفا اور ظلم کے باوجود یہ صبر اور تحمل اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اتنی عاجزی نے عاجزی کو بھی معراج پر پہنچا دیا۔ یہ اس لئے کہ وہ ہستی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میرے بعد میرے حبیب سب سے بزرگ ہستی ہیں۔ میں اس پر درود و سلام بھیجتا ہوں۔ وہ جب اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہیں تو کتنی عاجزی کے ساتھ ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میں پناہ چاہتا ہوں کہ تو مجھ پر غضب نازل کرے، یا تیری ناخوشی مجھ پر وارد ہو اور اطاعت کرنے کا حق تجھی کو حاصل ہے۔ حتیٰ کہ تو راضی ہو جائے۔ اور تیری اطاعت کے بغیر کوئی قدرت نہیں۔

اس آزمائش کی گھڑی میں جو دعا ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی مدد تو مانگی گئی ہے۔ لیکن اس میں جو اپنی عاجزی پیش کی گئی ہے وہ بھی ہم سب کے لئے ایک مثال ہے، اسوۂ حسنہ ہے کہ آپ نیکی کا کام کریں، صبر کریں، تحمل کریں۔ اس کے باوجود بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجز رہیں۔

جب رب کی تائید حاصل ہو جاتی ہے تو دنیا میں تصرفات اور دنیا میں قدرت انسان کو حاصل ہوتی ہے۔

اب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عفو و کرم کی

Marfat.com

ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ کفّارِ مکّہ ۲۱ سال تک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ستاتے رہے۔ اور آپ کے نام لیواؤں پر بھی ظلم کرتے رہے۔ اور ظلم واستبداد کا ایسا کوئی حربہ نہیں تھا جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے جاں نثاروں پر نہ آزمایا نہ ہو۔ اتنا ظلم کیا کہ آخران کو اپنا گھر بار سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کرنا پڑی۔ اور مدینہ منورہ میں مہاجر بن کر رہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ فتح عطا فرمائی جس کی بشارت اس نے دی تھی۔ اور مکہ فتح ہوا تو وہ سارے بدترین دشمن سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رحم وکرم پر تھے۔

اس وقت کوئی بھی انسان جس پر بشریّت کا غلبہ ہوتا وہ انتقام لیتا۔ آپ کسی کمزور پر ظلم کریں اور کل کو وہ آپ پر غالب آجائے، آپ کا حاکم ہو جائے اور آپ کی جانیں، آپ کی زندگیاں، آپ کا مال ومتاع، آپ کی عزت وآبرو اس کی دست بُرد کے اندر ہوں تو وہ آپ کے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟ وہ بدترین انتقام لے گا۔

فتح مکہ کے وقت جبّارانِ قریش جنہوں نے استبداد اور جبر کیا تھا، وہ خوف وندامت سے سر نیچے کئے ہوئے آپ کے سامنے کھڑے تھے۔ اپنی قسمت کے فیصلوں کا انتظار

Marfat.com

کر رہے تھے۔

آپ نے اُن سے پوچھا کہ تمہیں معلوم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہوں؟ تو ان لوگوں نے انتہائی دبی زبان سے کہا: "اے صادق اور اے امین، تم ہمارے شریف بھائی اور شریف برادر زادے ہو۔ ہم نے تمہیں ہمیشہ رحم دل پایا"۔ لا الٰه الا الله الملك الحق المبين!

محمد رسول الله صادق الوعد الامین

آپ نے فرمایا آج میں تم سے وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کہ تم پر کچھ الزام نہیں، جاؤ آج تم آزاد ہو"۔ یہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ عفو و کرم تھی، کہ اپنے بدترین دشمنوں کو جب ان پر غلبہ حاصل کر لیا، تو کس حسن کے ساتھ اور فراخدلی کے ساتھ آپ نے انہیں معافیاں عطا فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی حماد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے سے پہلے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے کوئی چیز خریدی اور کچھ رقم باقی رہ گئی تو آپ نے فرمایا کہ آپ یہاں پر ہی رہیں میں اسی جگہ آکر آپ کو پیسے دیتا

Marfat.com

ہوں۔ لیکن وہ جا کر بھول گئے۔ جب دو گھنٹے بعد یاد آیا اور وہاں گئے تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اسی جگہ کھڑے پایا۔ آپ نے کہا کہ آپ ابھی تک کھڑے ہیں۔ سرکار حضورِ اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم نے مجھ کو پابند کر دیا تھا مجھ سے وعدہ لے لیا تھا کہ آپ یہاں کھڑے رہیں میں ابھی پیسے لے کر آتا ہوں، میں اس وعدے کو کیسے توڑ سکتا تھا۔ تم نے مجھے مشقت میں ضرور ڈال دیا، لیکن میں نے انتظار کی گھڑیاں پوری کیں، تو یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایفائے عہد کی ایک معمولی سی مثال ہے۔

دو صحابی مکہ معظمہ سے واپس مدینہ منورہ آ رہے تھے۔ کفار سے جنگ ہونے والی تھی۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ آ رہے تھے کہ راستے میں کفار نے ہمیں پکڑ لیا۔ انہوں نے پوچھا تم کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ مدینہ منورہ جا رہے ہیں۔ ان کو یہ احساس ہوا کہ ہم لوگ پھر جا رہے ہیں مسلمانوں کے گروہ میں شامل ہو کر جہاد کے لئے۔ انہیں پتہ تھا کہ مسلمان کبھی اپنا وعدہ نہیں توڑتا۔ اس لئے کہ وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی ہے۔ کفار نے ان سے کہا کہ ہم تمہیں ایک شرط پر جانے دیں گے کہ تم وعدہ کرو کہ تم غزوہ میں شامل نہیں ہو گے۔ ہم نے

Marfat.com

وعدہ کیا اور مدینہ آگئے۔

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ چونکہ انہوں نے زبردستی ہم سے یہ وعدہ لیا تھا اور مجبوراً ہم نے یہ وعدہ کیا تھا، اس لئے ہم آپ سے اجازت چاہتے ہیں کہ ہمیں اس جنگ میں شامل کر لیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہرگز نہیں تم اپنا وعدہ پورا کرو اور لڑائی کے میدان سے واپس چلے جاؤ۔ ہم ہر حال میں وعدہ پورا کریں گے۔ ہم کو صرف خدا کی مدد درکار ہے۔ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایفائے عہد کی ایک اور مثال ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کر سکیں۔ ان کے اسوۂ حسنہ کو اپنا سکیں اگرچہ اس عظمت کو تو کوئی بھی انسان یا انبیاء بھی نہ پہنچ سکے لیکن ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم کوشش ضرور کریں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں کہ اے اللہ کریم ہم کمزور بندے ہیں، ہم میں یہ صلاحیت نہیں ہے لیکن ہم تیرے بندے ہیں اور تیرے حکم کو بجالانے میں اپنی عافیت اور اپنی آخرت کی بھلائی سمجھتے ہیں۔ ہم کوشش کر رہے ہیں۔

اے ربِ کریم تو ہمیں توفیق عطا فرما جیسا کہ سرکارِ دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دعا میں فرمایا تھا کہ تیری توفیق اور مدد واعانت کے بغیر کسی میں کوئی قدرت نہیں۔ تو ہمیں توفیق عطا فرما، اپنی اعانت عطا فرما تاکہ ہم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرسکیں۔ جو کچھ بھی ہم سے عمل ہو تو اسے اپنی کریمی سے اپنی بارگاہ میں قبول فرما۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العالمین ہ

Marfat.com

عظمتِ قرآن

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہِ

جس نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کی، ان کے غلاموں سے دشمنی کی، ان کے جاں نثاروں سے دشمنی کی، ان کے کلمہ گو کا قتل کیا یا ایذا پہنچائی تو اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ ومن یعص اللہ ورسولہ .... عذاب ہ اور جس نے اللہ تعالیٰ سے بغاوت کی اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغاوت کی اور اس کی قائم کردہ حدود کو پار کیا، اس کو ہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آگ میں ڈال دیں گے اور اس کے لئے بہت ہی ذلّت آمیز عذاب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے کلامِ پاک میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت بیان کی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں

Marfat.com

ان کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ آپ خود اپنی زبانِ مُبارک سے اپنے بلند درجات اور بلند رتبہ کے بارے میں بیان فرمادیں۔

فرمایا: قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

اے میرے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرمادیں کہ اے دُنیا جہان کے لوگو! میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں تم سب کی طرف، یعنی میں اللہ کا رسُول کسی ایک خاص طبقے کے لئے نہیں ہوں، یا خاص قبیلے کے لئے نہیں ہوں، ایک خاص ملک کے لئے نہیں ہوں، جیسے مجھ سے پہلے انبیاء ہوگزرے ہیں کہیں حضرت شعیب علیہ السلام ہیں کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کہیں حضرت نوح علیہ السلام ہیں اور کہیں حضرت لُوط علیہ السلام ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

میں تم سب کے لئے، سارے جہان کے لئے اللہ کا رسول ہوں۔ میرا دین، میرا پیغام، میری رحمت سارے عالم کے لئے ہے۔ اس لئے سارے عالم پر میری اطاعت واجب ہے۔ سارے زمین و آسمان کی سلطنتیں، تمام بادشاہی میرے رب کی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی رب نہیں۔ وہی ہے جو زندہ کرتا ہے، وہی ہے جو مارتا ہے۔

Marfat.com

پیغام کیا ہے ؟ یہ کہ جہاں جہاں میرے رب کی بادشاہی ہے، وہاں وہاں میری رسالت ہے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا رب نہیں۔ مارنے اور جلانے والا وہی ہے۔ دُنیا یا کائنات کا کوئی حصہ نہیں ہے جہاں میرے حبیب کی عملداری نہ ہو۔ یعنی جہاں رب کی بادشاہت ہے وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عملداری ہے۔ تو رب کی بادشاہت میں جو بھی ذی نفس ہیں ان پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی اطاعت، ان کی محبت، ان کی اتباع لازم ہے۔

پھر فرمایا کہ قل ھذہ سبیلی ادعوہ الی اللہ۔ آپ کہہ دیجئے کہ یہی وہ راستہ ہے سیدھا، جس راستے پر میں تم سب کو اللہ کی طرف بُلاتا ہوں۔ اور میں اس طرح سے بُلاتا ہوں کہ میں اس دلیل پر قائم ہوں کہ ساری کائنات میں اس کی بادشاہت ہے، میں اس کا حبیب ہوں اور رب کی کائنات پر میری عملداری ہے۔ میں نے اللہ کی مخلوق کو وہ راستہ دکھا دیا اب تم پر یہ لازم ہے کہ تم صراطِ مستقیم پر گامزن ہو جاؤ، اب آلِ عمران کی وہ آیۂ مبارکہ ہے:

"قُلْ اِنْ کُنْتُمْ ...... رَحِیْمًا" آپ کہہ دیجئے ان لوگوں سے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔

Marfat.com

کیوں کہ اس نے صراطِ مستقیم مجھے دکھایا ہے اور اس صراطِ مستقیم کی طرف میں تمہیں بُلاتا ہوں۔ اگر رب سے محبت کرتے ہو تو رب تک پہنچنے کا راستہ میری اتباع ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم میری اتباع کرو، مجھ سے محبت کرو، میرا ادب کرو۔ جب یہ کرو گے تو تیری اس سعادتمندی پر اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگے گا۔ ابھی تم رب کے طالب ہو، رب تمہارا محبوب ہے جب تم میری اتباع کرو گے تو تم رب کے محبوب ہو جاؤ گے۔ صرف یہی نہیں ہوگا کہ اگر اس راستے میں تمہارے پیر لڑکھڑائے، تم سے لغزش ہوئی، کوئی خطا یا گناہ سرزد ہو گیا تو تم چونکہ میری اتباع پر قائم ہو تو اللہ تعالیٰ تم پر مزید کرم کرے گا، تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی ہے۔

اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت سے، اس کے احتساب سے روزِ قیامت اُٹھنے سے حساب کتاب سے جنت و دوزخ سے انکار کیا تو وہ کافر ہے اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ لیکن جس نے کلمہ حق پڑھا " لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور جس نے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی اس کے لئے فوز و فلاح ہے، اس کے لئے معافیاں ہیں اس کے

Marfat.com

لئے رب کی محبت ہے۔ اس لئے کہ رب تو ہے ہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس طرح سے ان کی بزرگی اور ان کی عظمت بیان فرمائی، انتہائی محبت و لطف کرم کے ساتھ "یٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ..... مُرْسَلِیْنَ ۝" یاسین سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب فرمایا۔ اور قسم کھائی قرآن کی کہ قسم ہے اس قرآن پاک کی۔ اسی طرح اللہ نے فرمایا وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝ قسم ہے اس قرآن پاک کی جو حکمتوں سے بھرا ہوا اور مالا مال ہے۔ اور آپ ان رسولوں میں سے ہیں جنہیں میں نے بھیجا ہے۔ آپ نبی برحق ہیں اور نبی کریم ہیں، رسولِ برحق ہیں، اور آپ ہی سیدھے راستے پر ہیں۔ کیونکہ آپ سب کے بعد آئے، آپ پر میں نے دین ختم کر دیا، لہٰذا ہر ایک پر آپ کی اتباع ضروری ہے۔

یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ ..... مُنِیْرًا ۝ یہ سورہ احزاب کی آیتیں ہیں۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ ..... النَّبِیّٖنَ اور سِرَاجًا مُّنِیْرًا۔ اور بے شک اے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم نے آپ کو اس شان کا بنا کر بھیجا ہے۔ یہ بہت ہی پیاری آیت ہے۔ مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ .... عَلِیْمًا

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں، وہ آخری نبی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تمام باتوں کو جانتا ہے۔

یہ آیت اس وقت اُتری تھی جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، جو پہلے آپ کے مُنہ بولے بیٹے حضرت زید کی بیوی تھیں لیکن ان میں نباہ نہ ہونے کے باعث طلاق ہو گئی تھی۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا بڑے اعلیٰ خاندان کی تھیں۔ جب کافروں نے کہا کہ انہوں نے تو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی ہے تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ وہ کسی کے باپ نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد مسئلہ یہ ہو گیا کہ کسی کو بیٹا کہہ دیں تو آپ کا شرعی طور پر بیٹا نہیں بنتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ ..... کَثِیْرًا ہ اے ایمان والو اکثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو اور صبح وشام اس کی پاکیاں بیان کیا کرو۔

ھُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ اور وہ آپ پر صلوٰۃ بھیجتا ہے۔ اور اس کے فرشتے بھی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ بات سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمائی اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ .... تَسْلِیْمًا ہ اور دوسرا، ان مومنوں کے لئے فرمائی جو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

Marfat.com

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَمَلٰٓئِکَتُہٗ ..... رَحِیْمًاہ
پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو لوگ ذکر کرتے ہیں صبح وشام اللہ تعالیٰ کی تسبیح وتہلیل کرتے ہیں، پاکی بیان کرتے ہیں' ان کے متعلق صرف یہی نہیں ہے کہ اللہ اوراس کے فرشتے سلام بھیجتے ہیں اوراندھیرے سے نکال کر روشنیوں کی دُنیا میں لے آتے ہیں۔ یحیکم .... کَرِیْمًاہ اوراس دن جس دن رب سے ملاقات ہوگی اس دن کے لئے اس نے نعمتیں تیار کر رکھی ہیں، سلامتی تیار کر رکھی ہے۔ سلام، امن تحیہ وسلامتی تیاری کی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہت ہی کریمی کے ساتھ ان کا اجر' ان کا صلہ، ان کا انعام تیار کر رکھا ہے، بہت ہی فراخدلانہ سخاوت سے بھرپور انعام ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دو آیتیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان غلاموں کے متعلق نازل فرمائیں، جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کا کیا مقام ہے، ملاحظہ ہو:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ .... نَذِیْرًاہ اے میرے پیارے نبی محبوب! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں نے آپ کو بھیجا ہے کس حیثیت میں؛ شَاھِدًا یعنی گواہی دینے والا اور بشارت دینے والا۔ جو میرے راستے پر چلے گا، میری

اتباع کرے گا اس کے لئے فوز و فلاح ہے۔ اس کے لئے وہ مقام ہے وہ نعمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے رکھی ہیں۔ اور پھر نَذِیرًا یعنی ڈرانے والا۔ اگر تم نے ادب میں کمی کی، اتباع سے گریز کیا، تو پھر تمہارا یہ انجام ہوگا۔ وَدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ ... مُنِیْرًا اور آپ میرے حکم سے لوگوں کو میری مخلوق کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں۔ لہٰذا یہ کہنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی بات اپنے دل سے کہتے ہیں وہ غلط ہے۔

سورۃ النجم میں ہے کہ وہ کوئی بات اپنے دل سے نہیں کہتے۔ وہ کہتے وہی ہیں جس کی وحی آپ کی طرف ہوئی ہے۔ تو فرمایا، اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ اس کے حکم سے، اس کے اذن سے، وہ ایک روشن چراغ ہیں، جس کی روشنی میں لوگ مجھ تک پہنچ جاتے ہیں۔ مجھ تک پہنچ جائیں گے تو کیا ہوگا۔؟

تحیتھم یوم یلقونہ .... کریماہ ان کے لئے تحیت وسلام ہوگا قیامت کے دن اور ان کے لئے بہت ہی فراخدلانہ اجر میری طرف سے تیار ہوگا۔

یہ ساری آیتیں مجھے بہت ہی پسند ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ کا سارا کلام ہی ایسا ہے کہ ہم سب مرمٹیں۔ ان آیتوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے غلاموں کا ذکر ہے۔ تو یہ

Marfat.com

شان بیان کی اللہ تعالیٰ نے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ .... مُنِیْرًا ہ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً ہ میں نے آپ کو اللہ کی مخلوق کے لئے ''کافہ'' بنا کر بھیجا یعنی سہولت دینے والا، لوگوں کو بشارت دینے والا، لوگوں کو بُرے انجام سے ڈُرانے والا، اچھے انجام کی بشارت دینے والا۔ تو آپ کی بعثت کا مقصد تمام انسانوں کے لئے بشیر و نذیر ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ہ ہم نے آپ کو کسی اور کام کے لئے بھیجا ہی نہیں سوائے اس کام کے کہ سارے عالموں کے لئے، یعنی صرف اس دنیا کے لئے نہیں جو ہمیں نظر آ رہی ہے اور جس میں ہم رہ رہے ہیں۔ اس طرح کے اور بھی عالم ہیں۔ یعنی سارے عالمین پر میں نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ آپ کی عملداری وہاں بھی ہے۔ اگر میں رب العالمین ہوں تو آپ رحمۃ اللعالمین ہیں۔ اور اگر میں رب السمٰوٰت والارض تو آپ رسول اللہ ہیں ان سب کے لئے اِنَّكَ لعلیٰ خلق عظیم۔ آپ کا اخلاق عظیم ہے۔ لہٰذا آپ کی اتباع جو لوگ کریں گے عظمت تک پہنچ جائیں گے۔

ورفعنا لك ذكرك ہم نے آپ کا ذکر بلند فرمایا ولسوف يعطيك ربك فترضى اور عنقریب آپ کو اللہ تعالیٰ بہت

Marfat.com

نعمتیں عطا فرمائے گا، اتنا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وعدہ فرماتا ہے کہ میں سب کچھ وہ کروں گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گے۔ سارا عالم اس کوشش میں ہے کہ اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے حبیب میں آپ کو راضی کر دوں گا۔

ولقد اتینا سبعا من مثانی والقران العظیم۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے آپ کو سات آیات والی وہ سورہ عطا فرمائی جو بار بار دہرائی جاتی ہے۔ وہ کون سی سورہ ہے؛ وہ سورہ فاتحہ ہے۔ اس میں سات آیات ہیں۔ الحمد للہ .... دین ہ یہ پہلی تین آیتیں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے کہیں اور ایک آیت اپنے اور بندے کے لئے مشترک ہے۔ ایاک نعبد وایاک نستعین .... ولا الضالین ہ یہ سات آیات ہیں۔ شروع کی تین آیات اللہ کے لئے، بیچ کی آیات بندے اور رب کے لئے اور تیسرا بندوں سے متعلق۔ اسی لئے اس کو کہتے ہیں سبع مثانی۔ مثانی معنی دہرانے والی۔ اور یہ وہ سورت ہے جس کی سات آیات بار دہرائی جاتی ہیں۔ کیونکہ ہم پانچ وقت نماز میں یہ پڑھتے ہیں۔ ہر نماز میں خواہ سنّت ہو، فرض ہو یا نفل۔

Marfat.com

ایصالِ ثواب ہوتا ہے تو اُس میں بھی پڑھتے ہیں۔ یہ دہرائی جانے والی آیات ہیں۔ اوران کا دہرانا ہمارے لئے فرض کر دیا گیا۔ جس طرح نماز فرض ہے اسی طرح سورہ فاتحہ کا دہرانا بھی فرض ہے وانزل الله عليك الكتٰب والحكمة ط اللہ تعالیٰ نے آپ کے اوپر کتاب اور حکمت دونوں نازل فرمائی ہیں۔ یہ نہیں کہا کہ "انزل الکتاب" کہ اسی کتاب میں حکمت ہے۔ بلکہ فرمایا کہ کتاب بھی نازل فرمائی اور حکمت بھی نازل فرمائی۔ تو جس نے صرف کتاب پر بھروسہ کیا۔ یعنی وہابیوں نے، جو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا پیغام پہنچا دیا۔ اب ہم قرآن کی طرف توجہ دیں۔ بس ہمیں سب کچھ اسی میں مل جائے گا۔ تو جب تک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رابطہ نہ رکھیں گے تو صرف قرآن ہی ملے گا، حکمت نہیں ملے گی، نجات نہیں ملے گی۔

وَعَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ط لوگ کہتے ہیں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعوذ باللہ کیا پتہ۔ وہ تو صرف ایک پیغام رساں تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے وہ سب کچھ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بتا دیا ہے جو آپ کو پتہ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کی غیب کی باتیں سب سے زیادہ

Marfat.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہیں و کان فضل اللہ علیك عظیماہ اور اللہ تعالیٰ آپ پر بہت زیادہ فضل کرنے والا ہے یہ مقام ہے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔ تو یاد رکھیں کہ جو بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مقام کا منکر ہے، وہ صریحاً گمراہی میں ہے۔ اس لئے ان کے راستے پر چلنا ان کے داؤ پیچ میں آنے سے ہمیں بچنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باغی ہیں، گمراہ ہیں، اہلِ بیت کے دشمن ہیں، جو اولیائے کرام اور انبیاء علیہم السلام کی شان میں گستاخی کرتے ہیں، یہ وہی لوگ ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ ان کی لمبی لمبی داڑھیاں ہوں گی، ان کے سر منڈے ہوئے ہوں گے اور یہ قرآن کی تلاوت خوب کریں گے، نمازیں پڑھیں گے، روزے ایسے رکھیں گے کہ تم کو شرم آجائے گی کہ یہ لوگ تو بہت اچھے ہیں۔ لیکن دراصل ایسا نہیں ہے اس لئے کہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ ان کے متعلق میں نے بتایا تھا کہ یہ محمد بن عبدالوہاب جو تھا اس نے باضابطہ تعلیم تو کوئی حاصل نہیں کی تھی۔ اس نے ابنِ تیمیہ کی کتابیں

Marfat.com

پڑھ کر کہا کہ تمام مفسرین کا علم باطل ہے۔ اس نے تمام مسلمانوں کو گمراہ قرار دے دیا، کہ یہ سب کفر و شرک میں ہیں اور توحید کا نعرہ بلند کیا کہ میں توحید پر قائم ہوں باقی لوگ قائم نہیں ہیں۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ پاک کی حاضری کو غیر ضروری قرار دیا۔ اس کے اس فتنے سے عام لوگ خراب ہو گئے۔ شروع میں یہ اِدھر اُدھر گھومتا پھرتا رہا۔ اس علاقے کا ایک امیر عثمان تھا۔ اس نے سوچا کہ کوئی ایسی ترکیب کرنا چاہیئے کہ ہماری حکومت قائم ہو جائے۔ دراصل یہ کھیل ہی سارا یہی تھا کہ اس کو اقتدار کا ذریعہ بنایا جائے، جو وہابیت کا گڑھ بن جائے۔ انہوں نے سوچا کہ جب تک سارے مسلمانوں کو کافر اور مشرک نہیں قرار دیں گے اس وقت تک جواز نہیں پیدا ہو گا کہ آپ مسلمانوں کو ماریں، ان پر حملہ کریں اور جو آلِ نبی اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے ان سے زبردستی حکومت چھین لی۔

اور جو اس علاقے کا امیر تھا اس سے کہا کہ آپ ہمارے توحید کی حمایت کریں تاکہ ہمارے مخالفین پر رُعب بڑھ جائے اور ہماری کامیابی کی راہ نکل آئے۔ اس سے کہا کہ آپ کی حمایت سے ہم آپ کو ایک بہت بڑی سلطنت دلوا دیں گے، اس لئے کہ جو اللہ کے راستے پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی

Marfat.com

مدد کرتا ہے۔ کہا میں توحید کے راستے پر ہوں آپ میری مدد کریں تو آپ کو حکومت مل جائے گی۔

اس بد بخت نے اس کی حمایت کر دی۔ اس نے سب سے پہلا کام تو یہ کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روضہ کو شہید کرنے کا حکم دیا حضرت زید، مسیلمہ بن کذاب کے فتنے کو ختم کرنے کی مہم میں شہید ہو ہو گئے تھے۔ وہاں کے جو مقامی مسلمان تھے وہ بے چارے ان کو بچانے کے لئے آئے لیکن امیر کی فوج کے سامنے وہ تاب نہ لاسکے۔

اس نے امیر عثمان سے کہا کہ ہمارا مقصد حاصل ہو رہا ہے سب سے پہلے آپ قبر پر ضرب لگائیں۔ امیر عثمان نے کہا کہ مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔ میں نے آپ کا ساتھ تو دیا، لیکن میں صحابئ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید بن خطاب رضی اللہ عنہ کے روضۂ پاک پر میں ضرب لگاؤں، میں یہ کام نہیں کروں گا اور یہ کام آپ خود ہی کریں۔

چنانچہ اس نے پھاوڑا لیا اور روضۂ اقدس کو مسمار کر دیا، اور زمین کے برابر کر دیا۔ اس کے بعد اس نے حضرت ضرار رضی اللہ عنہ کے مزار شریف کو مسمار کیا اور اس طرح تمام بزرگانِ دین کے

Marfat.com

مزارات کو مسمار کیا۔ لیکن اس کے پڑوس میں ایک قبیلہ تھا، وہاں تک یہ خبر پہنچ گئی کہ اس نے یہ حرکت کی ہے۔ سلیمان بن محمد جو اس قبیلہ کا امیر تھا، اس نے امیر عثمان کو خط بھیجا کہ اگر تم نے اس ناپاک انسان کو فوراً نہیں نکالا تو میں تم پر لشکر کشی کر کے تمہاری حکومت پر قبضہ کر لوں گا۔ اور ابھی جو تمہیں وظیفہ ملتا ہے وہ بند کر دیا جائے گا۔ اس کی وارننگ سے امیر عثمان بہت ہی ڈر گیا۔ اور بجائے اس کے کہ اس کو حکومت ملتی اُسے خود اپنی حکومت جانے کی فکر ہو گئی۔ عبد الوہاب نے اُسے بہت دلاسا دینے کی کوشش کی اور کہا کہ دیکھیں میں آپ کے ساتھ ہوں میں توحید کے لئے جہاد کر رہا ہوں، آپ سلیمان پر حملہ کر دیں۔ تاہم اسے ہمت نہیں پڑی۔ لیکن امیر عثمان نے کہا کہ مجھے تمہیں قتل کرنے کا حکم ہے۔ لیکن میں تمہیں قتل نہیں کرتا تم ہمارے علاقے سے چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ مجبوراً اس علاقے سے نکل گیا۔ اب وہاں سے نکل کر وہ دوسرے قبیلے میں پہنچ گیا اور دھیرے دھیرے وہاں کے حاکم پر اپنا جال بچھانا شروع کیا۔

دیکھیں کس طرح سے سازش کر کے یہ بڑھے ہیں اور اب وہاں سے نکل کر یہ ہمارے ملک میں بھی پہنچ گئے ہیں۔ ان کی

ساری ابتدا چالبازی سے ہے۔ یہ ابنِ سویلم کے ہاں پہنچا تو اُسے پوچھا کہ تم کیوں نکالے گئے ہو؟ اس نے کہا کہ امیر میں تو توحید کے لئے جہاد کرتا ہوں۔ عام مسلمان مشرک ہو گئے ہیں انہوں نے بُت پرستی شروع کر دی ہے۔ قبروں کو قُبّہ بنالیا ہے اور اس طرح اپنی پوری اسکیم بتائی کہ میں عام مسلمانوں کو تباہ نہیں ہونے دُوں گا۔ ان سے جہاد کر کے ان کو قتل کر دوں گا۔ اور پھر جو میری حمایت کرے اس کی حکومت پورے عرب پر کر دُوں گا۔ یہ میری اسکیم ہے۔

اس زمانے میں اس علاقے کا سب سے زیادہ بااثر امیر محمد ابن سعود تھا۔ اس نے ابنِ سویلم سے کہا کہ آپ ہمیں کسی طریقے سے محمد ابن سعود تک پہنچا دیں۔ اس کو میں راضی کروں گا تاکہ وہ نجد اور دوسرے علاقے پر حملہ کرے اور ہمارے دین کو پھیلائے اور اس سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس کو ایک بہت بڑی سلطنت ملے گی۔

چنانچہ اس حاکم کی دوستی کی وجہ سے اور بھی لوگ اس کے ساتھ ہوتے چلے گئے۔ ایک مختصر جماعت تیار کرنے کے بعد اس نے ارادہ کیا کہ محمد ابنِ سعود سے براہ راست ملے۔ اس کو لوگوں نے بتایا کہ تم نے جو مزارات وغیرہ ڈھائے ہیں، تمہاری ان

Marfat.com

حرکتوں کی وجہ سے محمد ابنِ سعود تم سے بہت ناراض ہے۔ لہٰذا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہیں مار ہی ڈالے۔ اس سے براہِ راست نہ ملو۔ لہٰذا انہوں نے اس کے لئے ایک سازش تیار کی۔

عورتیں چونکہ ضعیف الاعتقاد ہوتی ہیں لہٰذا ہم اس کی بیوی کے ساتھ مل کر پلان بناتے ہیں اور اس کو سمجھاتے ہیں کہ اگر محمد بن سعود نے ہماری تحریک کی حمایت کی تو وہ ایک بہت بڑی سلطنت کا مالک ہو جائے گا، اس کا سارے عرب پر قبضہ ہو جائے گا۔

چنانچہ اس کا پیغام اس کی بیوی تک پہنچانے کے لئے ابن سویلم نے محمد بن سعود کی بیوی سے مل کر محمد بن عبدالوہاب کا ذکر کیا اور اس کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیئے، اس کے بعد اپنا منصوبہ بتایا کہ کس طرح سے ہم اہلِ نجد میں جہاد کریں گے، دوسرے حاکموں کو کافر قرار دیں گے اور ان کے مال ومتاع اور ان کی حکومتیں لوٹیں گے اور پھر کس طریقے سے حملہ کریں گے۔ اگر آپ نے اپنے شوہر محمد بن سعود کو اس کام کے لئے راضی کر لیا تو پھر یقین ہے کہ وہ ایک بہت بڑی مملکت کے بادشاہ بن جائیں گے۔

ابنِ سعود کی بیوی بہت ہی متاثر ہوئی۔ دنیا ہر ایک کو

Marfat.com

اچھی لگتی ہے اور اس نے وعدہ کرلیا کہ وہ ابن سعود کو اس تحریک میں شامل کرنے کے لیئے رضامند کرے گی۔ چنانچہ اس نے کوشش کی اور دنیا کے شوق میں محمد بن سعود اس کے لیئے تیار ہو گئے۔ جب وہ تیار ہو گیا تو پھر ابن الوہاب اس سے ملنے کے لیئے گیا اور اس نے کہا کہ اب آپ میرے ملک کے اندر تحریک شروع کر سکتے ہیں۔ آپ کی یہاں ہر طرح کی عزت و توقیر کی جائے گی۔ اور یہ وطن آپ کے وطن کی طرح سے ہو گا، آپ یہاں محفوظ ہوں گے۔

اس مکار آدمی نے کہا کہ دیکھیں میں آپ کو عزت و قوت کی خوشخبری دیتا ہوں اور کلمۂ توحید لاالہ الا اللہ ایسی چیز ہے کہ اس کی حمایت میں ایک ہو جائیں۔ اس نے حضور پاک صلی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تو نام ہی بیچ سے خارج کر دیا۔ شیخ ابن الوہاب نجدی کی پوری بات سن کر ابن سعود نے کہا کہ آپ نے مجھے جو باتیں بتائی ہیں وہی دین ایمان کی اصل باتیں ہیں۔ اور ہر طرح کہا کہ تمہاری مدد کروں گا کہ تمہاری دعوت تبلیغ میں مال و جان سے جہاد کروں گا۔ لیکن آپ اپنا وطن چھوڑ کر نہ جانا۔ دوسرے یہ کہ میں اپنے ماتحت لوگوں سے ایک معین رقم وصول کرتا ہوں۔ جب یہاں وہابی حکومت قائم ہو جائے تو تم ہماری اس رقم میں

کمی نہ کرنا۔ ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کر دینا تو پھر میں تمہارا ساتھ دوں گا۔ اس نے کہا کہ آپ فکر ہی نہ کریں، آپ کو بہت مال و متاع ملے گا۔

یعنی یہ کہ جو عام مسلمانوں کی دولت، جائیداد کا مال ہم چھینیں گے اس سے آپ کی تمام ضروریات پوری ہوں گی۔ شیخ نجدی نے کہا کہ میں آپ سے سچا اقرار کرتا ہوں کہ کسی بھی طرح آپ کا ساتھ چھوڑ کر نہیں جاؤں گا، ابن سعود کا علاقہ میرا وطن ہوگا۔ اور میں یہ عہد کرتا ہوں کہ میرا خون آپ کا خون، میری بربادی آپ کی بربادی۔ یہ عرب کا طریقہ تھا۔ خون ایک ساتھ بہائیں گے اور اگر برباد ہوئے تو ایک ساتھ ہی برباد ہوں گے، آپ کو چھوڑ کر نہیں جائیں گے۔

جب محمد بن سعود کی اس کو حمایت حاصل ہو گئی تو پھر اس کی ہمت بڑھ گئی۔ اس نے کھلے عام دعوت تبلیغ کے نام پر پہلا کام تو یہ کیا کہ ان تمام دنیا کے مسلمانوں پر شرک و کفر کا فتویٰ لگا دیا اور جہاد کا نعرہ بلند کر دیا اور کہا کہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں در اصل وہ کافر و مشرک ہیں ان پر جہاد جائز ہے۔ اس طریقے سے عرب کے علاقے میں انہوں نے لوٹ مار کا جواز پیدا کیا۔

سب سے پہلے تو ابن سعود کا جو علاقہ تھا اس میں لوٹ مار شروع کی، اور جو ان کے کہنے میں نہیں آتا تھا اس کا مال لوٹ

Marfat.com

لیتے تھے، ان کی عورتوں کو کنیز بنا لیتے تھے، ان کے لڑکوں کو اپنا غلام بنا لیتے تھے۔ اس نے ایک قتلِ عام شروع کر دیا۔ جب وہ ماتحت علاقے سے سب کو تلوار کے زور سے مار مار کے وہابی بنانے میں کامیاب ہوئے تو رفتہ رفتہ نجد و حجاز کے اور علاقوں میں آگے بڑھتے چلے گئے۔ یہ لوگ اس طرح سے حملہ کرتے کرتے خانہ کعبہ تک پہنچ گئے اور وہاں لوٹ مار کی، یہاں تک کہ غلافِ کعبہ بھی لوٹ کر لے گئے۔

اس زمانے میں ترکی کی خلافت تھی۔ سارے مڈل ایسٹ پر ترک عثمانیہ خلیفہ تھے۔ ان کی حکومت ہوتی تھی۔ جتنے مسلمان بادشاہ ہوتے تھے وہ ان کے زیرِ تسلط تھے۔ لہٰذا جب ترکی میں خلیفۃ المسلمین کو پتہ چلا تو انہوں نے فوراً ہی ایک فوج بھیجی۔ اور وہ فوج قہرِ الٰہی بن کر ان وہابیوں پر ٹوٹ پڑی اور انہیں مکّہ معظمہ سے باہر نکال دیا۔ لیکن تھوڑے دنوں کے بعد محمد ابن سعود کا بیٹا عبدالعزیز، چونکہ اس کی سلطنت دُور تھی، اس نے پھر مسلمانوں پر حملے شروع کر دیئے، اس طرح وہ دوبارہ مکّہ معظمہ پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وہاں اس نے پہلا کام یہ کیا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مزار شریف شہید کر دیا۔ اس کے بعد اس نے جنت البقیع کو مسمار کر دیا۔ اس سے پہلے وہ

Marfat.com

طائف فتح کر چکا تھا۔ اس نے دو سال کے بعد مدینہ منورہ کو بھی فتح کر لیا، مکہ معظمہ اور مدینہ منوّرہ پر قبضہ کرنے کے بعد وہ عراق اور شام کے حصے پر بھی قبضہ کرنا چاہتا تھا۔ جب اُس کی خبر ترُکی میں پہنچی کہ اس نے مدینہ منوّرہ اور مکّہ معظمہ پر قبضہ کر لیا ہے اور مزارات کو ڈھا رہا ہے یہاں تک کہ اس کا ارادہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزارِ مُبارک کو بھی ڈھا دے، تو

محمد علی پاشا سلطان محمد نے جو اس زمانے میں سلطنتِ عثمانیہ کے خلیفہ تھے۔ اس وقت چونکہ مکّہ معظمہ اور حجاز و نجد مصر کے ماتحت تھے، اس لئے خلیفہ نے مصر کے حاکم سے کہا کہ وہ اپنی فوج بھیجے اور جس قدر جلد ہو وہابیوں کا کام تمام کر دے۔ اور اس فتنے کو کچل ڈالے اس کا بیٹا اپنی فوج لے کر مدینہ منورہ پہنچا لیکن ابنِ سعود کی فوج سے مقابلے میں وہ شہید ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے سال پھر حاکمِ مصر نے تازہ فوج بھیجی، اس وقت انہوں نے ان کو مکّہ معظمہ و مدینہ منورہ سے شکست دے کر باہر نکال دیا۔

لیکن اسی دوران میں یہ ہوا کہ پہلی جنگِ عظیم چھڑ گئی۔ اب آپ کو پتہ ہے کہ برطانیہ، روس اور فرانس یہ تینوں ترکی کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے۔ مقصد ان کا یہ تھا کہ مُشرکین اور صیہونیوں کا، کہ کسی طرح سے اسلامی مملکت کا شیرازہ بکھر جائے اور مرکزیت ختم ہو

جائے۔ چنانچہ جب یہ جنگِ عظیم ختم ہوئی تو انہوں نے خلافتِ عثمانیہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے۔ چھوٹے چھوٹے بہت سارے ملک بنا دیئے اور وہاں کی خلافت ختم کردی۔ اور خود ترکی کو ایک بے دین شخص مصطفیٰ کمال پاشا، جس نے عربی میں اذانیں دینے کو منع کردیا، اپنے عالموں کی داڑھیاں منڈوادیں۔ ترکی سے اسلام کو نکال باہر کیا۔ اور وہاں پر یورپین کلچر کو اور طور طریقوں کو، یہ عربی رسم الخط میں ترکی لکھی جاتی تھی، پرانے حساب سے، اس کو رومن طور پر لکھنا شروع کردیا، ترکی کو اس کے حوالہ کردیا۔ اور ساتھ ساتھ یہ کیا کہ محمد بن سعود کا پوتا عبدالعزیز ابن سعود جو تھا اس کو شہ دی انگریزوں نے کہ اب تم دوبارہ حملہ کردو مکہ معظمہ پر اور مدینہ منورہ پر اور وہاں پر شریفِ مکہ سے حکومت چھین لو۔

چنانچہ انگریزوں کی حمایت سے اس نے میدان خالی سمجھا اور جاکر ترکوں کی حکومت سے جنگ کی۔ اس طرح سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر دوبارہ قبضہ کرلیا۔ پھر اس نے پورے نجد پر قبضہ کرلیا، وہ ترکی حکومت سے نکل گیا۔

حجاز پر ابھی قبضہ نہیں تھا لیکن ۱۹۲۵ء میں عبدالعزیز بن سعود نے انگریزوں کی حمایت سے پورے حجاز مقدس پر قبضہ کرلیا۔ شریفِ مکہ کو گرفتار کرکے قبرص واپس بھیج دیا، ان کو وہاں

Marfat.com

بند کر دیا۔ شریفِ مکہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شریف علی تخت پر بیٹھا لیکن اس کو بھی سعودیوں نے ٹھہرنے نہیں دیا اور اس کو وہاں سے نکال باہر کیا۔ اس طریقے سے انہوں نے وہاں پر قبضہ کیا اور قبضہ کرنے کے بعد مستقل ایک سعودی حکومت کی بنیاد رکھی۔ انہوں نے مدینہ منوّرہ میں جنّت البقیع اور جنت المعلیٰ کے جتنے مقبرے تھے سب کو منہدم کرادیا۔ ان مسجدوں کو جو صحابہ کرام نے بنائی تھیں ان کو بھی منہدم کرادیا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں پیدا ہوئے تھے مکہ معظمہ میں جس کو ترکوں نے حفاظت سے رکھا ہوا تھا اس کو منہدم کرادیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جہاں پیدا ہوئی تھیں اس کو ترکوں نے بڑے احترام سے رکھا ہوا تھا وہ بھی گرادیا۔ اور جب حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے مزار کو شہید کر رہے تھے تو لوگوں نے اس کی مزاحمت کی تو ان پر گولیاں چلائیں۔ اور ایسے بد بخت ہیں کہنے لگے کہ اب تک تم اپنی پوجا کراتی رہی ہو مسلمانوں سے، اب تم میں ہمت ہے تو اٹھو اور ہمارا مقابلہ کرو۔

میں اس لئے اس سارے قصے کو بیان کر رہا ہوں تاکہ آپ کو ان کی اصلیّت کا اندازہ ہو، تاکہ یہ نہ ہو آپ لوگ ان کے کہنے میں آئیں۔ وہ مسلمانوں کو بہکاتے رہتے ہیں کہ یہ خراب راستہ

ہے، آپ ہمارے راستے پر آجائیں۔

انہوں نے تمام اولیاء اللہ و مزارات مقدسہ کی سخت توہین و بے ادبی کی۔ انہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا مقبرہ بھی منہدم کر دیا۔ اب تو صرف اینٹیں اوپر رکھی ہیں۔ اور مسجد جنّ، مسجدِ نوٗر، اور مسجدِ بلال (رضی اللہ عنہ) اس طرح کی ساری مسجدیں مسمار کر دیں۔ انہوں نے کوشش تو بہت کی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضۂ پاک کو منہدم کرنے کی، اتنے ناہنجار ہیں۔

پھر انہوں نے کہہ دیا کہ درود پڑھنا بُرا ہے، طوائفوں کے ہاں جو لڑکیاں گانا گاتی ہیں اس گانے سے بھی بُری بات جو ہے درود پڑھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے ان کے شر سے۔ اس زمانے میں یہ رواج عام ہوتا تھا کہ مینار پر جب مسجد کے لئے چڑھتے تھے تو لوگ پہلے درود پڑھتے تھے۔ پھر انہوں نے کہہ دیا کہ مینار پر چڑھ کر درود پڑھنا ایسا ہی بُرا ہے، جیسے طوائف کے کوٹھے پر گانا گانا۔ ایسے بد بخت ہیں یہ۔ یہ ان کی اصلیت ہے۔ اور نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصوّر کرنا، اس سے بہتر ہے کہ نعوذ باللہ بیل اور گائے اور گدھوں کا تصور کرے۔ اللہ تو بہ، اللہ ہمیں معافیاں دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے فتنے سے ہمیں محفوظ رکھے۔

Marfat.com

انہوں نے اس طرح کی باتیں کی ہیں۔ ان کی کتابیں آپ پڑھیں۔ اس طرح کی باتوں کو شروع میں تو صرف توحید کی باتیں، یہ نہ کرو، یہ بدعت ہے، بعد میں اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارا دین و مذہب جو ہے وہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ کی دشمنی پر مبنی ہے۔

عرض یہ کہ وہابیوں کی ان تمام کارروائیوں کی وجہ سے تمام اسلامی ممالک اور تمام مسلمانوں میں بہت ہی شدید غم و غصّے کی لہریں دوڑ گئیں۔ اس وقت ان کی مذمت کی گئی، ان کے خلاف زوردار تحریکیں چلائی گئیں ساری دنیا میں۔ تب جا کر انہوں نے مزاروں کو ڈھانا بند کیا۔

انہوں نے جتنے محدثین، مفسرین تھے، جتنے فقہ لکھنے والے فقیہہ تھے، سب کو کہہ دیا کہ ان گمراہوں کی بات نہ مانیں۔ اور عام لوگوں سے کہہ دیا کہ تم فقہ کی کتابیں نہ پڑھو، یہ سب گمراہی کی طرف لے جاتی ہیں۔ تم قرآن پڑھو اور جو تمہاری سمجھ میں آئے اس پر یقین کر لو۔ یہ کیسے بدبخت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرآنِ مجسم بنا کر بھیجا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کو پڑھنے سے اور ان احادیث، قرآن اور ان کی سیرت کے پیشِ نظر فقہا نے جو فقہ کے اصول بنائے

ہیں، ان کے مسائل بنائے ہیں جو حلال و حرام کی انہوں نے تشریح کی ہے یہ تمہارا دین ہے۔ صرف کلام پاک پڑھو جو تمہاری سمجھ میں آئے وہ کرو۔

ان کی سمجھ میں کیا آیا؟ کہ جو آیتیں مشرکوں اور کافروں کے لئے اُتری تھیں، انہوں نے ان کو مسلمانوں پر چسپاں کر دیا۔ یہ بدعت کرنے والے ہیں، یہ شرک کرنے والے ہیں، یہ کفر کرنے والے ہیں۔ یا جو آیتیں جھوٹے خُداؤں کے لئے اُتری تھیں کہ وہ بے بس ہیں کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء علیہم السلام پر جوڑ دیں کہ یہ ان کے متعلق ہیں۔

چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توسّل کو وسیلہ بنانے کو، انبیاء علیہم السلام کو وسیلہ بنانے کو اور اولیاء اللہ کو وسیلہ بنانے کو کفر بنا دیا۔

ایک آیت ہے کلام پاک میں کہ ان الشیطان ...... عُدواً کہ یہ شیطان بے شک تمہارا دشمن ہے مگر تم اس کو دشمن نہیں سمجھنا۔ علماء نے فرمایا یہ آیت ان خارجیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو قرآن و احادیث کی تاویل میں تحریف کرتے ہیں اور پھر اس تحریف کو مسلمانوں کے خون بہانے کا جواز بنا کر اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ یہ لوگ ارض حجاز میں ایک فرقہ

Marfat.com

ہیں جنہیں وہابی کہا جاتا ہے۔ ان کا خیال ہے کہ صرف وہی حق پر ہیں۔ حالانکہ درحقیقت یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ شیطان نے انہیں بہکا کر اللہ کی یاد سے بھلا دیا ہے۔ یہ لوگ حقیقتاً شیطانی گروہ کے لوگ ہیں اور گھاٹے میں رہنے والے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور دیوبندیوں کے مولوی عبیداللہ صاحب سندھی گواہی دیتے ہیں کہ شیخ محمد بن عبدالوہاب مسلمان ہیں اور نجد کی بستی میں پیدا ہوئے اور آپ ہی کی طرف وہابی جماعت منسوب کی جاتی ہے۔ شیخ محمد بن وہاب نے جب دعوتِ تبلیغ شروع کی تو موصوف اس علاقے کے سب سے طاقتور قبیلہ کے امیر محمد بن سعود کے پاس تشریف لے گئے۔ جنہوں نے آپ کی اطاعت کرلی۔ اس کے بعد وہابی تحریک کو فروغ حاصل ہوا اور نجد اور عمان تک پھیل گیا۔ خود دیوبندی عالم کہتا ہے کہ شیخ موصوف کی دو باتیں پسند نہیں کی جاتیں۔ ایک تو یہ کہ انہوں نے چند بے بنیاد باتوں پر دنیا کے تمام مسلمانوں کو کافر بنا دیا۔ چنانچہ داؤد بن سلیمان نے شیخ موصوف کے اس دعویٰ کا نہایت مناسب رد لکھا ہے۔ ان کی دوسری زیادتی یہ تھی کہ بلا کسی دلیل و حجت کے انہوں نے بے گناہوں کو قتل کیا۔

Marfat.com

چنانچہ شیخ موصوف یہ اعلان کیا کرتے تھے کہ جس نے اللہ کے سوا کسی اور سے دُعا کی یا کسی عالم نبی بادشاہ کو اس میں وسیلہ بنایا تو وہ مُشرک ہے۔ خواہ دل سے چاہے یا انکار کرے۔ یا اس کا عقیدہ رکھتا ہو یا نہ مانتا ہو۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے روئے زمین کے سب مسلمانوں کو تکفیر کا نشانہ بنایا۔ چنانچہ جو مسلمان اولیاء اللہ سے دُعا کراتے ہیں، ان کو ابن عبدالوہاب نے کافر قرار دیا۔ اور جو اُن کے کفر میں شک کرے شیخ موصوف نے ان کو بھی کافر کہہ دیا۔ یعنی جو عبدالوہاب کی باتوں پر شک کرے وہ بھی کافر۔ ان لوگوں سے جو آپ کے خلاف تھے جہاد کرنا ضروری سمجھا، اور جس طرح بھی بس چلے ان کے قتل کو روا جانتے تھے۔ ان کے مال کو لوٹنے کی اجازت دیتے تھے۔ اس طرح دنیا جہان کے مسلمانوں کو کفار کے زمرے میں داخل کرتے تھے۔

عبدالوہاب نے شریعت کے ایک حصّے کو تو جانا لیکن اس نے اپنی نظر سے کام نہیں لیا۔ انہوں نے دراصل کسی ایسے استاد سے تعلیم حاصل نہیں کی جو انہیں صحیح ہدایت پر لگاتا۔ ان کی راہنمائی کرتا اور دین کے معاملات میں ان میں صحیح سمجھ پیدا کرتا۔ طالب علمی کے زمانے میں موصوف نے صرف اتنا کیا

کہ شیخ ابنِ تیمیہ اور ابنِ قیم کی کتابیں پڑھ لیں اور ان کی تقلید کی۔ حالانکہ یہ دونوں بزرگ تقلید کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

انہوں نے ۱۲۱۸ھ میں دن دہاڑے حرمِ محترم پر حملہ کیا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب اس سے پہلے ہی ۱۲۰۶ھ میں انتقال کر چکے تھے۔ یہ حملہ شیخ موصوف کے صاحبزادے عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے کیا۔

ثابت ہوا کہ ابنِ عبدالوہاب نجدی کی پیروی کرنے والے وہابی ہیں۔ اور شیخ نجدی اور ابنِ سعود نجدی، اتحاد کے بعد بے گناہ مسلمانوں کے قتلِ عام اور باقاعدہ لوٹ مار کا آغاز ہوا۔ وہابیوں کا قرآن پر ایمان نہیں۔ کیوں کہ قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے فرمایا ہے من یقتل مومنا متعمدا ..... وعدلھم۔ تو جس نے کسی ایک مومن کو عمداً قتل کیا اس کی جگہ ہمیشہ جہنم ہے۔ اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے درد ناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اگر ان کا صحیح معنوں میں قرآن پر ایمان ہوتا تو کسی ایک مسلمان کو بھی قتل نہ کرتے۔ اس لئے کہ جس نے اپنی زبان سے کہہ دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس پر قتل حرام ہو گیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی اساس اور بنیاد ہی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ کی نافرمانی اور قرآن کی نافرمانی ہے۔ وہابیہ کا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں۔ اس لئے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جو صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ: انسانی قاتل مرتد کے سوا کسی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی گواہی دینے والے مسلمان کو قتل کرنا حلال نہیں۔ اگر زانی ہو یا قاتل ہو یا مرتد ہو۔ اس کے علاوہ کسی نے بھی کہہ دیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اس کو پھر آپ قتل نہیں کر سکتے۔

اگر وہابیہ کا حدیث پر ایمان ہوتا تو مسلمانوں کو بلا کسی حجت کے قتل کرنے کے فتوے نہ دیتے۔ اہلِ اسلام کے قتل کو حلال نہ ٹھہراتے، ان کا قتلِ عام نہ کرتے۔ وہابیوں کے دل میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی کچھ بھی قدر اور عزت نہیں۔ اس لئے کہ قرآن و حدیث میں حرمِ کعبہ میں قتل و قتال کو حرام قرار دیا گیا۔ اور انہوں نے خانہ کعبہ پر حملہ کر کے وہاں قتلِ عام شروع کیا، وہاں لوٹ مار کی۔ قرآن کا ارشاد ہے کہ من دخلہ کان امناہ جو اس حرم میں آیا امان میں ہے۔

تو حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا کہ: وانہ لم یحل قتال ... یوم القیامۃ۔ مجھ سے پہلے حرم مکہ میں کسی کے لئے قتال حلال نہ ہوا۔ یہ بھی دن کی ایک ساعت کے سوا حلال نہ ہوا۔ پس اللہ کے حرام ٹھہرانے سے حرم مکہ میں قیامت تک قتال کرنا حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرم محترم میں قتل وقتال کو تا قیامت حرام کیا، مگر وہابیوں نے حلال ٹھہرایا اور حرم مکہ میں جنگ وجدال اور قتل وقتال کرتے رہے۔ وہابیوں کی مسلمانوں کے خلاف ظالمانہ وسفاکانہ کارروائیوں سے ان کا مقصد محض حصولِ اقتدار تھا۔ مسلمانوں کے علاقوں شہروں اور آبادیوں پر تسلط جما کر ہوسِ ملک گیری کو پورا کرنا تھا اور چونکہ مسلمانوں کو مسلمانوں کے خلاف وسیع پیمانے پر برسرِ پیکار کر دینا مشکل تھا، اس لئے شیخ نجدی نے توحید وشرک کی آڑ میں کچھ بے بنیاد اور من گھڑت اصول بنا کر ان کے تحت صرف اپنی جماعت کو مسلمان اور باقی سارے مسلمانوں کو مشرک کافر قرار دے کر ان کے قتل کو واجب ٹھہرایا۔

پھر جن آیات پر قرآن میں مسلمانوں کو کفار کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا، ان آیات کے تحت جماعتِ وہابیہ پر مسلمانوں کے خلاف جہاد کرنے کو فرض قرار دے دیا۔ تو اس طرح سے

ان وہابیوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان صادق آیا:۔
یقتلون علی .... اوسان۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں سے تعرض نہ کریں گے۔

آپ کو یاد ہوگا کہ جمعیت علمائے ہند نے اور سر سیّد احمد خان جو وہابی تھے ان لوگوں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کو ناجائز قرار دیا۔ یہی نہیں بلکہ ان کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا۔ جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کیا۔ مولوی عبید اللہ سندھی کے بیان سے بھی یہی واضح ہوا کہ وہابیہ کا امام دینِ اسلام کی تعلیمات سے بے بہرہ تھا۔ دین کے معاملے میں سُوجھ بُوجھ سے عاری اور کوتاہ نظر تھا، یہ وہ شخص تھا جن کے پاس یہ پڑھنے کے لئے گیا تھا نجدی وہابی بنیادی طور پر جہل مرکب میں گرفتار ہیں کہ ایک طرف تو ان لوگوں نے ائمہ مجتہدین کی تقلید کو ناجائز حرام اور وسیلۂ کفر وضلالت ٹھہرایا۔ دوسری طرف خود کو امام مجتہد حضرت امام احمد بن حنبل علیہ الرحمتہ کا مقلد بھی بنایا۔ پھر یہ تماشا کہ عبدالوہاب نے آخر میں کہہ دیا کہ میں تو حنبلی ہوں، جس پر بہت سے لوگوں نے اعتراض کیا۔ یہ بھی اس نے جھوٹ کہا۔ کیونکہ انہوں نے حنبلی ہونے کا دعویٰ تو کیا لیکن حنبلی مسلک کے مطابق عمل نہیں کیا۔

وہابیوں کی تقلید بازی کا نمونہ ابنِ وہاب نجدی کی کتاب

Marfat.com

"التوحید" کے مقدمہ کے صفحہ ۱۰ پر تقلید ائمہ مجتہدین کو دین کی تباہی وبربادی کا ذریعہ قرار دیا۔ یعنی اگر آپ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام حنبل رحمتہ اللہ علیہم کی تقلید کریں گے تو کفر ہے۔ مگر یہ بارہویں صدی ہجری کے آخر کا واقعہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی نجات کے اسباب غیب سے مہیا کئے اور چند نیک نفوس کی بدولت دین کے چند بچے کھچے حصوں کو بربادی سے بچالیا۔ یہ جماعت مدینہ منورہ سے نکل کر متفرق ممالک و ریاض میں پہنچی۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کو اللہ تعالیٰ نے یہ خدمت سپرد کی کہ ہند میں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو اور مولوی عبیداللہ سندھی کو مقرر کیا۔ جنہوں نے بدعات کو ختم کرنے اور لوگوں میں علمی و عملی حیثیت سے اصلاح کا کام کیا اور اسلام کے ٹمٹماتے چراغ کو دوبارہ روشن کر دیا۔ ان کی بدولت تحقیق واجتہاد کا دروازہ کھلا جسے اہل بدعت اور مقلدین عرصے سے بند کر چکے تھے۔ یعنی ہم سب کو بدعت میں مبتلا کر دیا اور اپنے آپ کو اسلام کا محافظ بنا دیا۔

یہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا، کتاب وسنت کے سمجھنے والے مر چکے۔ انہوں نے مقلدین اور ائمہ مجتہدین پر کمال بے حیائی کے ساتھ الزام لگایا۔ ایک طرف تو

Marfat.com

دوسروں سے کہا کہ ائمہ کی تقلید نہ کریں۔ دوسری طرف خود اپنے آپ کو امام حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد بنایا۔ دوسروں کے لئے تو کہا گیا کہ آپ بزرگانِ دین کی تقلید نہ کریں، لیکن اپنے متعلق کہا کہ ہم مجتہد ہیں، ہم جہاد کرنے والے ہیں۔ ہماری تقلید کرنا عین ثواب کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر فضل و کرم کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دین و ایمان کی حفاظت فرمائے۔ اللہ تعالیٰ شیطان اور اس کے مددگاروں کے شر سے ہمیں محفوظ فرمائے۔

آمین!

واخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العالمین ۝

Marfat.com

ذکرِ دُرُود و سلام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہِ

میرے عزیز بھائیو اور بچّو!

جس طرح دنیا میں ہم ہر چیز کے لئے کوشش کرتے ہیں اسی طرح دین کیلئے بھی کوشش کرنی چاہیئے ۔ ہم اپنی جسمانی نشو ونما کے لئے دنیاوی علم اور مہارت حاصل کرتے ہیں تاکہ ہم ظاہری رزق حاصل کرسکیں، اپنے جسم کی پرورش کرسکیں، اپنے بچّوں کی پرورش کر سکیں ۔ ہمارے وجود کے دو حصّے ہیں، ایک ہمارا جسم ہے ایک ہماری رُوح ۔ تو رُوح کی پرورش کے لئے بھی کچھ رزق حاصل کرنا ہے ۔ کچھ کمانا ہے، کچھ علم حاصل کرنا ہے ۔

رُوح کی پرورش کے لئے دین کا علم ضروری ہے ۔ انسان کو اگر دین کا علم نہ ہو اور دین پر ایمان کمزور ہو تو اس سے انسان گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے ۔ گناہ روح کی بیماری ہے ۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہمارے جو گناہ عمداً ہو جاتے ہیں اس کی ہم

Marfat.com

روک تھام کریں، جو گناہ خطاً ہو جاتے ہیں یعنی ہمیں پتہ ہی نہیں ہوتا کہ یہ گناہ ہے، یہ ہماری لاعلمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اللہ کی بہت بڑی مخلوق جو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم مسلمان ہیں، اور کلمہ طیبہ "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) پڑھتے ہیں وہ بھی گناہ میں مبتلا ہیں۔

ایک گناہ عام ہوتا جارہا ہے، یعنی اللہ کے ذکر سے دُوری، اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و اطاعت اور درود وسلام سے دُوری۔ المیہ یہ ہے لوگ ہماری اصلاح یہ کہہ کر کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ذکر وغیرہ سب بےکار ہے۔ اور یہ درود اور یہ محبت سب بدعتیں ہیں۔

لیکن آپ پر اللہ تعالیٰ نے کرم کیا ہے، آپ کو ایک بافیض سلسلے سے وابستہ کیا ہے۔ اس سلسلے سے وابستہ کیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یہ اعزاز بخشا ہے کہ اس کے ذریعے سے سرزمینِ ہند اور پاکستان میں اسلام پھیلا۔ ہمارے اس سلسلے کے بانی خواجۂ خواجگاں خواجہ غریب نواز سلطان الہند قطب المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے بےشمار گمراہ لوگوں کو راہِ راست پر لگایا، جنہوں نے ان کی نگاہِ کرم سے اسلام قبول کیا اور طریقت کے راستے پر آئے میرے حضور نے میرے ذمّے اس لئے یہ ڈیوٹی لگائی ہے تاکہ ہمارے

Marfat.com

سلسلے کے وابستگان کو دین کا علم سکھایا جائے ۔ دین کے پڑھنے کے لئے کیا کیا چیزیں پڑھنی چاہئیں ؟ سب سے پہلے تو کلام پاک پڑھنا چاہیئے ترجمے کے ساتھ، تفسیر کے ساتھ، آرام آرام سے اس کو پڑھیں اور سمجھیں۔ اس کے علاوہ حدیثیں پڑھنی چاہئیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے کس طرح دین کو پیش فرمایا۔ پھر بزرگانِ دین کی لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔ اس کے علاوہ ہمارے حضور کی لکھی ہوئی بے شمار کتابیں ہیں جو میں آپ کو دیتا رہتا ہوں ۔

جب یورپ میں صلیبی جنگیں ہوئیں اس وقت مسلمان اسپین تک پہنچ چکے تھے، شمالی افریقہ تک پہنچ چکے تھے۔ نصرانیوں نے دیکھا مسلمانوں میں اتنا بڑا جذبہ ہے کہ کسی طریقے سے ختم ہی نہیں ہوتا۔ یہ تھوڑے سے بھی ہوتے ہیں تو بڑی سے بڑی فوج سے نبرد آزما ہو جاتے ہیں اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں فتح سے نوازتا ہے۔ اس لئے انہیں فکر ہوگئی کہ کسی طرح سے اس قوم کا جذبہ ختم کیا جائے، جذبۂ جہاد اور جذبۂ ایمان۔ انہوں نے کہا کہ دو کام کرنے چاہئیں۔

ایک یہ کہ یہ قوم چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے اللہ کو یاد رکھتی ہے۔ ان کو ذکر سے دُور کر دو، ذکر سے غافل کر دو۔ دوسرے یہ کہ یہ قوم

Marfat.com

اپنے نبی (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پہ جان دیتی ہے، ان سے محبت کرتی ہے۔ ان کے دلوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کم کردو۔ بس یہی ان کے ذہنوں میں بٹھادو کہ وہ تو ایک ریفامر تھے (نعوذ باللہ من ذالک) ایک مفکر تھے، ایک مصلح تھے، ایک پیغام لے کر آئے تھے، اور آپ کو پیغام دے کر چلے گئے ہیں۔ اب ان کا کام ختم ہوگیا۔ اب آپ کلام پاک پڑھیں اور اس کے مطابق عمل کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ ذکر سے اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں جاگزیں رہتی ہے اور درود وسلام سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اوران سے وابستگی رہتی ہے۔ جب محبتیں قلب پر غالب ہوجائیں تو آدمی ان کے نام پر مرمٹنے کو تیار ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے کہا بس ان کو غافل کردو۔ ان کے ذہنوں سے جہاد کا شوق ختم کردو، ان کے دلوں سے محبت نکال دو۔

پھر یہ ایک روبوٹ کی طرح سے پانچ وقت کی نماز پڑھیں اور کہیں کہ واہ واہ ہم تو بہت اچھے انسان ہیں، لمبی لمبی داڑھیاں رکھ لی ہیں۔ اور پھر اس کام کے لئے نئے فرقے بنادیں۔ چنانچہ آپ دیکھیے کہ روز کوئی نہ کوئی فرقہ آجاتا ہے۔ تو انہوں

Marfat.com

نے کہا کہ دنیا میں تین قسم کے مسلمان ہیں۔ ان کو خراب کرنے کے لئے ان کے ماحول کے مطابق نسخہ استعمال کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جن ممالک میں اسلام نیا نیا گیا ہے، جیسے افریقہ، ہندوستان ہے، وہاں تو تم جھوٹے پیغمبر کھڑے کر دو۔ چنانچہ یہاں انہوں نے غلام احمد قادیانی کو کھڑا کر دیا جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دینِ اکمل، بمطابق ارشادِ ربانی: "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ .... دِیْنَاہٗ" کے باب کو ری اوپن، یعنی دوبارہ کھول دیا کہ جی ہم مہدی وموعود ہیں اور ہم نبی بھی ہیں اور ہمارا یہ پیغام ہے۔

تو انہوں نے مسلمانوں کے دلوں میں شبہ پیدا کر دیا اور بہت دنوں تک تو لوگوں کو پتہ ہی نہ چلا کہ یہ شخص گمراہ ہے۔ اس لئے وہ سیدھے سادھے مسلمان جو پڑھے لکھے نہیں تھے، وہ ان کے پیچھے لگ گئے۔ اس طرح ہر محلے میں ایک آدھ پیروکار ہو گیا۔ پھر دھیرے دھیرے حکومت نے ان کی سرپرستی بھی کی۔ وہ بڑے بڑے عہدوں تک پہنچ گئے۔

یہی حال سوڈان میں ہوا۔ طٰہٰ یاسین نام کا ایک آدمی وہاں پیدا ہو گیا جس نے کہا کہ روزہ نماز کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حج کیوں کرنے جاتے ہو، پیسے غریبوں کو دے دو، سماجی

Marfat.com

بہبود کے کام کردو۔ اس نے اسلام کے سارے بنیادی ارکان کو مسمار کرنے کی کوشش کی۔

کچھ ایسے مسلمان معاشرے تھے کہ جہاں عام رواج تھا، یہودیوں اور عیسائیوں سے شادی کرنے کا، جیسے مصر ہے، شام ہے، تیونیشیا ہے، مراکو ہے۔ اسی طرح سے مغرب کے علاقے میں شمالی افریقہ کے۔

انہوں نے کہا اس کے لئے دوسرا نسخہ استعمال کرو۔ یہودیوں اور نصرانی لڑکیوں اور عورتوں کو آمادہ کرو کہ وہ مسلمانوں سے شادی کریں، ان کے گھروں اور خاندانوں پہ قبضہ کرلو۔ جب ماں ہی عیسائی اور یہودی ہوگی تو باپ خواہ کیسا ہی مسلمان ہو۔ بچوں کو ہم اسلام سے دُور کردیں گے، ان کی تربیت اس طرح سے کریں گے کہ ان کے دلوں سے اسلام کا جذبہ ختم ہو جائے۔ کچھ ممالک ایسے تھے جہاں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک سے بنفس نفیس اسلام پہنچا تھا۔ وہاں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد تھا کہ اگر مشرک عورتیں بڑی سے بڑی امیر سے امیر خوبصورت سے خوبصورت ہوں لیکن پھر بھی مسلمان لونڈی ان سے بہتر ہے۔

اسی طرح بڑے سے بڑے مشرک سے مسلمان غلام بہتر

Marfat.com

ہیں۔ تو یہ بات انہوں نے اپنے دل میں پختہ رکھی ہوئی تھی۔ اس لئے وہاں ان ممالک میں جیسے یمن ہے، سعودی عربیہ ہے وہاں پہ یہ رواج عام نہیں ہے کہ غیر مسلموں سے مسلمان شادی کرے۔ انہوں نے سوچا کہ یہاں کیا کریں؛

فیصلہ کیا کہ یہاں ہم ایک ایسا فرقہ پیدا کر دیتے ہیں جو ہر اس کام کو رُکوا دے، جس سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو، اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور ادب و احترام پیدا ہو۔ تو وہاں شیخ عبدالوہاب صاحب پیدا ہو گئے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ تم نے اگر یا نبی کہہ دیا، یا رسول اللہ کہا تو شرک ہو گیا۔ یعنی "یا" کہنا شرک ہو گیا۔ وہ اتنی آسانی سے بھول گئے کہ اللہ تعالیٰ کو تو یا نبی کہنا اتنا پسند آیا ہے کہ اس نے اس کو ہر نماز کا حصہ بنا دیا ہے۔

جب آپ نماز میں التحیات پڑھتے ہیں، یا جب معراج شریف میں رب العالمین اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان جو کچھ مکالمہ ہوا اس کو نماز کا حصہ بنا دیا: "اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالطَّیِّبَاتُ ...... وَبَرَکَاتُہٗ" تو ہم نماز میں پڑھتے ہیں کہ تمام تحیات و صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی ہیں، اور یا رسول اللہ یا نبی آپ پر سلام و رحمت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

ہم سے نماز میں پڑھواتا ہے "یا نبی" تو یہ کیسے لوگ ہیں جو کام وہ خود پانچ دفعہ کرتے ہیں نماز میں، جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے سامنے ہو کر۔ نماز میں کیا تصور ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو مخاطب کر رہے ہیں۔ لیکن نماز کے درمیان میں جب آپ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں تو ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام ورحمت بھیجتے ہیں۔ تو یہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہوا ہے۔

کوئی ان سے پوچھے کہ سڑکوں اور گلیوں میں ایک دوسرے کو کیا کہتے ہیں۔ یا عمر، یا علی، یا بکر۔" تعال یا بکر" تو اس سے ایمان خراب نہیں ہوتا۔ صرف ان کے ذہنوں میں حضورِ انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنے سے نماز خراب ہوتی ہے، ایمان خراب ہوتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح جو عرش پہ ہوتی ہے ان میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ ساری کائنات پر حاوی ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک اور ان کا نور تو اللہ کے نُور سے بنایا گیا تھا۔ اور ان سے ساری کائنات بنی ہے۔ لہٰذا وہ ساری کائنات پر حاوی ہیں۔

اے عزیزانِ محترم! اس طرح انہوں نے یہ دو نُسخے استعمال کئے کہ آپ کے دلوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ختم

Marfat.com

کردیں۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ختم کردیں۔ بس پھر آپ ایسے ہی ڈرپوک ہوجائیں گے کہ ان کے جُوتے سر پہ اُٹھاتے رہیں گے۔ جیسے سعُودیوں نے کیا ہوا ہے کہ ان کے ہاں ایک امریکن کی بے انتہا عزت اور احترام ہے۔ وہ ساری دنیا پہ رعب جماتے ہیں۔ ہم کو کہتے ہیں کہ یہ فقیر ہیں مفلس ہیں، رفیق ہیں لیکن امریکن اگر جھاڑو دینے والا بھی آجائے تو اس کے لئے بڑا عزت واحترام ہے۔ وہابیت کا مقصد ہی تھا کہ وہ لوگوں کے دلوں سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت دُور کردیں۔ ان کا نقشہ اس طرح پیش کریں کہ جیسے نعوذ باللہ من ذالک وہ تو عام انسانوں کی طرح سے تھے۔

قرآنِ پاک کی وہ آیات جہاں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے، کہ آپ کہہ دیں میں آپ ہی جیسا انسان ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ظاہری شکل جو ہے، ہمارے کان، آنکھ ناک وہ آپ جیسے ہیں۔ اعضاء کی ساخت آپ جیسی ہے لیکن اس کی ہئیت تو آپ جیسی نہیں ہے۔ ہمارے دل میں تو وہ روشنی ہے جس سے سارا عالم روشن ہوتا ہے۔ آپ تو روشنیوں کے محتاج ہیں۔ ہمارے دل میں تو رب رہتا ہے۔ ہمارا تو ہاتھ پاؤں ایسے ہے کہ ہم منٹوں میں فرش سے عرش تک چلے جاتے ہیں کس

انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک منٹ میں اٹھا کر مکان نمبر I.8.2 سے I.8.3 پہنچایا ہے۔ ان کو تو خانہ کعبہ سے لے کر مسجدِ اقصیٰ تک لے گئے، پھر وہاں سے عرش پر لے گئے۔ (انشاءاللہ ہم اس کی تربیت رکھیں گے۔)

پہلے ذکر کے متعلق جو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے آپ کو بتا سکیں۔ تاکہ آپ سے کوئی سوال کرے تو اس کے جوابات آپ دے سکیں۔ اور اس کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق، ان کی ذات کے متعلق، پھر طریقت کے متعلق بتائیں گے۔ وہابیت کے متعلق بتائیں گے تاکہ آپ کے ذہنوں میں وہ چیزیں آجائیں اور آپ لوگوں کو جواب دے سکیں۔ وہ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں کہ شبِ برأت کا روزہ ہے تم کیوں رکھتے ہو کسی اور دن کیوں نہیں رکھ لیتے بھئی آپ کو کیا تکلیف ہے؟ کہ ان کی نسبت سے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت پیار تھا، یعنی حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ جنہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں، جب سنا کہ آپ کا دانت ٹوٹ گیا ہے تو اپنے سارے دانت توڑ دیئے۔ وہ دانت میں تکلیف کی وجہ سے کچھ نہیں کھا سکتے تھے، اس لئے لوگوں نے حلوہ پکا کے انہیں کھلا دیا۔ تو ہم اس عاشق کو

Marfat.com

یاد کرتے ہیں، تو اس میں بدعت کہاں سے آگئی۔

ہم شب برأت کے دن روزہ رکھتے تو اس میں بدعت کہاں سے پیدا ہوگئی۔ آپ ہی کہتے ہیں کہ روزہ عبادت ہے، نفلی عبادت ہے، لیکن آپ کو صرف یہ اعتراض ہے کہ آپ اس دن کیوں رکھتے ہیں؟ تو آپ کی ضد یہ ہے کہ کوئی بھی کام ایسا نہ ہو جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہو۔ بس ان کی نسبت ختم ہو جائے، تو جو جی چاہے کرو۔ تو ایسی عبادت کا کیا فائدہ؛

ہم ذکر کیوں کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کیا فرمایا ہے؟ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ذکر نہ صرف عبادت ہے بلکہ یہ انسان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک تعلق پیدا کرتا ہے۔ اور جب ہمارے بزرگان دین ہمارے سلسلے کے بزرگان ہم کو تاکید کرتے ہیں کہ ذکر کیا کرو، تو وہ دراصل اللہ تعالیٰ کی تاکید کو دہراتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ"

اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ تم مجھے یاد کرو، میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔ میں تمہیں یاد رکھوں گا، تمہارا چرچا کروں گا۔ ساری

Marfat.com

دُنیا والے جانیں گے۔
آخر ہم تو کوئی اشتہار شائع نہیں کرتے کہ میں فلاں ہوں، میں سلسلۂ عارفیہ کا ہیڈ ہوں، لوگ یونہی راہ چلتے چلتے کیوں پکڑ لیتے ہیں کہ جی آپ میرے لئے دُعا کریں۔ اصل میں وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر، اللہ کی مخلوق میں پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا چرچا کرا دیتا ہے، لوگوں کو اس کی پہچان کرا دیتا ہے کہ دیکھو یہ میرا دوست ہے، یہ مجھے یاد رکھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرا ذکر کیا کرو۔ "وَاشْكُرُوْلِيْ"۔ یہ اظہارِ تشکّر ہے کہ میرا پالنے والا ہے، میرا رب ہے، مجھے ظاہری اور باطنی رزق عطا فرما رہا ہے کفرانِ نعمت نہ کرو۔ رب کو یاد رکھنا نعمت کا شکر ادا کرنا ہے کہ اس نے پیدا کیا۔ اس نے ہمیں پالا پوسا اور اس نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی غلامی میں دے دیا۔
حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جب آپ ذکر کریں، تو سمجھ لیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو یاد کر رہا ہے اس لئے کہ اس نے کہا ہوا ہے: "فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ" تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا۔ تو جب رب آپ کو یاد کرتا ہے۔ تو آپ اس کو یاد کرتے ہیں۔ یہ رشتہ ہے بندے کا۔ اور

Marfat.com

جب یہ رشتہ ہوجائے، کہ آپ رب کو یاد کریں اور رب آپ کو یاد کرے تو پھر کوئی آپ کو مغلوب نہیں کر سکتا، پھر کوئی خوف آپ کو نہیں ہوگا، پھر وہی ہوگا " اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ہ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ہ

پھر دوسری بات یہ ہے کہ " اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ .... قُلُوْبُ" قلب، قلبِ مطمئنہ ہوجاتا ہے۔ کوئی غم اور کوئی خوشی آپ کو پریشان نہیں کرے گی۔ اور نفس قلب کے ماتحت ہوجاتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کے ذکر سے احتراز کریں گے تو روح کو بیماری لگ جائے گی اور نفس اس پر غالب ہوجائے گا۔

نفس کیا ہے؟ نفس اس بیکٹیریا کی طرح ہے کہ جہاں کوئی کمزوری ہوئی نہیں، وہ آپ سے چمٹ گیا۔ سردی لگی تو فوراً حملہ کردیا۔ گلے میں خراش آئی تو گلا خراب ہوگیا۔ کوئی چیز الٹی سیدھی پیٹ میں چلی گئی تو پیٹ کی بیماری ہوگئی۔ دماغ میں جراثیم چلے گئے تو جوائنڈس ہوگیا ـــــ روح میں قوتِ مدافعت اللہ تعالیٰ کے ذکر سے پیدا ہوتی ہے۔ جونہی آپ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دُور ہوئے، اس کی یاد سے دُور ہوئے، گناہ کے مرتکب ہوگئے۔

تو سمجھ لیں کہ آپ پر بیکٹیریا نے، جراثیم نے حملہ کردیا۔ ہم

اتنی بڑی بڑی فیس دیتے ہیں۔ دوائیں خریدتے ہیں۔ ذرا سا نزلہ زکام، کھانسی، پیٹ خراب ہو۔ لیکن رُوح کی فکر نہیں کرتے کہ وہ بیمار ہوگئی اور جانتے ہیں کہ جسم کی ساری طاقت رُوح کی طاقت ہے۔ رُوح نکل جائے تو یہ انگلی ایک تنکا نہیں ہلا سکتی اور جسم میں رُوح موجود ہے تو دنیا سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ یہ فرق ہے۔

قلب کو مطمئن کرنے کے لئے نفس کو قابو کریں تاکہ رُوح میں بیماری کے جراثیم نہ پہنچ سکیں اور وہ بیماریوں کے حملے سے یعنی گناہ کے حملے سے بچ سکے۔

دوسری بات اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ ذکر کرو گے تو تزکیۂ نفس ہوگا، فلاح ہوگی اور کامیابی ہوگی۔ اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ..... فَصَلّٰى"۔ کامیاب ہوا ہے (وہ) جس نے تزکیۂ نفس کیا۔ تزکیۂ نفس کیسے ہوا؟ ذکرِ اسم ذات کیا اور نماز پڑھی، نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ سے ایک ربط رکھا اور ذکر کیا، تو اللہ تعالیٰ سے محبت پیدا کی، تو پھر تزکیۂ نفس ہوگیا۔ روح بیماریوں سے پاک ہوگئی۔ تو آپ کامیاب و کامران ہوگئے۔

دوسری بات یہ کہ ذکر سے دُور کیا ہوتا ہے؟ ذکر سے

Marfat.com

انسان کی باطنی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔ باطنی بصیرت آجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور "تو ہی تو" والا مسئلہ ہو جاتا ہے۔ کسی نے اچھا بول بولا تو کہا واہ میرے رب تُو نے کتنے اچھے بول بُلوائے۔ کہیں کوئی اچھا پھل دیکھا تو کہا واہ میرے رب تیری کیا قُدرت ہے۔ کسی سے کوئی اچھا کھانا مل گیا تو کہا واہ میرے رب تُو کیسا بہتر رازق ہے۔ تو ہر چیز میں رب نظر آتا ہے۔ یہ ذکر کا فائدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ" اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ.... اَلْبَابِ ؕ" یہ جو عقل مند لوگ ہیں، دانش مند لوگ اور ہوشمند لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک بصیرت دی ہوئی ہے اور وہ زمین و آسمان میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہوا ہے، رات و دن کے فرق میں، صبح و شام میں، ہر چیز میں انہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے۔ رب ہی رب نظر آتا ہے، تو دنیا میں رہ کر، اس کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے قریب ہو جاتے ہیں۔ یہ کیسے لوگ ہیں ؛

" الذین یذکرون اللّٰہ" یہ دانش مند، ہوش مند اور بصیرت والے لوگ ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ہر حال میں کرتے ہیں "قِیَامًا" کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ کا ذکر

Marfat.com

کرتے ہیں اور ہر حال میں کرتے ہیں ”قیاماً“ کھڑے ہوتے ہیں تو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور ”قعودً“ بیٹھے ہوتے ہیں تو بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں، اور لیٹے ہوئے ہوتے ہیں تو بھی اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ یعنی تسبیح و تہلیل کے لئے کسی حالت کی پابندی نہیں ہے۔

رب کے ساتھ تو ہمارا لمحہ بہ لمحہ، ہر سانس کا ساتھ ہے۔ تو اگر ہم رب کے ہیں تو ہماری ہر سانس بھی رب کی ہونی چاہیئے۔ سانس نکلے تو اللہ، سانس جائے تو اللہ، سانس نکلے تو اللہ ھو۔ سانس جائے تو اللہ اور نکلے تو ھو۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی سانسوں کی حفاظت کریں کہ کوئی سانس ضائع نہ جائے، جو سانس اندر جائے وہ اللہ ہو کر جائے، جو سانس نکلے وہ اللہ ہو کر جائے۔ یہ نکتہ میں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں کہ خاتمہ بالخیر کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ جب اس دنیا سے جائیں تو آخری سانس بھی یہی کہے کہ اللہ اور سانس رک گئی۔ خاتمہ بالخیر ہو گیا۔ اور جو اللہ کے فضل سے ذاکر لوگ ہیں ذکر کرتے ہیں، اللہ اللہ کرتے ہیں۔ تو ان کی سانس خود بخود ذاکر ہو جاتی ہے۔ اپنے آپ۔ اس کی پہچان یہ ہے کہ جب آپ کلام پاک پڑھیں تو پڑھ رہے ہیں آپ آیت لیکن اندر سے اللہ اللہ ہو رہا ہے۔ ایک منٹ کے

Marfat.com

لئے آپ رکیں تو خود اپنی آواز آپ کو سنائی دیتی ہے۔ نعت ہو رہی ہے تو آپ کا ذکر شروع ہو گیا۔ آپ بیچ میں بات بھی کر رہے ہیں ایک سیکنڈ کے لئے ذرا اپنی طرف توجہ کی تو پتہ چلا کہ ہم ذکر کرتے ہوئے نعت سن رہے ہیں۔

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ جس نے اللہ کی طرف لو لگائی، اور اس کو یاد کیا تو جس طرح حضور غوث پاک نے فرمایا کہ جب آپ ذکر کر رہے ہوں تو سمجھ لیں کہ رب آپ کو یاد کر رہا ہے۔ تو یہ کتنی اچھی، بڑی نعمت ہے کہ کوئی اور آدمی تو تلاوت کر رہا ہے آپ سن رہے ہیں تو آپ کو اللہ یاد کر رہا ہے۔ اس لئے کہ اس نے آپ کا ذکر شروع کرا دیا ہے۔ آپ سو رہے ہیں تو سانس چل رہی ہے، تو آپ کا ذکر شروع کرا دیا ہے۔ تو یہ لوگ جو ہیں یہ بصیرت والے لوگ ہیں، انہیں ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نظر آتی ہے۔

یہ کیسے بدبخت لوگ ہیں جو ہمیں اور آپ کو روکتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ ذکر کیوں کرتے ہو؟ یہ کیا ہے۔ یہ بدعت ہے، اس طرح مل کے کیوں بیٹھتے ہو۔ وہ تو حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کئے ہیں، وہ دنیا میں آتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتا ہے، اس کو اپنے پروں کے اندر ڈھانپ

Marfat.com

لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت برساتے ہیں۔ یہ فرشتے اللہ تعالیٰ کو رپورٹ کرتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ ہیں نے آج بندے دیکھے ہیں سب مل کر آپ کا ذکر کر رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جاؤ میری طرف سے رحمت لے جاؤ۔ اوران پر برساؤ۔

جو لوگ ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو روشنی دے دیتا ہے، اندھیروں سے نکال لیتا ہے۔ جو اپنی طرف کھینچتا ہے وہ تو سراپا روشنی ہے۔ جب بجلی فیل ہو جائے تو آپ کمرے سے نکلیں گے اوراس آدمی کے پاس جائیں گے جس کے پاس ٹارچ ہو، ظاہر ہے کہ آپ پر روشنی پڑے گی۔ اور جو سراپا روشنی ہی ہو اور ایسی روشنی ہو جس کی تجلّی سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا وجود روشن ہو اور ساری کائنات روشن ہو جب اس کی طرف جائیں گے۔ تو کیا آپ روشن نہیں ہوں گی؟ بیشک روشن ہوں گے؟

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْکُرُوا اللّٰہَ" سورہ احزاب میں "ذِکْرًا کَثِیْرًا ...... رَحِیْمًا" یعنی ذکر کے ساتھ کتنی چیزیں وابستہ ہیں؟ روشنی ہے رحمت ہے۔ وہی پاک ذات ہے جو تم پر رحمت بھیجتی ہے۔ اے ایمان والو کثرت سے اللہ کا ذکر کیا کرو۔ یعنی وہ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

مت کیا کرو اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا کرو۔ کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو ــــــ ''وَسَبِّحُوا بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ اور صبح وشام اس کی پاکی بیان کرو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝'' اسی لئے آپ کے عارفیہ سلسلے میں صبح فجر کے وقت یہ وظیفہ رکھا گیا ہے۔ جس کی خاص مُریدین ایک تسبیح پڑھ لیا کریں۔

''هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ'' اور وہ رب کریم اور اس کے فرشتے تم پر سلامتی صلوٰۃ وسلام بھیجتے ہیں تاکہ تم اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آجاؤ۔ تو ذکر ہے ذریعے کا۔ ذریعہ رحمت وسلامتی ہے۔ سلام وبرکت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اور آپ کو اندھیرے سے اُجالے کی طرف لے جاتا ہے۔ روح روشنی ہوتی ہے، قلب روشن ہوتا ہے، نگاہیں روشن ہوتی ہیں۔ اور ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت نظر آتی ہے، اس کی ربوبیت نظر آتی ہے۔ اور ذکر سے بھاگنا روحانی بیماری کا ذریعہ ہے کیوں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ ومن یعش عن ذکر الرحمٰن ..... کریم ۝ اور جو کوئی رحمٰن کی یاد سے غافل ہوگا، ہم اس پر ایک شیطان مقرر کردیں گے، پھر وہ اس کے ساتھ رہے گا۔

ایک وہ طریقہ ہے جس میں آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

رہتے ہیں، اس لئے کہ جونہی آپ نے یاد کیا اللہ تعالیٰ نے فوراً یاد کیا۔ اور دوسری طرز زندگی جس میں اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بھاگے، اور غافل ہوئے، اس میں شیطان کا ساتھ ہے۔ تو آپ دیکھ لیں کہ شیطان نے ہمارے بابا حضرت آدم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کیلئے لے جا رہے تھے۔ ان کو بہکانے کی کوشش کی۔ پوری تاریخ انسانیت کی بھری پڑی ہے کہ شیطان نے کس طریقے سے انسانوں کو بہکانے اور ورغلانے کی کوشش کی۔

شیطان کی دوستی بڑی خطرناک ہے، وہ تو بربادی والی ہے، اس دنیا میں بھی آخرت میں بھی۔ لہذا اپنے قلب کو بغیر محافظ کے نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہمارے قلب کا اور رُوح کا محافظ ہے۔ جب آپ ذکر کریں گے تو شیطان اس پر حملہ نہیں کر سکے گا۔ اور جونہی آپ نے اللہ کے ذکر سے غفلت برتی تو شیطان اس پر قبضہ کر لے گا۔

ویسے تو بے شمار حدیثیں ہیں، لیکن ہم نے صرف قرآن کی آیتیں پڑھی ہیں، تاکہ کوئی اگر پوچھے کہ ذکر کیا ہے؟ تو آپ کہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

سورہ احزاب میں ہے، سورہ بقرہ میں ہے اور سورہ

Marfat.com

رعد میں ہے "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ"ہ
اور سورہ اعلیٰ میں ہے "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى .... فَصَلّٰى"
سورہ آل عمران میں ہے ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔
اور حدیثیں بھی ہیں کہ جو قوم اللہ کا ذکر کرے اُسے فرشتے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ اور رحمت انہیں گھیر لیتی ہے۔ انہیں سکونِ قلب نصیب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ملائکہ میں ان کا ذکر کرتا ہے۔ یہ "مسلم" کی حدیث ہے اور "صحیح بخاری" میں بھی ہے کہ بندہ نوافل سے رب کا پیارا بن جاتا ہے۔ ایسے کہ رب اس کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتا ہے۔ کیسے حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سینکڑوں میل دور سے بات سنائی دی۔ اس لئے کہ رب ان کا کان بن چکا تھا۔ رب سے تو کوئی چیز چھپی نہیں۔ وہ تو سمیع و بصیر ہے۔ ہر جگہ اور ہر ایک کی سنتا ہے۔ تو جب کسی کے کان اللہ تعالیٰ بن جاتا ہے، وہ کان بھی ہر جگہ کی بات سننا شروع کر دیتے ہیں۔ اور رب ان کی آنکھ ہو جاتا ہے۔ تو پھر وہ اس دیوار سے پیچھے بھی دیکھ لیتا ہے، رب کے دیکھنے میں تو کوئی قید نہیں ہے۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر کھڑے ہوئے تھے اُن کو نظر آ گیا کہ ساریہ کی فوج کے پیچھے دشمنوں کی فوج آ گئی

Marfat.com

ہے، انہوں نے فوراً حکم دے دیا۔
اب دیکھئے کھڑے ہوئے ہیں مدینہ منوّرہ میں، مسجد نبوی کے منبر پر اور دیکھ رہے ہیں میدانِ جنگ کو۔ کیوں؟ رب جو اُن کی آنکھ بن گیا۔ رب تو ایسا بصیر ہے کہ زمین کے ساتویں طبق کے اندر جو کچھ ہے اس سے پوشیدہ نہیں۔ آپ ان کو تو چھوڑیں حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ نے جب بیعت کی تو حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نیچے نگاہ کرو، کہاں تک دیکھا ہے۔ عرض کی ساتویں طبق تک دیکھا۔ یہ اس لئے ہوا کہ رب ان کی آنکھ ہو جاتا ہے، رب اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتا ہے۔ رب اس کے پیر ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتا ہے۔ پھر کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ پھر تو منٹوں میں فرش سے عرش تک پہنچتا ہے۔
ترمذی شریف میں ہے کہ بہتر عمل یہ ہے کہ انسان کی زبان ذکر اللہ سے تر رہے۔ شیطان انسان کے دل پر چمٹا رہتا ہے اور اللہ کے ذکر سے بھاگتا ہے۔ اور غافلوں میں ذاکر ایسا ہے جیسے بھاگے ہوئے لشکر میں جہاد کرنے والا، جیسے خشک درخت میں ہری شاخ اور جیسے اندھیرے میں چراغ یہ بزرگان کا قول ہے۔

Marfat.com

اب میں آپ کو ذکر کے متعلق جو حضور افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے "طریقت کے چراغ" میں فرمایا ہے۔ میں ان میں سے کچھ سناتا ہوں "تصوف کی راہ میں ذکر کا مقام محتاجِ بیان نہیں"۔ اس کی حقیقت ہر طالب پر واضح اور عیاں ہے پھر بھی دو چار ضروری باتیں تحریر کی جارہی ہیں تاکہ آپ لوگ کچھ فائدہ اٹھا سکیں۔

انسان کا سانس اندر سے باہر آتا ہے اور باہر سے اندر جاتا ہے۔ اس کا اتنا سخت پہرہ دینا چاہیئے کہ کوئی سانس اندر یا باہر اللہ کے اسم کے بغیر نہ نکلنے پائے۔ اس ذکرِ پاس انفاس سے اپنے سانس کی ہر لمحہ حفاظت کرنا چاہیئے۔ جب آپ کی پریکٹس ہو جائے گی، اللہ اللہ کے ذکر کی تو یہ بڑا آسان ہے۔ کیوں کہ سانس بھی اللہ اللہ کرے گی، تو آپ سو بھی رہے ہوں گے تو یہی ہو گا۔ اللہ اللہ۔ باتیں کر رہے ہوں گے تو بھی یہی ہو گا اللہ اللہ۔ دُعائیں کریں گے بھی تو اللہ اللہ۔ زبان باتیں کر رہی ہو گی اور سانس اللہ اللہ کر رہی ہو گی۔ تو اپنے سانسوں کی حفاظت کرنا چاہیئے۔

ذکر کی بہت سی قسمیں ہیں، جیسے ذکر بالذات، اللہ کا یا اِلَّا اللہ کا۔ ذکر "لا الٰہ الا اللہ" کے دو حصّے ہیں۔ ایک نفی اور ایک اثبات۔ نفی لا الٰہ ہے اور الا اللہ اثبات ہے۔

Marfat.com

یہ بھی ایک ذکر ہے لیکن سب سے اعلیٰ وارفع ذکر، ذکر اسم ذات ہے۔ اللہ اللہ، اللہ ھو یا اِلّا اللہ۔ وہ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے جتنے اسم صفاتی ہیں، جیسے رحمٰن، رحیم، السلام، الجلال، کوئی بھی نام لیں۔ الوکیل، الکافی، الشافی، اس میں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے، ایک صفت کا ذکر ہے۔ لیکن اللہ نام وہ ہے کہ جس میں اللہ کی ساری صفات شامل ہیں۔

تو جب ذکر اللہ آپ کرتے ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کی تمام کی تمام ذات اور تمام کی تمام صفات کا بیک وقت ذکر کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کا فیض ذکر اللہ کا ایسے ہی ہے جیسے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام کا ذکر کر لیا۔ یہی وجہ ہے کہ اسمِ ذات کا ذکر جو ہے اس کا سب سے بلند درجہ ہے، اس لئے کہ یہ اپنے میں اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کو سموئے ہوئے ہے۔ جب آپ نے اللہ کہہ دیا تو اللہ کا مطلب اللہ بھی ہے رب بھی ہے۔ جلیل بھی ہے کریم بھی ہے، قدیم بھی ہے، اوّل اور آخر بھی ہے۔ اور منعم بھی، مومن بھی ہے مھیمن بھی ہے۔ خالق اور باری بھی ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں سب اسی میں شامل ہیں۔ تو

Marfat.com

لا الٰہ الا اللہ میں لا الٰہ جو ہے نفی ہے، الا اللہ اثبات ہے۔ پھر ذکرِ صفات ہے جیسے سُبحان اللہ، الحمدللہ، اللہ اکبر۔ لیکن سب ذکروں کا سردار ذکرِ باالذات ہے۔

ذکر کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک ذکرِ جہر ہے جو زور سے اونچی آواز میں کیا جاتا ہے۔ وہ آبادی میں یا بہت رات گئے نہیں ہونا چاہیئے، لوگ ڈسٹرب ہوتے ہیں، یہ تنہائی میں کریں۔ اور ایک ذکر جلی ہے جو آواز سے ہے لیکن اُونچی آواز سے نہیں ہے۔ جیسے ہم لوگ اپنی محفلوں میں کرتے ہیں۔ اور ایک ذکرِ خفی ہے جیسے نقشبندیہ سلسلے میں ہے۔ ذکرِ خفی کا جب انسان ذاکر ہو جاتا ہے تو ذکرِ خفی تو چوبیس گھنٹے چلتا رہتا ہے، اللہ، اللہ، اللہ اللہ۔

ذکرِ جہر بلند آواز میں کرے، ایسی بلند آواز میں کہ فضا گونج اُٹھے۔ اس ذکر کے بے شمار فائدے ہیں۔ مگر اسے بستی میں ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ لوگوں کے آرام میں خلل واقع ہوتا ہے۔ یا بیماروں کے لئے تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ ان تینوں میں سے کوئی بھی ذکر ہو طالب کو اپنے مُرشد سے اجازت لینا چاہیئے۔ جو بھی عبادت کریں، ذکر کریں جو طریقہ ہو، ان کی اجازت ہو، ان کا تصور ہو تاکہ اس میں کوئی خرابی نہ پیدا ہو۔

Marfat.com

اے عزیزانِ محترم! طریقت کے دو ستون ہیں، ایک ذکر اور دوسرا درود شریف۔ ہم جو یہ ساری عبادات کرتے ہیں، کعبے کی طرف سجدہ کرتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں۔ یہ سب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت ہے، لیکن درود پڑھنا اللہ تعالیٰ کی سُنّت ہے۔ اور یہ سُنّتِ مؤکدہ ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تاکید فرمائی ہے۔ سورہ احزاب میں: "اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ ...... تَسْلِيْمًا" بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درُود بھیجتے رہتے ہیں۔ اے صاحبانِ ایمان! اے میرے وہ بندو جن کو ایمان کی دولت ملی ہوئی ہے، آپ بھی ان پر کثرت سے درود و سلام بھیجتے رہیں۔

میرا آج کا موضوع ہے درُودِ پاک۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی کو مُشکل پیش آئے، تو اس کو چاہیئے کہ مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرے۔ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ کے محبوبین کی صحبت چاہیئے۔ رُشد و ہدایت کا راستہ چاہیئے، اپنا کوئی رہبر چاہیئے، کوئی مرشد اور کسی سلسلے سے وابستگی چاہیئے، تو اس کو چاہیئے کہ وہ کثرت سے درُود شریف پڑھے۔ تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کی بارگاہِ عالی

Marfat.com

میں فرشتے درود شریف پیش کرتے ہیں۔ وہ اس کو کسی نہ کسی کے حوالے کر دیں گے، اپنے کسی غلام کے۔ تاکہ اس کی دُنیا اور آخرت سنور جائے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء مبعوث ہوئے ہیں۔ ان میں بیشتر ایسے انبیاء ہیں جن کا نام تک معلوم نہیں۔ کسی الہامی کتاب میں بھی ان کا نام نہیں۔ لیکن ایک نبی ایسے ہیں، جو سب نبیوں کے سردار یعنی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم ہیں، اشرف المخلوقات ہیں، محبوبِ رب المشرقین والمغربین ہیں۔ ان کا نام رب کے نام کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ سے ہے۔ ازل سے لے کر ابد تک۔

تو جب کوئی رب کو یاد کرے گا ناممکن ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد نہ کرے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سلام کو نماز کا حصّہ بنا دیا ہے التحیات میں۔

اے عزیزانِ محترم! اللہ تک پہنچنے کے راستے اتنے ہی ہیں جتنی دنیا میں مخلوق۔ مگر یہ سب کے سب راستے سُنّتِ نبوی کے پُل کے نیچے سے گزر کر ہی جاتے ہیں۔ اتباعِ سُنّتِ نبوی کے بغیر کوئی بھی مقصد حاصل نہیں ہوتا۔ اتباعِ سُنّت کا شوق کثرتِ درود سے پیدا ہوتا ہے۔

Marfat.com

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بہت ہی مقرب اور جلیل القدر صحابی تھے۔ فرماتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر ہر جمعے کے دن درود پاک پڑھنے میں کثرت کرو۔ کیونکہ یہ دن مشہور ہے اور اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جو بھی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے، اس کی آواز مجھ تک پہنچ جاتی ہے، وہ بندہ کہیں بھی ہو۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ان کی آواز پہنچ جاتی ہے۔

آج جب اس محفل کے آغاز میں آپ سب نے مل کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر دُرود بھیجا تو آپ کا دُرود فرشتے لے کر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالی میں حاضر ہو گئے۔

اے عزیزانِ محترم! ہمارا یہ منصب نہیں ہے کہ ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربارِ اقدس میں حاضر ہو سکیں۔ پہنچ سکیں۔ سوائے اس کے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ہی کرم فرمادیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت تو ہر مومن کو دی ہے کہ وہ باوضو ہو کر محبت کے ساتھ بیٹھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے۔ ان کی آواز تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جاتی ہے۔ یہ کتنا بڑا رشتہ ہے، کتنا بڑا تعلق

Marfat.com

ہے جو رب کی کریمی نے ہمیں عطا فرمایا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ جب پردہ فرمالیں گے تو اس وقت بھی اس دنیا سے ہمارے درود آپ کو پیش کئے جائیں گے اور آپ سُنیں گے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کے پاک جسموں کو مٹی کے لئے حرام فرما دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا جسم اسی طرح سے ہوگا، وصالِ الٰہی کے بعد بھی جیسا کہ اس دنیا میں تھا۔ ان کی آنکھیں دیکھیں گی، ان کے کان سنیں گے۔

اے عزیزانِ محترم! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ عرض کیا گیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر درود پاک پڑھتے ہیں جو لوگ اور جو یہاں موجود نہیں کسی اور ملک میں ہیں یا وہ لوگ جو آپ کے وصال کے بعد آئیں گے۔ ایسے لوگوں کے درود شریف کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محبت والوں کا درود پاک میں خود سُنتا ہوں، اور دوسرے لوگوں کا درود شریف میرے دربار میں پیش ہوتا ہے۔

معلوم ہوا کہ درود شریف تو ہر ایک کا پیش ہوتا ہے لیکن

جو دل کی گہرائیوں سے اور محبت کے ساتھ، استغراق کے ساتھ درود شریف پڑھتے ہیں، ان کا درود شریف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بذاتِ خود، بہ نفسِ نفیس سُنتے ہیں۔

اے عزیزانِ محترم! یہ طریقت اور یہ سلسلے کتنی بڑی نعمت ہیں۔ اس لئے کہ یہ سلسلے یہ نسبتیں اور یہ طریقت جو ہمیں عطا ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ کے محبوبین کی نگاہِ کرم سے، یہ ہم میں شعور اور سلیقہ پیدا کرتی ہیں، رب کریم کی ذاتِ پاک سے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ پاک سے محبت اس نسبت کی وجہ سے آجاتی ہے، اس صحبت کی وجہ سے آجاتی ہے جن میں ہم اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے ہیں، حمد اور نعت پڑھتے ہیں۔

اے عزیزانِ محترم! یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ جس کی وجہ سے دلوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت آتی ہے۔ جب اس محبت کے ساتھ اور استغراق کے ساتھ ہم درود شریف پڑھتے ہیں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم یہ درود پاک خود سُنتے ہیں۔

حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جب میں اس دُنیا سے پردہ کرلوں گا تو مجھے ہر ایک درود شریف پڑھنے والے کا درود سُنائے گا۔ حالاں کہ میں مدینہ منورہ میں ہوں گا اور میری اُمّت مشرق و مغرب میں ہوگی۔ اور فرمایا کہ اے اُبوامامہ! اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو میرے روضۂ مقدس میں کر دے گا اور میں ساری مخلوق کو دیکھتا ہوں گا۔ ان کی آوازیں سُن لوں گا اور جو مجھ پر ایک بار درود پاک پڑھے گا، اللہ اس کے ایک درود کے بدلے اس شخص پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور جو مجھ پر دس بار درود شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس پر سو (۱۰۰) رحمتیں نازل فرمائے گا۔

ہمارے سلسلے کا جو درودِ محبوبی ہے "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ" جو آپ کے وظیفوں کا ایک حصہ ہے۔ اور جو اتنا آسان ہے کہ ہم میں سے ہر شخص مہینے دو مہینے میں ایک آدھ لاکھ دفعہ پڑھ سکتا ہے۔ ایک لاکھ پڑھنا کوئی مشکل نہیں ہے۔ دو تین دن میں ہو جاتا ہے۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ دس لاکھ نیکیاں ہماری قسمت میں ہمارے نامۂ اعمال میں لکھی جائیں گی۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ یہ جو ہمارے ختمِ پاک میں لاکھوں درود شریف پیش کئے جاتے ہیں اور یہ ہمارے

عارفی بھائی بہنیں بچے پڑھتے ہیں۔ اس سے دس گنا نیکیاں ان کے حصہ میں آتی ہیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم مجھ پر جمعرات اور جمعے کے دن درود پاک کی کثرت کیا کرو۔ کیوں کہ باقی دنوں میں فرشتے تمہارا درود مجھ تک پہنچاتے رہتے ہیں مگر جمعرات اور جمعہ کے دن جو مجھ پر درود شریف پڑھتے ہیں میں اس کو کانوں سے سُنتا ہوں۔

اس سے ہمیں دو سبق ملے ایک یہ کہ جب بھی ہم دُرود شریف پڑھیں تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصوّر کر کے اپنی عاجزی اور محبت ان کے قدموں میں ڈال کر پڑھیں، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے خود سُنیں گے۔

دوسرا سبق یہ کہ جو کوئی کثرت سے جمعے کے روز دُرود شریف پڑھے گا، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے خود سُنیں گے۔

Marfat.com

فضائلِ دُرُود و سلام (۱)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

"جمعے کے دن درود پاک کی کثرت کیا کرو۔ کیوں کہ باقی دنوں میں درود فرشتے مجھے پہنچاتے رہتے ہیں اور جمعے کے دن اور جمعے کی رات جو مجھ پر درود شریف پڑھتے ہیں میں اس کو اپنے کانوں سے سنتا ہوں"۔

اس میں دو سبق ہمیں ملے۔ ایک یہ کہ جب ہم درود پاک پڑھیں تو محبت کے ساتھ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تصور کر کے، اپنی عاجزی اور محبت ان کے قدموں میں ڈال کر پڑھیں۔ دوسرے یہ کہ جو کوئی جمعے کو کثرت سے درود شریف پڑھے گا، اس کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود سنیں گے۔

حضرت علامہ سخاوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور عرض کیا،

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو لوگ آپ کے آگے حاضر ہوتے ہیں اور سلام عرض کرتے ہیں تو کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو سُنتے ہیں؟ فرمایا نبیٔ آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں میں سُنتا ہوں اور سلام کا جواب بھی دیتا ہوں۔

اس ضمن میں کئی مثالیں بھی موجود ہیں۔ یہاں صرف ایک عرض کی جاتی ہے۔ حضرت شیخ ابراہیم بن نشیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حج سے فارغ ہو کر میں مدینہ منورہ کی حاضری کے لئے روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر روضۂ اقدس پر سلام عرض کیا۔ میں نے مواجہ شریف کے اندر سے وعلیکم السلام کی آواز سُنی۔

میں کئی خطبات میں بتا چکا ہوں کہ خواجہ معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے مُرشدِ پاک خواجۂ خواجگاں حضرت مولانا عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ جب حج کے لئے اور زیارتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے گئے تو وہاں جب اس طرح سلام پیش کیا: اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَاسَیِّدِیْ یَارَسُوْلَ اللہِ۔ تو جواب آیا۔ وعلیکم السلام یا قطب المشائخ۔

بزرگانِ دین نے سلام کا جواب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سُنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی وہ لطیف سماعت عطا فرمائے کہ جب ہم سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت

Marfat.com

اقدس میں سلام پیش کریں تو اس کا جواب ہمارے کانوں کو بھی نصیب ہو۔ آمین۔

بزرگانِ دین نے درود شریف کے سو فضائل بیان کئے ہیں جو میں یہاں پیش کروں گا۔ یہ ساری چیزیں میں اس لئے بتاتا ہوں کہ طریقت کی بنیادی چیزیں آپ کے ذہنوں میں بیٹھ جائیں۔ تاکہ آپ سے کوئی سوال کرے تو آپ جواب دے سکیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کے درجات بڑھتے رہیں۔ اور کل جب آپ حضرات میں سے کوئی میری جگہ پر مسند پر اور سلسلے کی خلافت پر بیٹھیں وہ لوگوں کی تعلیم بھی کر سکیں۔

"اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ"

پہلی بات یہ ہے کہ ایک درود پڑھنے سے ایک سو حاجتیں پوری ہوں گی۔ تو درود پاک حاجت روائی کا ذریعہ ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ فرشتے پڑھنے والے پر درود شریف پڑھیں گے، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہو گی۔

تو اب آپ نے یہ جانا کہ یہ جو طریقت کی راہ پر گامزن ہیں، جو طالبین ہیں، جو ذکر کرتے ہیں اور جو درود پڑھتے ہیں،

Marfat.com

ان کو کیا نعمتِ فوری ملتی ہے، درجات الگ بڑھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر رحمت کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورۂ احزاب میں فرمایا" کہ جس نے میرا کثرت سے ذکر کیا، اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر رحمت اور سلامتی بھیجتے ہیں۔ اسی طرح درود پڑھنے والوں پر بھی یہی ہوتا ہے۔

تو ذکر و ورد جس کا ہم نے اپنی بیعت میں عہد کیا تھا کہ ہم اپنی زبان پر ذکر یا ورد جاری رکھیں گے۔ اس کا فیض یہ ہے کہ ذکر اور ورد پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سلامتی بھیجتے ہیں۔ تیسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہوگی۔ ظاہر ہے کہ وہ کام جو اللہ تعالیٰ اتنا پسند فرماتا ہے کہ خود بھی کرتا ہے اور فرشتوں کو ساتھ شامل کرتا ہے، جب آپ وہ کام کریں گے تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی بھی حاصل ہوگی، پھر درود پڑھنے والا مرنے سے پہلے جنّت میں اپنی جگہ دیکھ لے گا۔ یعنی درود پڑھنے والوں کو جنّت کی بشارت بھی ہے۔

ظاہر ہے کہ جب دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت ہوگی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ہوگی، اس محبت کے ساتھ آپ پڑھیں گے اور آپ کا پڑھا ہوا درود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کیا جائے گا اور وہ خود

Marfat.com

اپنی سماعتِ مبارکہ سے سُنیں گے تو آپ کے لئے کتنی نیکیاں اور کتنی فوز و فلاح کا باعث بنے گا اور آپ کے اعمال کی اصلاح کا ذریعہ بنے گا۔

اس کے علاوہ درود پاک کی برکت سے چوتھا فائدہ یہ ہوگا کہ پُل صراط سے بجلی کی طرح سے صحیح و سلامت گزرے گا۔ چونکہ سب سے مشکل مرحلہ ہر صاحبِ ایمان کے لئے پُل صراط سے گزرنا ہے۔ اس لئے وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور مدد اور دستگیری کے ساتھ آسانی سے طے ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

ہمارے محسن بیٹے کے نانا صاحب بہت ہی جید بزرگ تھے۔ چاروں سلسلے میں بیعت کرتے تھے۔ ان کا اپنا سلسلہ نقشبندیہ تھا۔ جب وہ ایک مرحلے کو پہنچتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو عرش اور جنت دوزخ کی سیر کراتا ہے۔ اپنا سارا نظام انہیں دکھاتا ہے؛ تاکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔ عین الیقین، ایمان کی وہ منزل ہوتی ہے کہ جس نے آنکھوں سے سب کچھ دیکھا ہوتا ہے۔ پھر تو بہکانے کے لئے شیطان کو کوئی گنجائش ہی نہیں ہوتی۔ ویسے ہی کہہ دیا ہے جنت دوزخ۔ کیوں کہ عین الیقین والا کہہ دے گا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔

Marfat.com

اے عزیزانِ محترم! انہوں نے فرمایا کہ جب دوزخ کے نظارے کے بعد وہ پُل صراط کی طرف بڑھے، تو میرے قدم ڈگمگا گئے لیکن جب میں نے کہا یارسول اللہ! صلی اللہ علیک وسلم، تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہاتھ پکڑ لیا۔ اور پُل صراط مجھ سے سیکنڈوں میں آسانی سے پار ہوگیا، ایسے لگا جیسے میں دوڑ کے چلا گیا۔ انہوں نے مجھے یہ واقعہ بچپن میں سُنایا تھا۔ جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محبین ہیں، ذکر کرنے والے ہیں، درود وسلام پڑھنے والے ہیں وہ انشاء اللہ تعالیٰ دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں گے۔ انہیں حوضِ کوثر سے پانی پینا نصیب ہوگا۔ اور میزان میں درود پاک پڑھنے والے کی نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا۔

جو جتنا مصروف ہوگا اللہ تعالیٰ کے ذکر میں اور درود میں تو پھر وہ گناہوں سے بھی محفوظ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ کے غصے سے محفوظ رہے گا۔ جب کرم کی نگاہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پڑے گی، جب وہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ وِرد اپنائے گا، تو انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے غصے سے محفوظ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی دوستی اسے نصیب ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس پر برستی رہے گی، اُسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد سے زیادہ ثواب

Marfat.com

ملے گا۔ رزق میں کشادگی درُود کی برکت سے ہوگی۔ ہر مجلس میں زیب وزینت حاصل ہوگی۔ جہاں وہ جائے گا اس کو اللہ تعالیٰ عزت نصیب فرمائے گا۔

"وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ"

اور میدانِ حشر میں امن وامان پائے گا۔ ہر دشمن پر فتح حاصل کرے گا، لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت بڑھ جائے گی۔ ہر جگہ اتفاق کی دولت میسر ہوگی، دل کو بڑا سکون میسر ہوگا۔

اتفاق کے بارے میں بتادوں کہ جہاں دنیا میں دوسری برادریاں ہوتی ہیں، وہاں ایک برادری عاشقوں کی بھی ہے۔ جو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق ہوتے ہیں اور ان پر درود وسلام بھیجتے ہیں۔

آخر آپس میں آپ کا کون سا رشتہ ہے؟ بہت تھوڑے ایسے ہیں جو ایک دوسرے کے بھائی بہن ہیں لیکن کیا آپس میں آپ کی ایک دوسرے سے محبت نہیں ہے؟ وہ محبت کس رشتے سے ہے؟ وہ اس رشتے سے ہے کہ آپ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں اور ان پر درود وسلام پڑھتے ہیں۔ ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اور یہی رشتہ آپس کی محبت کے لئے کافی ہے۔ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اس محبت کو بہت عزیز

Marfat.com

رکھتا ہے جو اس کے واسطے سے کی جائے۔

درود شریف پڑھنے سے دل کو سکون ملتا ہے۔ خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوگی۔ انشاءاللہ تعالیٰ، دُرود پڑھنے والے کی غیبت کم ہوگی، وہ دنیا میں فائدہ حاصل کرتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری حاصل ہوگی۔ اس کے عیبوں پر اللہ تعالیٰ پردہ ڈال دے گا، وہ حسرت کی موت نہیں مرے گا۔ وہ بُخل کی بیماری سے محفوظ رہے گا۔ اس کو بد دُعائیں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ اس کے بدن سے خوشبو آئے گی۔ وہ ہر جگہ نمایاں جگہ پا کر عزت حاصل کرے گا۔ اور فتح یاب ہوگا۔ وہ ہر منافق کے شر سے محفوظ رہے گا۔ اُسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرب حاصل ہوگا۔ اس کی خواہش ہر وقت نیکی کرنے کی ہوگی۔ ہر وقت محبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑھتی رہے گی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں اس کا نام لیا جائے گا۔ یہ سب سے بڑی سعادت ہے۔ درود پڑھنے والا مرتے دم تک انشاءاللہ تعالیٰ ایمان پر قائم رہے گا۔ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

کے احسانات اس پر بڑھتے رہیں گے۔ درود پڑھنے والے میں مُرشدِ کامل کی خصوصیات جنم لیتی رہیں گی۔ اور اللہ نے چاہا تو ان میں سے بہت سارے خود مُرشد بنیں گے۔ چراغوں سے چراغ جلیں گے۔ اس کے گناہوں کی آگ بجھ جائے گی میدانِ حشر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصل نصیب ہوگا۔ بھُولی ہوئی چیزیں یاد آیا کریں گی۔ جنت میں بہت بلند درجے حاصل ہوں گے۔ زمین و آسمان والوں کی دُعائیں اس کے لئے وقف ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ اس کی ذات میں برکت دے گا۔

جو طریقت کے سلسلے میں آجاتا ہے، وہ ہمارے خواجگان کی دُعاؤں کے سائے میں آجاتا ہے۔ یہ اس کی تفصیل ہے، جو درود پڑھتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زمین و آسمان والوں کی دعائیں اس کے لئے وقف ہوں گی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کی ذات میں برکات دے گا۔ اس کے اعمال میں بھی برکت ہوگی۔ اس کی عمر اچھے کاموں میں گزرے گی۔ اس کی عمر میں اور اولاد میں برکت ہوگی۔ اس کی اولاد تباہی و بربادی سے ہر حال میں بچی رہے گی۔

اس کے سارے گھر میں ہر وقت برکت ہوگی۔ اس کے گھر میں ہر حالت میں سلامتی و امن ہوگا۔ اس کے مال و اسباب

میں برکت ہوگی۔ درود شریف پڑھنے والے کی چار پشتوں تک برکت رہے گی۔ جب عمرہ و حج کے لئے جائے گا تو قبولیت کے درجے پائے گا۔ اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر جاری رہے گا۔ گناہوں کا کفارہ ہوتا رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی زیارت کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مصافحہ کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے مخاطب ہوں گے، فرشتے اس کی سفارش کرتے رہیں گے۔ حوریں اس کے واسطے منتظر رہیں گی۔ جنّت اس کا انتظار کرتی رہے گی۔ فرشتے اس کے درود شریف کو سونے کے قلم سے چاندی کے اوراق پر لکھ کر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں پیش کرتے رہیں گے۔

موت سے پہلے توبہ کی توفیق ملے گی۔

نزع کے وقت سختی سے محفوظ رہے گا۔

اس کا گھر ہمیشہ روشن رہے گا۔

وہ فقر و فاقہ سے محفوظ رہے گا۔

اس کی حاجتیں عجیب و غریب طریقے سے پوری ہوتی رہیں گی، اس کے چہرے پر نور کے آثار پیدا ہوں گے۔ وہ فرشتوں کا امام بنے گا۔ آپ میں سے اکثر لوگ مالی پریشانیوں میں مبتلا

Marfat.com

رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نہ کسی طریقے سے جو اس کی قسمت میں لکھا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے رزق کے راستے کھولے ہیں۔ ان کی مشکلیں دُور فرمائی ہیں۔ یہ سب برکت ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ کرم کی۔

اگر آپ بھی محبت سے ان پر درود پڑھتے ہیں تو آپ کی مشکلیں بھی آسان ہوتی ہیں۔ آپ کے رزق میں بھی برکت ہوتی ہے۔ آپ کے چہرے پر بھی نُور کے آثار پیدا ہوں گے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات کا احترام کرکے آپ بھی سُنت ادا کرنے کی کوشش میں لگے رہو گے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا دیکھتے رہو گے۔ جو لوگ آپ سے ملیں گے، وہ مسرت محسوس کرتے رہیں گے، آپ کی دعوت کا ثواب دس گنا زیادہ ہوگا۔

جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قول وفعل سے محبت کرتا ہے گا، اس کی کشتی ہر طوفان سے معجزانہ طور پر پار ہو جائے گی۔ وہ بلندیاں حاصل کرکے قربِ خداوندی میں اضافہ کرتا رہے گا۔ وہ ہمیشہ نیک ہدایات حاصل کرتا رہے گا۔ وہ دنیا میں غمگین واداس نہیں ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میدانِ حشر میں اس کے ضامن ہوں گے۔ جنت میں وہ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس

Marfat.com

ہو گا۔ درود شریف کی بدولت بیماریوں سے محفوظ رہے گا۔ اگر کوئی بیماری آئے گی بھی تو اس کے گناہ کم ہوں گے اور جلد شفا پائے گا۔ ایسے ہی اس کی اولاد کے ساتھ معاملہ ہو گا۔ پل پل میں دُرود پڑھنے والوں کی بلاؤں کو اللہ تعالیٰ دُور کرتا رہے گا۔ اس کی دولت میں بے پناہ اضافہ ہو گا، ایسے ہی مال و متاع میں۔

درُود پڑھنے والا صاف ستھرا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے ساتھ ہو گی۔ نیک لوگوں کی صحبت سے مستفید ہو گا۔ ولیوں، قطبوں، ابدالوں، اور قلندروں کی زیارت کرتا رہے گا۔

دُرود پڑھنے والے کے دن اور رات کے گناہ اسی دن اسی رات مٹتے رہیں گے۔ درود شریف پڑھنے والا ایک ہی راستے پر چلے گا اور وہ ہے جنت کا راستہ۔

درود شریف پڑھنے والا سخی اور دل کا کشادہ ہو گا۔ اس کے لئے فلاح کے ذریعے کھلتے جائیں گے۔ وہ حیران ہو گا کہ اتنی بڑی برکت کیسی۔ درود پاک پڑھنے والے کی زکوٰۃ ادا ہوتی رہے گی جب وہ زکوٰۃ ادا کرے گا تو فوڑا قبول ہو گی۔

درود پڑھنے والے کی دُعائیں ہر وقت محفوظ ہوتی رہیں گی۔

درود پڑھنے والا قیامت کے دن شہدا کے ساتھ مقام پائے گا۔ درود پاک پڑھنے والے کے لئے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُعا فرماتے

Marfat.com

رہیں گے۔ اور یہ اعزاز اُن بزرگوں کا ہے، ان بندوں کا ہے جن کو سب سے بلند مقام اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔

حضرت غوث پاک، غوث صمدانی، قطب ربّانی حضرت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک کو لازم کرلو۔" اس طرح یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمان ہے اور حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ اس لئے اور چونکہ ان کے قدمِ مبارک کے نیچے تمام اولیاء کی گردنیں ہیں۔ اس لئے تمام سلسلوں پر لازم ہے کہ درود شریف کا ورد، اپنے معمولات کا، طریقت کا، وِرد کا حصّہ بنالیں۔

حضرت علامہ حلیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا ایمان کا بڑا راستہ ہے۔ اور تعظیم کا درجہ محبت سے بھی بالاتر ہے۔ آج کل تعظیم وتکریم کا طریقہ یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ پاک ہو یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مُبارک آئے تو ہم درود پڑھیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ اللہ تعالیٰ بھی درود پڑھتا ہے اور اس کے فرشتے بھی۔ یہ اولیاء اللہ کی سُنّت ہے۔

آج کل کے دور میں مُرشدِ کامل کا ملنا قریباً قریباً محال ہے۔

Marfat.com

حضرت علامہ عارف صاحب نے اس معاملے کو حل کر دیا ہے ۔ آپ فرماتے ہیں کہ درود پاک انسان کو بغیر مُرشد کے اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے ۔ باقی جتنے بھی وظائف یا ورد ہیں، ان میں شیطان دخل اندازی کر لیتا ہے ۔ اس لئے مرشد پاک کے بغیر چارہ نہیں ۔ کیوں کہ اس سے وہ شیطان کی دخل اندازی سے محفوظ رہ سکتا ہے ۔ لیکن درود شریف وہ ورد ہے جس میں مرشد خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلّم ہیں اور جب مرشد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو شیطان دست اندازی کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا ۔

حضرت علامہ سخاوی رحمتہ اللہ علیہ وہ ہستی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں برستی رہتی ہیں اور قیامت تک برستی رہیں گی ۔ بڑے بڑے ولی، قطب اور قلندر جب کسی مجلس میں حافظ شمس الدین سخاوی رحمتہ اللہ علیہ کا نام سُنتے ہیں تو نام سُننتے ہی خاموش ہو جاتے ہیں ۔ آپ بڑے اکابرین اور کاملین میں سے اوّل درجہ رکھنے والے بزرگ ہیں ''سعادت الدارین'' میں ذکر ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ درود پاک ایمان کے راستوں میں سے سب سے بڑا راستہ ہے ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلمٔ دوزخ سے ہماری نجات کا سبب اور جنت میں جانے کا ذریعہ ہیں ۔ وہ ہمارے شاندار

Marfat.com

مراتب حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھنا محبت کی خاطر اور ادائے حق کے ساتھ تعظیم و توقیر ہمیشہ ادائیگی شکر ہے۔

یہ تجارت کا وہ وسیلہ ہے جس میں خسارہ نہیں۔ اس لئے صبح وشام درود پاک پڑھنا اولیائے کرام کی عادت ہے۔ تو اے میرے عزیزو! اس ورد کو مضبوطی سے پکڑ لو۔ اس کی برکت سے تیرا عیب پاک ہوگا اور تیرے عمل پاکیزہ ہوں گے اور تو انتہائی امیدوں کو حاصل کرلے گا اور قیامت کے دشوار ترین دن کے خطرات سے بالکل محفوظ رہے گا۔

حضرت سیدنا ابو العباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی جو "سعادت الدارین" میں درج ہے کہ درود شریف پڑھنا ہر خیر کی کنجی ہے۔ انوار و اسرار حاصل کرنے کی دوا ہے، معارف کی کنجی ہے۔ جو شخص اس سے الگ ہوگیا، وہ کٹ گیا، دھتکارا گیا، اس کو اللہ تعالیٰ کے قرب سے کچھ بھی حصہ نہیں ملے گا۔ اس پر غور کرنا چاہیئے کہ جو درود سے ہٹ گیا وہ راندۂ درگاہ ہوگیا، وہ مردود ہوگیا اور وہ دھتکارا گیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے شیطان نے احتراز کیا اور واسطہ نہیں رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ اور مردود کردیا۔ تو جو خود حضرت آدم

Marfat.com

علیہ السلام کے کعبہ ہیں اور پیشوا اور امام ہیں، ان سے کوئی روگردانی کرے گا تو اس کا حشر تو شیطان سے بھی بدتر اور بُرا ہوگا۔

اے عزیزانِ محترم! اس لئے درود پاک کو اپنا اوڑھنا بچھونا بناؤ، اپنی عادت بناؤ، اپنا ورد بناؤ، محبت کے ساتھ پڑھو۔ اس لئے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براہِ راست وابستگی کا یہی ذریعہ ہے۔ اور پھر درود شریف کی کثرت سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ایک مرشد اپنی بارگاہِ عالی سے عطا فرما دیتے ہیں، جس کی وجہ سے آپ کے دوسرے اوراد میں شیطان آپ کا نقصان نہیں کر پاتا۔

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

کوئی طاقت نہیں ہے، کوئی خوف نہیں ہے، کوئی تصرف نہیں ہے، کوئی قوت نہیں ہے، سوائے اللہ تعالیٰ کی قوت کے۔ جب اس کی حمایت آپ کے ساتھ ہوتی ہے، اس کی نصرت اس کی تائید ہوتی ہے، تو آپ کے ورد میں شیطان مداخلت نہیں کرسکتا۔ اللہ کے ذکر میں وہ ذکر جس کا فائدہ بہت بڑا ہے۔ اور جس کا پھل بہت میٹھا ہے، جس کا انجام بہت ہی شاندار ہے۔ وہ ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھنا۔ جس نے یہ نسخہ استعمال کیا وہ اللہ تعالیٰ کے بڑے بڑے دوستوں میں سے

ہوگیا۔

ہمارے سلسلے کا جو درُود ہے "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یَا مُحَمَّد"
اس کی تین بہت ہی نمایاں خوبیاں ہیں۔ یہ بذاتِ خود مجموعی طور پر درود پاک بھی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر ہے، اس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ورد ہے۔ اس لئے اس کو بزرگوں نے درودِ محبوبی کہا ہے۔ جو شخص اس کو پڑھتا ہے اس کے دل میں اللہ تعالیٰ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آجاتی ہے۔ اور جس کے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت آجاتی ہے وہ خود ہی محبوب بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا اور اس کے فرشتوں کا۔

صحیح بخاری کے شارح حضرت محدث اعظم امام قسطلانی فرماتے ہیں :۔

"کہ سب سے بڑا ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درُود پاک پڑھنا ہے"۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :۔ "کہ ہم نے جو کچھ پایا خواہ دنیوی یا دینی انعامات ہوں وہ سب کا سب صرف درود شریف کی برکت سے پایا"۔

حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ

جس کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ ہزار مرتبہ پوری توجہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پاک پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگے، انشاء اللہ تعالیٰ حاجت پوری ہو گی۔

حضرت ابواللیث ثمرقندی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اگر درود شریف کا کوئی اور فائدہ نہیں ہوتا، سوائے اس کے کہ اس میں شفاعت کی خوشخبری ہے، تو واجب ہے کہ لوگ اس سے غافل نہ ہوا کریں۔ (کیونکہ) اس سے بخشش ہے اور اللہ کی طرف سے بندے پر سلامتی"۔

حضرت نورالمشائخ فاسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ راز سن لو۔

"اللہ تعالیٰ نے درود شریف کو اپنی رضا اور اپنا قرب حاصل کرنے کا سبب بنایا ہے۔ لہٰذا جو شخص جتنا زیادہ درود شریف پڑھے گا وہ اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی دوستی اور قرب و رحمت ملنے کا حقدار ہو گا"۔

مزید اس بات کا بھی لائق ہو گا کہ اس کے سب کام ہو جائیں گے، اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے اور اس کی سیرت پاکیزہ ہو گی اس کا دل بہت روشن ہو جائے۔

حضرت سید دباغ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "۔ کہ سن لو جنت

Marfat.com

صرف درود پاک ہی سے کیوں وسیع ہوتی ہے۔ یہ اس لئے کہ جنت نُورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدا شُدہ ہے۔"

"کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی تخلیق میرا نُور تھا۔ پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُور سے جنت دوزخ اور عرش و فرش، لوح و قلم سب بنائے گئے۔ تو جنت درود پاک سے اس لئے وسیع ہوتی ہے کہ درود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سماعت فرماتے ہیں۔ اور آپ کے نُور کے ساتھ جنت وسیع ہو جاتی ہے۔"

حضرت اسماعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ جو بہت ہی بڑے مفسر گزرے ہیں۔ فرماتے ہیں "کہ توبہ کرنے والے کو چاہیئے کہ وہ توبہ کرتے وقت حبیبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام نے توبہ کرتے وقت ربّ العزت کے دربار میں اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وسیلہ پیش کیا تھا۔"

ولیوں اور مشائخ کے سرتاج برگزیدہ بندے کا قول لکھتے وقت دل و دماغ کی عجیب کیفیت ہوتی ہے۔ حضرت ملّا یعنی کاشفی رحمتہ اللہ علیہ جن کی کرامات کو مسلمانوں سے زیادہ غیر مذہب کے لوگ مانتے ہیں، اور آپ خداوند تعالیٰ کے مقرب

Marfat.com

بندوں میں شامل ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ دیکھو تو سہی کہ اللہ تعالیٰ غنی بھی ہے تو غیر محتاج بھی ہے۔ یعنی ہم تو اپنی دُنیاوی حاجتوں کی حاجت روائی کے لئے اپنی باطنی حاجات اور شفاعت کے لئے، پُل صراط کا راستہ طے کرنے کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھتے ہیں۔ لیکن یہ وِرد اتنا پیارا ہے، اتنا عظیم ہے کہ ربِ کریم ذوالجلال والاکرام جو کہ خود قاضی الحاجات ہے، جو غنی ہے، جو کسی کا محتاج نہیں ہے، وہ بھی ہر وقت درود و سلام پیش کرتا رہتا ہے۔

ہمارے لئے تو درود پاک پڑھنا اس لئے بھی ضروری ہے کہ نہ ہم غنی ہیں اور نہ ہم غیر محتاج۔ ہم بندے تو ہر حال میں محتاج ہیں رب کے کرم کے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ کرم کے۔ بلکہ ان کے غلاموں، ان کے دَر کے فقیروں کی نظرِ کرم کے محتاج ہیں۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین ہ

Marfat.com

فضائلِ دُرُود و سلام (۲)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ
وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اے عزیزانِ من! پچھلی دفعہ ہم نے درود کے فضائل بیان کئے تھے اور ابھی ہماری تسکین نہیں ہوئی۔ اس لئے اسی سلسلے کو ہم جاری رکھیں گے۔ دیکھیں آج کل گمراہ کرنے والے لوگ کہتے پھرتے ہیں کہ قرآن نواب آگیا، اب ہمارے لئے یہ کتاب ہے۔ اور کیا کرنا ہے؟

اور درود تاج پہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نہیں پڑھنا چاہیئے، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس میں بہت سی تعریفیں ہیں جن سے انہیں بڑی تکلیف ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے بے ادبوں سے محفوظ رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں بھی صحیح راہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اے عزیزانِ محترم! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی ذات

Marfat.com

کبھی پیدا ہی نہیں ہوئی، نہ ہو گی۔ جب اللہ تعالیٰ چھوٹے موٹے لوگوں کو، گنہگاروں کو، خطا کاروں کو اتنے اختیار بخش دیتا ہے کہ وہ پورے ملک پر حکمرانی کرتے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دونوں عالم میں حکمرانی نہیں دے سکتا؟ کیا وہ اس سے عاجز ہے؟

یہ لوگ گستاخ لوگ ہیں، ان کے متعلق میں آپ کو تفصیل سے بتاؤں گا کہ ہمارے حضور، ہمارے آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک محبّ ہیں۔ مولانا ابو الحسان محمد رمضان علی قادری مدظلہ العالی، انہوں نے تاریخِ وہابیہ لکھی۔ یہ ضروری ہے کہ اس کے متعلق آپ لوگوں کو بتایا جائے تاکہ ان کی اصل کے بارے میں بھی پتہ چلے کہ یہ کیوں اتنا بغض و عناد رکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے۔ اس پر تو بعد میں گفتگو ہو گی، فی الحال درود شریف کے بارے میں مَیں آپ سے گفتگو کروں گا کہ درود شریف کیا ہے؟

جب ہم کہتے ہیں اللّٰھم صلِ علیٰ سیدنا و مولانا و نبینا و شفیعنا و کریمنا محمد و آلہٖ و صحبہٖ اجمعین ہ

تو اس کے دو حصے ہیں، ایک تو ہم اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود و سلام اور رحمت بھیجنے کے لئے اور دوسرے جب ان کا ذکر کرتے ہیں تو ادب و محبت

Marfat.com

سے ان کا ذکر کرتے ہیں۔ انہیں سیدنا و مولانا کہتے ہیں۔ تو پتہ یہ چلا کہ درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر سلام بھیجنے والی ایک دعا ہے۔ اور اس دعا میں ذکر الٰہی بھی ہے اور ذکر حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہے۔ اس طرح اس کی دو فضیلتیں ہیں یعنی دعا اور ذکر رب کریم کا اور ذکر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ درود شریف کی چار ہزار قسمیں ہیں۔ بعض کتابوں میں بارہ ہزار لکھی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک درود دنیا کی کسی نہ کسی جماعت کا اپنے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مناسبت اور رابطے کے لحاظ سے پسندیدہ ہے۔ کسی نہ کسی درود کو پسند کیا، تاکہ اس سے ان کا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رابطہ ہو اور ان کو فائدہ ہو جائے۔

عزیزان محترم! ابھی میں آرہا تھا اپنے رشتے دار کے ہاں سے تو انہوں نے کہا کہ یہ درود تاج تو اللہ کا کلام نہیں ہے۔ میں نے کہا ہاں بندوں کا بنایا ہوا ہے، تو کیا اس طرح پڑھنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ یہ جو لوگ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے یہ فیض عطا ــــــــ

Marfat.com

فرمایا ہے کہ دیکھو جب تم میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جس زبان میں بھی، جس طرز میں بھی محبت کے ساتھ درود و سلام بھیجو گے تو اس کی وہی حیثیت ہو جائے گی بطور ورد کے اور بطور عبادت کے حصے کے، جیسے کہ میرے کلام کی ہے۔ جسے احترام سے لوگ پڑھیں گے، جیسی محبت سے پڑھیں گے، ویسا ہی فیض ہوگا۔

تم سورہ فاتحہ پڑھو گے تو تمہیں ویسا ہی ثواب ملے گا۔ اور تم درود و سلام پڑھو گے تو بھی تم کو اسی طرح سے فیض ہوگا، دس نیکیاں ملیں گی۔ اعتراض یہ ہے کہ درود انسانی ایجاد ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام تو ہے نہیں۔ درود تاج نہ پڑھیں تو کوئی حرج نہیں۔ بات یہ ہے کہ جتنے بھی درود ہیں، اللہ تعالیٰ نے تو کھلی چھٹی دے دی ہے۔ یہ نہیں کہا کہ وہ درود پڑھو۔ جیسے میں نے کہیں لکھا ہوا ہے آپ پر چھوڑ دیا ہے کہ آپ اپنی محبت کے پیمانے کے لحاظ سے، اپنی رُوحانی ضروریات کے لحاظ سے اپنے الفاظ خود منتخب کریں، اور ان الفاظ میں آپ درود شریف پڑھیں۔

ہمارے لئے یہ بڑی سعادت مندی ہے کہ بزرگانِ دین رحمتہ اللہ علیہم اجمعین نے جو اپنے الفاظ میں مختلف درود پڑھے ہیں وہ محفوظ ہیں۔ ان میں حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ بھی شامل

Marfat.com

ہیں۔ جن میں سے بعض درود وہ ہیں جو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود لوگوں کو بتائے ہیں۔

سلطان محمود غزنوی رحمتہ اللہ علیہ روزانہ سوا لاکھ درود پڑھتے تھے، کافی طویل ہوتا تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ تم یہ درود پڑھ لیا کرو جو کہ درود لکھی ہے تم اسے پڑھو تو ایک لاکھ درود کا ثواب تمہیں ملے گا۔ اسی طرح بے تحاشا درود ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پابند نہیں کیا کہ دیکھو اللہ اور اس کے فرشتے اس طریقے سے درود پڑھتے ہیں، تو تم بھی اس طریقے سے پڑھو۔

سرکار دو عالم احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مجلس میں بیٹھتے تھے تو آپ کے سب سے قریب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیٹھتے۔ جب یہ بیٹھتے تھے تو ان کے درمیان کوئی دوسرا نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ ایک اعرابی یعنی بدو آ گیا، سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشارہ فرمایا کہ اس کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اپنے درمیان میں بٹھایا۔ اور اُس کی بات سُنی وہ بات کر کے چلا گیا۔ سارے صحابہ کرام کو سخت تعجب ہوا کہ یہ بڑے مرتبے والا انسان ہوگا۔ جبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو اپنے درمیان میں بٹھایا ہے۔ حضرت ابو بکر

Marfat.com

صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی یہی خیال ہوا۔ جب وہ چلے گئے تو صحابہ کرام نے پوچھا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر ہماری جانیں قربان، آل واولاد قربان! یہ کون صاحب تھے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بدو یعنی اعرابی ہے، جو محبت کے ساتھ مجھ پر درود بھیجتا ہے:۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰٓی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ ؕ

"اے میرے پروردگار! اے اللہ! میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود ورحمت بھیج، اس طرح کہ جیسے آپ نے محبت فرمائی، پسند فرمایا اور جس سے آپ راضی ہوئے۔"

یعنی نہ صرف درود بھیجا بلکہ اسے کہا اس طرح سے بھیجیں جو آپ کو سب سے پیارا لگے اور جس سے آپ راضی ہوں۔ تو جس جذبے اور انداز سے پڑھے لکھے نہ ہونے کے باوجود اور مدینہ منورہ میں رہنے کے باوجود اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس محبت سے درود پڑھا، تو ہزاروں فرشتے اس کا درود لے کر جاتے تھے۔

درود کا تو یہ مقام ہے کہ ایک بدو بھی اپنی زبان میں اس

Marfat.com

طریقے سے درود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھیجے تو وہ بھی ایک اتنی بلند پایہ عبادت ہو جاتی ہے کہ اس کو ہزاروں فرشتے ہاتھوں ہاتھ لئے ہوئے عرش تک جاتے ہیں، تو جب کوئی پوچھے تو بتادیں آپ کہ درود تو ہوتا ہے انسانوں کی زبان سے آیا ہوا۔ لیکن جب انسانوں کی زبان سے نکل گیا تو عرش کی ملکیت ہو جاتا ہے، فرش کی ملکیت نہیں رہتا۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ بزرگانِ دین نے جو درود کے طریقے بتائے ہیں، ان سے بہتر طریقہ کوئی نہیں ہو سکتا۔ جو اس کا منکر ہے وہ نیکی اور خیر کا منکر ہے۔

تو اے عزیزانِ محترم! میں عرض یہ کر رہا تھا کہ چار ہزار، یا ۱۲ ہزار قسم کے درود ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک درود اس پڑھنے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان مراعبت اور رابطے کے لحاظ سے پسند ہوتا ہے۔ کسی کو کوئی درود پسند ہوتا ہے کسی کو کوئی درود پسند ہوتا ہے۔

درود شریف سلام ہے جو دراصل نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے اور اس کے بے انتہا فوائد ہیں۔ دونوں جہان کی سلامتی اور برکت ہے، کامیابی و کامرانی ہے، جنت کا حصول، قربِ الٰہی ہے۔ ظاہر ہے کہ

آپ جب رب کے مشاغل میں شامل ہوں گے، یعنی رب کی سُنّت آپ ادا کریں گے، کیوں کہ ہر وقت رب اور اس کے فرشتے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور رب کی اطاعت میں آپ بھی ان میں شامل ہو جائیں گے تو آپ کو بھی قربِ الٰہی نصیب ہوگا۔

تو پتہ یہ چلا کہ خداوند تعالیٰ خود بھی درود پڑھ رہا ہے۔ اور اس کے فرشتے بھی۔ تو ثابت ہوا کہ درود شریف اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم پر مشتمل ایک لاجواب عبادت ہے۔ تو درود پڑھنے سے ہم تو صرف خدا کے ساتھ ہاں میں ہاں ملاتے ہیں اور بڑے سے بڑا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

میں اس پر مزید یہ کہوں گا کہ چونکہ درود میں ذکرِ الٰہی بھی ہے اور دعا بھی ہے۔ اور دعا ہے رحمت اور درود بھیجنے کی۔ تو اس میں وہ سارے فضائل و فوائد ہیں جو ذکر کے ہیں۔ اور آپ کو یاد ہوگا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ذکر کرتا ہے تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے اسے یاد کیا۔ بیشک جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود بھیجتے ہیں، اس لمحے سمجھ لیں کہ رب بھی آپ کو یاد کر رہا ہے۔ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ کرم بھی آپ پر ہے۔ اس لئے کہ درود ذریعہ

Marfat.com

ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے غلاموں کے رابطے کا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی غوث پاک پیرانِ پیر رضی اللہ عنہ اپنی کتاب "غنیۃ الطالبین" میں فرماتے ہیں : کہ اُمّت کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا شفاعت کا طلب کرنا ہے۔ یہ فرمانبرداری اور محبت بھی ہے۔ پھر جس نے فرمانبرداری کی اور محبت کا اظہار کیا، اس کو شفاعت کیسے نصیب نہیں ہوگی۔

اگر آپ کو مرشد کی تلاش ہے تو آپ درود شریف کثرت سے پڑھیں۔ اگر آپ کو نجات کی تلاش ہے، اگر آپ کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت کی تلاش ہے، رب کی مغفرت کی تلاش ہے، دنیا میں آسائش اور عافیت کی تلاش ہے تو ان سب کا حل ایک ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر درود بھیجتے رہیں۔ اور ان کی عطا فرمائی ہوئی تو شریعت پر سختی سے عمل کریں۔ آپ کے اعمال، آپ کے اذکار، آپ کے معمولات سب پر ظاہر کریں کہ آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں ہیں۔ اور نہ صرف ان کی اُمت میں ہیں بلکہ ان سے محبت کرنے والی، اطاعت کرنے والی اور ان

Marfat.com

پر درود و سلام بھیجنے والی اُمّت میں ہیں۔

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ مزید فرماتے ہیں کہ درود شریف کا مطلب پیروی کرنا ہے اور حرمت کرنا بھی ہے۔ دراصل درود شریف ایک دعا بھی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر رحمت طلب کی جاتی ہے۔ اور سلامتی طلب کی جاتی ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادر نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں: کہ درود شریف اللہ سے رحمت مانگنا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور ان کے گھرانے پر۔ ان پر ان کے لائق رحمت اُترتی ہے۔ اور ایک دفعہ مانگنے سے دس دفعہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ جو مانگنے والے پر اُترتی ہیں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر تو ہر وقت ہی اتنی رحمت اُترتی ہے کہ وہ خود ہی رحمۃ اللعالمین بن گئے ہیں۔ لیکن جو اُن پر درود و سلام اور رحمت کی بھیک رب سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر بھی دس رحمتیں بھیجتا ہے، آپ ایک رحمت کی بھیک مانگتے ہیں، رب دس رحمتیں آپ پر نازل فرماتا ہے۔

جب ذکر درود شریف کا آگیا ہے تو میں ایک بات یہ بھی بتا دوں کہ ہر درود میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسمِ ذات

Marfat.com

آتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر، یہ وہ پاک نام ہے جو رب کے نام سے جڑا ہوا ہے۔ یہ وہ پاک نام ہے جس سے لوگوں کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

ایک طرف تو یہ ہے کہ عرش پر اور عالم ارواح میں، عالم انوار میں، عالم جبروت میں تو ازل سے لکھا ہوا ہے "لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ"، (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دوسرا عالم یہ ہے کہ یہ نام اتنا مخصوص تھا، حالانکہ عربی لفظ تھا، آلِ ابراہیم کا خاندان تھا۔ ابنِ مطلب ہاشمی خاندان، لیکن اس خاندان میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور کسی کا یہ نام نہیں رکھا گیا۔

یہ نام بتایا گیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو، حضرت داؤد علیہ السلام کی زبور میں، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام آیا ہے کہ ایک نبی آخر الزماں آئیں گے۔ اور جو لوگ ان کے آنے کے بعد ان پر ایمان نہیں رکھیں گے، تمہاری اُمتوں سے بھی وہ مومن نہیں ہوں گے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نامی احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بتایا گیا۔ کلام پاک میں ذکر ہے "اِسْمُہٗٓ اَحْمَدُ" کہ تمہارے بعد ایک نبی آئیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی بتایا گیا۔ لیکن دنیا میں کسی کو یہ شرف حاصل نہیں ہوا کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی

Marfat.com

دُنیا میں کسی اور کو دیا جائے۔ یا دنیا میں دوسرا ایسا نام ہو۔ یہ پہلا ہی نام رہا عرش پر رہا۔ ازل سے۔

اگر اللہ کے علاوہ کسی کا نام تھا اور ہے تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ اور دنیا میں بھی یہ پہلا نام ہے۔ اور یہ نام ایسا ہے جو اسم بامُسمّٰی، یعنی محمد کا نام وہ ہے کہ جس کی بہت تعریف کی گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ تمام صفات اس ذات میں موجود ہیں جو رب کو محبوب ہیں، سوائے ربوبیت کے اور معبود ہونے کے اور کبریا ہونے کے۔ اور کوئی صفت ایسی نہیں رب کی، جو اس نامِ نامی میں شامل نہ ہو۔ تو یہ پاک نام ہے جو ہمارے درود کا حصّہ ہے۔

میں یہ بتا رہا تھا آپ کو جیسے جمعے کا دن سب دنوں کا سردار ہے، اور رمضان المبارک سارے مہینوں کا سُلطان ہے۔ ایسے ہی ایک اسمِ گرامی جو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب ہے، ان سب کا سردار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نامِ نامی ہے۔

اس اسمِ گرامی میں ایسے ایسے راز پوشیدہ ہیں جن کو آج تک کوئی عربی وعجمی پرکھ نہیں سکتا۔ یہ اسمِ گرامی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے سُننے میں نہیں آیا۔ یہ نام محمد صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم، حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیدا ہونے سے قبل کسی کا نام نہ تھا۔ عرب یا ساری دُنیا میں کہیں بھی یہ نام سُننے میں نہیں آیا۔ اور خود حضرت عبد المطلب آپ کے دادا صاحب کا بہت بڑا وسیع قبیلہ تھا، اس قبیلے میں بھی کسی کا نام نہیں تھا۔ ایسا بھی نہیں تھا کہ یہ بہت ہی کوئی مشکل نام ہو کہ نہ رکھا جا سکتا ہو، یا ایسا نام کہ جس کا عربی میں کوئی مفہوم نہ ہو۔ لیکن یہ نام نامی صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی مخصوص رکھا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد اگر کسی کے نام کے ساتھ محمد شامل ہے۔ یعنی کسی گھر میں محمد سے ملے ہوئے نام والا کوئی رہتا ہے تو اس گھر میں دس رحمتیں ہر وقت نازل ہوتی رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان عموماً اپنے بچّوں کا کوئی بھی نام رکھیں کوشش کرتے ہیں حتیٰ الوسع کہ اس کے ساتھ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد یا احمد بھی شامل کر لیں۔ کیوں؟ اس نام کی وجہ سے، اس کی برکت کی وجہ سے گھر میں رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ تو مجموعی طور پر اس کے معنی یہ بھی ہیں کہ یہ مجموعی خوبی ہے، تمام حسنات والا نام ہے۔ محمد وہ ہستی ہیں جس میں لاتعداد خوبیاں ہیں۔

حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت بتایا گیا کہ اس بچّے کا نام محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھو۔ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے تو ساتھ ایک نور کا سیلاب جیسے دنیا میں آ گیا۔ اس نام کی برکت سے۔

بعض بزرگانِ دین یہ بھی لکھتے ہیں کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کا الہام ہوا تھا حضرت عبدالمطلب کو، اس لئے کہ وہ دینِ ابراہیمی پر تھے۔ ولی تھے وہ لوگ، بُت پرست نہیں تھے۔ تو حضرت عبدالمطلب کو الہام کے ذریعے بتایا گیا کہ ان کے ہاں پوتا ہو گا، ان کا نام محمد ہو گا۔ یہی الہام حضرت بی بی آمنہ رضی اللہ عنہا کو ہوا۔

حضرت عبداللہ بن سلام ایک مشہور یہودی عالم تھے۔ اور یہود انہیں سب سے بڑا معلم تصور کرتے تھے، ہر مسئلے پر ہدایت لیا کرتے تھے۔ بعد میں آپ ہی حضرت عبداللہ بن مسلم کہلائے' ایمان لانے کے بعد۔ آپ نے فرمایا ہے کہ لفظِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معنی خاص میں وہ ہیں جس کی تعریف بے انتہا کی گئی ہو۔

عبداللہ بن سلام جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آئے تو چہرۂ مبارک دیکھ کر پکار اُٹھے۔ یہ سچ ہے کہ سرکارِ دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے نبی اور رسول ہیں ۔ چہرۂ مبارک کا ذکر انہوں نے کتابوں میں پڑھا ہوا تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات ایسی ہوگی کہ چہرہ نُور کا ہوگا، سراپا نُور ہوگا۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے کے ساتھ انہوں نے تصدیق کر دی کہ یہ سچ ہے، یہی اللہ تعالیٰ کے رسُول ہیں جن کا ذکر تورات، زبور اور انجیل میں کیا گیا ہے ۔

چودہ سو سال ہو گئے ہیں کہ یہ لفظ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نامِ نامی ہمارے کانوں میں رس گھول رہا ہے ۔ ہماری دُنیا بھی سنوار رہا ہے اور آخرت بھی سنوار رہا ہے ۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس نام کے ساتھ وابستگی رکھیں اور اس کا احترام کریں ۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے فرمان کے مطابق وہ شخص انتہائی بدقسمت ہے اور اس پر لعنت ہے جو، جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ذکر ہو تو وہ درود نہ پڑھے ۔ اور کم از کم درود یہ ہے" صلی اللہ علیہ وسلم"۔

جب بھی نامِ نامی محمد آئے تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھے ۔ وہ یہ نامِ نامی ہے کہ دنیا میں کوئی ایسی گھڑی نہیں ہے، اور دنیا کی کوئی ایسی مخلوق نہیں ہے جو ہر لمحہ ہر وقت یہ نامِ نامی اپنی زبان پر نہیں لاتی ہو ۔

Marfat.com

اے عزیزانِ محترم! آپ کو پتہ ہے کہ یہ چرند اور پرند، یہ شجر اور حجر ان کو درس دینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ ہر وقت اپنے رب کی تسبیح و تہلیل کرتے رہتے ہیں۔ ایک چھوٹا سا کیڑا بے معنی بے وقعت، جو پتھروں کے نیچے پہاڑ کے اندر ہوتا ہے، وہاں بھی اللہ تعالیٰ اسے رزق پہنچاتا ہے۔ اور وہ کہتا ہے شکر اَلْحَمْدُ لِلّٰہ!

عزیزانِ محترم! یہ تو صرف ہم جیسے بندے ہیں جن کو بتانے کی ضرورت پڑتی ہے۔ وہ جن سے بعض دفعہ بحث کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور جو اس پر بھی جھگڑتے ہیں کہ ان پر درود نہ بھیجو۔ درودِ تاج نہ پڑھو۔ لیکن جب رب تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھ رہے ہوں، تو کیا یہ ممکن ہے کہ اللہ کی جو دوسری مخلوق ہے جو اس کے تابع ہے، وہ اس ورد سے خالی ہوں۔

اگر ہوتے ہیں تو ہم جیسے غافل، اس سے غافل ہوتے ہیں۔ ہر وقت ۲۴ گھنٹے دنیا میں جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مطیع و فرمانبردار ہیں وہ بھی ان کا نام نامی پڑھتے رہتے ہیں۔ اور جب مؤذن کہتا ہے کہ "اشھد ان لا الہ الا

Marfat.com

اللہ واشھدان محمد رسول اللہ" اس کے ساتھ ہی ساتھ کہتا ہے" حی علی الصلوٰۃ" کہ نماز کو قائم کرو۔ وہ بھی تو دعوت ہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھو۔

اس کی اطاعت میں جب ہم بیٹھتے ہیں، نماز ختم کرتے ہیں تو سلام پھیرنے سے پہلے ہم درود پڑھ لیتے ہیں، اس کے بعد مغفرت کی دعا پڑھ لیتے ہیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس کی عبادت میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت میں درود وسلام کے ادا کرنے میں کچھ خطا ہو گئی ہو تو اے میرے رب قبل اس کے کہ میں سلام پھیروں مجھے تو بخش دے۔ تو" اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)" حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح" کا کیا مطلب ہے؟ کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نام لیواؤ، ان کے نام پر مر مٹنے والو، آجاؤ یہ وقت آگیا ہے کہ تم رب کی عبادت بھی کرو اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود وسلام بھی بھیجو۔ اور تمہارا تصور یہ ہو رہا ہو کہ رب تمہیں دیکھ رہا ہے اور تم رب کو دیکھ رہے ہو۔ رب کے حضور بس ہو اور اس حضوری کے عالم میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود پڑھو، اس حضوری کے عالم میں ان

پر تحیات بھیجو: السلام علیك ایھاالنبی، والصلوٰۃ و السلام علیك ...''

اے عزیزانِ محترم!

ذکر و درود کے بعد لوگ پوچھتے ہیں کہ آخر کلام پاک آگیا قرآن آگیا۔ اور حدیث کی کتابیں بھی موجود ہیں، اب تو آپ کلام پاک پڑھیں۔ سب کام ہوگیا ہے، اب اور کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کلام پاک میں لکھا ہوا ہے کہ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا۔ ہاں دنیا میں ہم نے یہ ضرور دیکھا ہوگا کہ ماں باپ نے جائیداد چھوڑ دی ہے، پیسے آرہے ہیں، گھر میں کھانا پک رہا ہے کپڑے بن رہے ہیں، سب کچھ ہے، تو کیا ضرورت ہے کہیں اور جانے کی۔ لیکن ایک دفعہ جب جسم کو روگ لگ جاتا ہے تو پھر بڑے سے بڑے امیر کو بھی جانا پڑتا ہے، کس کے پاس جانا پڑتا ہے؟ طبیب کے پاس جانا پڑتا ہے۔ پھر وہ سب کچھ ہونے ہوئے بھی ایک طبیب کے پاس علاج کرانے کے لئے جاتا ہے۔ تو کیا رُوح کو روگ لگ جائے تو اس کو کوئی علاج کی ضرورت نہیں؟ کیا کسی معالج کی ضرورت نہیں؟

تو ایسے کم عقلوں کو یہ بتانا چاہیئے کہ بھئی جس طریقے سے غلط رہن سہن سے غلط لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے سے، غلط کھانا کھانے

Marfat.com

سے غلط کپڑے پہننے سے، سردی میں ٹھنڈا اور گرمی میں گرم پہن لیں تو طبیعت خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح غلط کام سے غلط معاملات اور معمولات سے غلط عبادات اور گفتگو سے غلط محبتوں اور غلط ادب سے، غلط عزت اور غلط کبر سے بھی بیماری ہو جاتی ہے، اس سے کیا چیز بیمار ہوتی ہے؟ اس سے روح بیمار ہو جاتی ہے۔

اگر کسی کو جسمانی بیماری لگ جائے اور وہ ڈاکٹر کے پاس جانے کی بجائے محض دواؤں کی کتاب منگوا کر پڑھ لے تو کیا اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ بالکل اسی طرح آپ بھی جب بیمار ہوا کریں تو ڈاکٹر کے پاس نہ جایا کریں، ڈاکٹری کتاب منگائیں اس کو پڑھ کر اپنا علاج کر لیا کریں۔ اس لئے کہ اس میں سب کچھ لکھا ہوا ہے۔ کیوں آپ ڈاکٹر کو بلاتے ہو؟ اس لئے کہ اس کو یہ علم ہے کہ کس طریقے سے اس پر عمل کرنا ہے۔

اسی طرح سے اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہماری روحوں کا طبیب بنایا ہے۔ ہماری رُوح جب گناہوں سے، بدپرہیزیوں سے، بداحتیاطیوں سے، بدزبانیوں سے اور بداعمالیوں سے بیمار ہو جاتی ہے تو اس کے علاج کے لئے کیا تدبیر ہے؟ میرا خیال ہے کہ اس میں بہترین طریقہ یہ ہے

Marfat.com

کہ جو ہمارے مرشد علیہ الرحمتہ کا بیان کردہ ہے۔ اس لئے میں ان ہی کے الفاظ میں دہراؤں گا۔ کیوں کہ حضور جیسے الفاظ کسی کے ہو نہیں سکتے۔ انہوں نے یہ کتاب اس انداز سے لکھی ہے کہ جیسے بزرگوں کے پاس بیٹھے ہوئے ہوں۔ اور وہ جو آسان زبان میں ہمیں سمجھا رہے ہوں۔ تو میں کچھ ان کے ارشادات آپ تک پہنچا رہا ہوں۔ فرماتے ہیں:

"اے طالبِ حق اگر تو انسانی زندگی کی عطا جاننا چاہتا ہے تو قلب و رُوح کی سیاہی کو دُور کر اور ان کو تجلیاتِ الٰہی سے مجلیٰ کر مگر تو خود ایسا نہیں کر سکے گا۔ اس لئے کہ اس کا حصول عطا سے ہے مجاہدے سے نہیں۔"

مرض سے چھٹکارا دستِ شفا سے حاصل ہوتا ہے۔ دواؤں کی کتاب کی تلاوت سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس کتاب کو پڑھو گے تو اس کے صرف ناظرہ سے علاج نہیں ہوگا۔ علاج کے لئے کوئی دستِ شفا چاہیئے۔ اس لئے قلب کو تجلیاتِ الٰہی سے مجلیٰ کرنے کے لئے ہمیں ایک مرشد کی ضرورت ہے۔ اس کا حصول عطا سے ہے۔ اگر کوئی ہمیں عطا کر دے یعنی ہمارے قلب میں اپنے انوار ڈال دے، نگاہ کر دے تو ہمارے گناہ دُھل جائیں گے، اور قلب منور ہو جائے گا اور نفس اس کے

Marfat.com

تابع ہو جائے گا۔

مجاہدہ تیرا کسب ہے، کسب جو ہے اس کا ثواب ضرور ہے لیکن اس میں ہمارا باطنی علاج نہیں ہے۔ جب تک کسب کے راستے پر ہم ہیں تو ہم ٹھیک راستے پر ہیں۔ ہم نماز بھی پڑھ رہے ہیں درود بھی پڑھ رہے ہیں عبادت بھی کر رہے ہیں کتنی لمبی لمبی داڑھیوں والے عبادت تو کرتے رہتے ہیں لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا کہ بڑے بڑے عالم ہوں گے، بڑی بڑی داڑھیاں ہوں گی۔ بڑے قال اللہ اور قال رسول اللہ کہیں گے لیکن وہ مسلمان نہیں ہوں گے۔ اس لئے کہ ان کی روحیں بیمار اور متعفن ہوں گی۔ ان کی روحیں جو ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی محبت سے خالی ہوں گی۔

تو عطا سے عطا کرنے والا تیری رہنمائی صحیح سمت میں کرتا ہے۔ یہ جو ہمارا راہزن "نفس" اندر بیٹھا ہوا ہے یہ شیطان کا ایجنٹ ہے۔ شیطان قلب کی طرف آسانی سے پہنچ نہیں سکتا وہ نفس کی طرف پہنچ جاتا ہے، اس کو وہ اکساتا رہتا ہے۔ چونکہ وہ قلب کا پڑوسی ہے اس لئے وہ اس کو بہکاتا رہتا ہے کہ دیکھو بھئی اس طرح کرو گے تو تمہیں یہ فائدہ ہوگا۔ یہ ہمارے سونے کا وقت ہے، خواہ مخواہ بیٹھ کر تم اللہ اللہ کر رہے ہو۔ یہ پیسہ توکل

تمہارے کام آئے گا۔ تم کیوں اللہ کی راہ پر فقیر کو دو گے، تو لبس کا کرایہ کیسے دو گے؟ طرح طرح کے حیلے بہانے کر کے آپ کو نیکیوں سے دُور کرتا ہے۔

تو جو عطا کرنے والا ہے وہ آپ کو عطا بھی کرتا ہے، آپ کی سمت بھی درست کرتا ہے۔ سوچ کی، فکر کی، عمل کی حفاظت بھی کرتا ہے۔ آپ نے خود غور کیا ہو گا کہ جب آپ طالب علم تھے، اللہ اللہ اتنا زیادہ نہیں کرتے تھے۔ تو اس وقت آپ کتنے اس کے بہکاوے میں ہوتے تھے۔ اور اب اگر آپ کو بہکاتا بھی ہے تو فوراً آپ کا دل کہتا ہے کہ نہیں یہ بات ٹھیک نہیں ہے۔ یہ نہ کریں تو اچھا ہے۔ کوئی اگر آپ کو زیادہ تنگ بھی کرتا ہے، تو آپ کا غصّہ تھوڑا کم ہوتا ہے، کیوں کم ہوتا ہے؟ وہ اس لئے کہ جو ہمارے سرکار ہیں، ہمارے آقا ہیں، ہمارے مرشد پاک رحمتہ اللہ علیہ ہیں، انہوں نے ہمارے قلب پر ذکر کا پہرہ بٹھا دیا ہے۔ اللہ اللہ کرنے والوں کے قلب پر ایک پہرہ ہو جاتا ہے۔ جہاں نفس نے گڑبڑ کیا وہ دل کو آگاہ کرتا ہے کہ دیکھو بھئی یہ تمہارے ساتھ زیادتی کر رہا ہے۔ تم کو غلط باتیں بتا رہا ہے، اس کی باتیں نہ سُننا۔ خدانخواستہ اگر بشری تقاضے کی وجہ سے اس سے بھول چوک ہو بھی گئی، اس کی بات سُن بھی لی تو فوراً اسے احساسِ زیاں ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کے ساتھ گڑگڑاتا ہے کہ رب کریم میں تو کمزور تھا، میں اس کے بہلاوے پھسلاوے میں آ گیا تو مجھے معاف کر۔

تو توبہ واستغفار کے بعد آپ پھر ویسے ہی ہو جاتے ہیں جیسے آپ نے کچھ کیا ہی نہیں۔ تو فرماتے ہیں۔ اے کشف القلوب کے طالب، پہلے اپنے دل کے آئینے کے گرد وغبار کو صاف کر۔ یہ جو دل ہے یہ آئینے کی طرح سے ہے۔ آپ دیکھیں کہ پرانی بلڈنگ میں آئینے لگے ہوئے ہیں تو اس کے اوپر مٹی بیٹھ جاتی ہے اور پھر اس کے پیچھے جو مصالحہ لگا ہوا ہے، جس سے آئینہ بنتا ہے اس میں بھی دھبے آ جاتے ہیں تو پھر اس میں عکس صاف نہیں آتے۔

تو وہ کہتے ہیں کہ اگر تم طالب ہو کشف قلوب کے تمہارے دل کی آنکھیں کھل جائیں اور تمہیں نظر آ جائیں تو پہلے اس کی گرد کو دھو ڈالو۔ اس کے دھبوں کو صاف کرو اور اگر تم خود نہیں کر سکتے، تم میں اتنی سکت نہیں ہے، تو پھر کسی آئینہ گر کے پاس جاؤ وہ دوبارہ قلعی کر دے گا، پھر اس میں ویسی ہی تصویریں آئیں گی عکس آنا شروع ہو جائیں گے۔ چونکہ خود میں صلاحیت نہیں ہوتی اس وجہ سے ضرورت پڑتی ہے، تو آئینہ گر کی اس لئے ضرورت پڑتی ہے۔

Marfat.com

کہ وہ ہمارے دل کے غبار اور داغ دھبّوں کو دھوڈالے ۔ تاکہ اس میں عکس صحیح آنا شروع ہوجائے۔ اور جان لے کہ یہ آئینہ گر مردِ حق ہے۔ اگر مردِ حق ہے تو پھر ایک چیز لازم ہے کہ کسی مردِ حق کے پاس جائیں تو اپنی انا لے کر نہ جائیں' اپنے آپ کو عاجز بنالیں۔ تو میں ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ تو مجھے اپنی بارگاہ میں عاجز بنا دے اور میری اس عاجزی کو قبول فرمالے۔ اور میرے خواجگان حضوصاً حضرت سیدنا مخدوم دو عالم شاہ دو جہاں سیدنا علی احمد صابر کلیری رحمۃ اللہ علیہ کا اور ان کے ہم شکل ان کے ہم عکس حضرت خواجۂ خواجگاں قطب العالم غوثِ زماں فقیرِ صادق حضرت شاہ محمد افضل سرکار رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم ہے کہ ایسی دعائیں قبول بھی ہوتی رہتی ہیں۔ اور اس کی تصدیق بھی ہمیں ملتی رہتی ہے۔

فرماتے ہیں کہ تمہاری عاجزی آج قبول ہوئی۔ تو اے عزیزانِ محترم! کسی مردِ حق کے پاس جاؤ تو اس کے پاس اپنی انا لے کر نہ جاؤ۔ سراپا عاجزی و انکساری بن کر جاؤ۔ انشاء اللہ ان کی فیضِ نظر میں مقبول ہوگا۔ ایک فارسی شعر حضور نے لکھا ہے، کتنا اچھا ہے۔

ہر کہ خود را دید محروم شُد
ہر کہ خدمت کرد مخدوم شُد

Marfat.com

جس نے اپنے کو دیکھا یا خود بینی کی وہ تو محروم رہ گیا
اور جس نے خدمت کی یعنی اپنے کو خادم بنا کر پیش
کیا، عاجز بنا کر پیش کیا وہ خود ہی مخدوم ہو گیا لوگ
اس کی خدمت کے لئے تیار ہو گئے''۔

اے عزیزانِ محترم! اپنے مُردہ دل کو زندہ کرو۔ جب نفس شرمندہ ہوتا ہے تو دل زندہ ہونے لگتا ہے۔ اور جب دل زندہ ہوتا ہے تو روح کا گوشہ گوشہ تابندہ اور منور ہو جاتا ہے۔ اور جب رُوح تابندہ ہو جائے تو پھر تلاش کرنے والے کو حق مل جاتا ہے۔

دل تمام اعضاء کا بادشاہ ہے، باقی تمام اعضاء اس کی رعایا ہیں۔ جب بادشاہ غافل ہو تو رعایا بھی غافل ہوتی ہے۔ جب دل غافل ہو تو انسان کا باطن تباہ ہو جاتا ہے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل زندہ ہو جاتا ہے تو پھر رعایا بھی بیدار اور ہوشیار ہو جاتی ہے اور سلامیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اس طرح باطنی لطائف جو ہر ذکر کے ساتھ اللہ نے انسان کے سینے میں رکھے ہوئے ہیں یعنی لطیف اور پاک خصوصیات رکھی ہوئی ہیں وہ زندہ اور بیدار ہو جاتی ہیں اور آہستہ آہستہ اس لطیفے سے اس کا ذکر ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ انسان عام ذکر کرتے کرتے بھی

Marfat.com

سلطان الاذکار کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔ ذکر کے باعث قلب کی تابندگی سے بہرہ ہوتا ہے کہ سینے کے مختلف حصّوں میں اللہ تعالیٰ نے جو لطیفے بنائے ہیں، پاک مقامات بنائے ہیں۔ پھر وہاں سے ذکر ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ ذکر اللہ سے نفس کی موت واقع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

نفس انسان سے گناہ کرواتا رہتا ہے اور غفلت کے پردے مسلسل اس پر ڈالتا رہتا ہے۔ دوسرا کام یہ کرتا ہے کہ وہ گناہگار کو اپنی آنکھوں میں اچھا ثابت کرتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں نفس کے شر سے محفوظ رکھے۔

آمین!

آدابِ محفل

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصۡحَابِكَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہِ

یاشیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ المدد

اس نشست میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مجلسی آداب ہمیں سکھائے ہیں اور ان کا جو نمونہ پیش کیا ہے اس کے متعلق عرض کروں گا۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جو مجلس تھی وہ ظاہر ہے آپ کی ذاتِ پاک کے محاسن کا مظہر تھی۔ یعنی اس میں آپ کا اسوۂ حسنہ، خلقِ عظیم، جس میں علم اور حلم، حیا اور صبر، متانت وسکون یہ ساری خوبیاں جلوہ گر تھیں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محفل میں نہ آوازیں بلند کی جاتی تھیں اور نہ کسی کی حرمت پر کوئی داغ لگایا جاتا تھا۔ اور نہ کسی کی غلطیوں کی تشہیر کی جاتی تھی۔

Marfat.com

یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ستار العیوب ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی ذات اس صفتِ جمیلہ کی حامل نہ ہوتی تو اللہ کے بندے اس دنیا ہی میں رسوا ہو جاتے، قیامت کی بات تو الگ ہے۔ پھر ان کا ہر عیب اور ہر بُرائی مخلوق پر ظاہر ہو جاتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات میں یہ کمال ہے کہ وہ ستّار ہے، ستّاری کو پسند بھی فرماتا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجالس کی خاص خصوصیات ہوتی تھیں کہ اس میں نہ کسی پر کوئی داغ لگایا جاتا تھا اور نہ کسی کی غلطی کی تشہیر ہوتی تھی۔ آج کل یہ کتنا بُرا رواج ہے کہ جہاں دو چار آدمی اکٹھے ہوتے ہیں تو کسی نہ کسی کی غیبت کرتے ہیں، یعنی کسی نہ کسی کی بُرائی کرتے ہیں یا کمزوریوں کی تشہیر کرتے ہیں۔

تقوے کا تقاضا یہ ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کی طرف تواضع سے مائل ہو۔ چنانچہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجالس میں تمام اہلِ مجلس، تمام صحابی اور دوسرے آنے والے مہمان وہ ایک دوسرے سے تواضع کرتے تھے۔ اور اس میں بڑوں کی توقیر کرتے، اور چھوٹوں سے مہربانی فرماتے تھے۔ اگر ان کی مجلس میں کوئی صاحبِ حاجت آجاتا تو اس

Marfat.com

کی اعانت فرماتے تھے، جو مسافر یا بے وطن ہوتے، ان پر رحم فرماتے تھے۔

حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پڑوسی ہوتے تھے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو حضرت زید بن حارث کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بُلا بھیجتے۔ اور اس وقت جو وحی نازل ہوتی، حضرت زید بن حارث کاتب ہوا کرتے تھے، یعنی وہ وحی لکھ لیتے تھے۔

اے عزیزانِ محترم! طریقت کے راستے پر چلیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مجلس میں تشریف لے جاتے تھے تو عام لوگوں کی طرح جہاں جگہ ہوتی آپ وہاں تشریف فرما ہو جاتے۔ کبھی آپ یہ کوشش نہیں فرماتے کہ امتیازی جگہ اپنے لئے مخصوص کرائیں۔ آپ تو اپنے زانوں مبارک کو بھی اتنا آگے نہیں بڑھنے دیتے تھے کہ امتیاز پیدا ہو جائے۔ اور اگر کوئی شخص کھڑے کھڑے کسی بات کے متعلق سوال کرتا تو آپ اسے ناپسند فرماتے اور تعجب سے اس کی طرف دیکھنے لگتے۔ آداب یہ ہیں کہ آرام سے بیٹھیں۔ مجلس کا حصّہ بنیں اور پھر آرام سے سوال کریں اور آرام سے جواب لیں۔ کھڑے کھڑے کسی سے سوال

Marfat.com

پوچھنا ایسا ہے جیسے کہ آپ ان سے کوئی بات ہی نہیں سُننا چاہتے۔

دوسری بات یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بات پوری فرماتے، اوّل سے لے کر آخر تک۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پُرمعنی اور اہم ہوتا تھا۔ آپ جب کسی ایک مسئلے کے بارے میں مصروف ہوتے اور کبھی ایسا ہوجاتا کہ اس مسئلے پر بیان ختم ہونے سے پہلے کسی نے سوال کیا تو آپ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب آپ اس مسئلے پر اپنی بات مکمل فرمالیتے تو پھر اس سے پوچھتے کہ کیا سوال کر رہے تھے؟ پھر اس کا تفصیل سے جواب ارشاد فرماتے تھے۔

محفل کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ جب کوئی شخص کسی مسئلے پر گفتگو کر رہا ہے تو جب تک اس کی گفتگو مکمل نہ ہوجائے، اس وقت تک اس میں مداخلت نہیں کرنا چاہیئے۔ جب مکمل ہوجائے پھر آپ اپنا سوال کریں۔ ہم نے اکثر دیکھا ہے، ہمارے ہاں یہ ہوتا ہے کہ ایک آدمی بات پوری نہیں کر رہا ہے کہ کوئی بیچ میں ٹوک کے اپنی بات شروع کر دیتا ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس کی ایک

Marfat.com

خصوصیت یہ بھی تھی کہ حلقے میں جتنے لوگ موجود ہوتے آپ سب کی طرف فرداً فرداً توجہ فرماتے تھے۔ ہر شخص کو یہ احساس ہوتا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے بڑی محبت فرماتے ہیں، ہمارے ساتھ بہت اچھا سلوک فرماتے ہیں، ہمارے ساتھ بڑی شفقت فرماتے ہیں۔ جب آپ تشریف فرما ہوتے تو صحابہ کرام اس طرح حلقہ بنا کر تشریف فرما ہو جاتے اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ کی طرف رُخ کر کے بات چیت کرتے۔ آپ کبھی ایک کی طرف اور کبھی دوسرے کی طرف رُخ کر کے بات کرتے تھے۔

میں اس لئے بیان کر رہا ہوں کہ جب تک ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آداب اور محفل و مجلس میں ان کے اخلاق کا مطالعہ نہیں کریں گے اور انہیں سمجھیں گے نہیں تو ہم ان کی اتباع کیسے کریں گے۔

آپ کا انداز یہ ہوتا تھا کہ ہر شخص کو موقع مل جائے کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے دیدار کا شرف حاصل کرے۔ ظاہر ہے وہ چہرۂ مبارک کیا ہے؟ جس کے دید کی تاب ہم جیسوں کو نہیں ہو سکتی۔ وہ تو وَجہہٗ نُور تھا، وجہہٗ نُور ہے۔ آپ جب محفل میں تشریف رکھتے

Marfat.com

تھے تو آپ کا انداز یہ ہوتا تھا۔ گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے تھے۔ کبھی کبھی آپ چار زانوں پر بیٹھتے تھے۔ اور بعض اوقات آپ اکڑوں بیٹھ جاتے تھے۔ یہ سب طریقے جو بیٹھنے کے تھے یہ تواضع کے تھے، عاجزی کے تھے۔ جیسے ایک عام انسان بیٹھا ہو۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بیٹھنا اور اٹھنا سب اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ ہوتا تھا۔ اور اپنی بیٹھنے کی کوئی جگہ معین نہ فرماتے تھے تاکہ ایسا نہ ہو کہ یہاں کوئی شخص بیٹھا ہو تو اسے اٹھنے کی زحمت گوارا کرنا پڑے۔ آپ دیکھیں کہ ان کا رتبہ کیا ہے: کہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اور اپنی امت کے ساتھ، اپنے اہلِ مجلس کے ساتھ اپنے پروانوں کے ساتھ کس قدر تواضع محبت اور شفقت فرماتے تھے کہ آپ کا محبت بھرا سلوک ہوتا تھا۔ دوسروں کو بھی جگہ معین کرنے سے منع فرماتے تھے۔ جب بھی کسی مجلس میں تشریف لے جاتے یا مجمع میں تشریف لے جاتے تو سب سے آخر میں جہاں جگہ ملتی وہیں پر تشریف فرما ہوتے تھے اور دوسروں کو بھی یہی حکم فرماتے۔ اور ہر شخص کو اپنے خطاب اور توجہ سے

Marfat.com

اس کا حصہ عطا فرماتے ۔
آپ کی تواضع کا یہ عالم تھا کہ کوئی شخص کسی ضرورت کے تحت آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا، بیٹھ جاتا، یا کھڑا ہو جاتا تو جب تک وہ شخص خود اٹھ کر نہیں جاتا، آپ اس کے ساتھ مستقل رہتے تھے ۔ یعنی حاجتمند کو پوری پوری سماعت عطا فرماتے تھے ۔ ان کی پوری پوری بات سُنتے تھے تاکہ وہ پُرتسکین ہو کر جائے ۔ ظاہر ہے بعض حاجات پوری ہو سکتی تھیں، بعض نہیں ہو سکتی تھیں ۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یا تو حاجت پوری فرما دیتے تھے یا انتہائی نرمی کے ساتھ شفقت کے ساتھ اس کو جواب دیتے تھے ۔ اس کو بغیر تسلی بخش جواب یا بغیر حاجت روائی کے واپس نہیں کرتے تھے ۔
جس طرح سے ایک رُوحانی باپ یا ایک باپ اپنے بچّوں سے محبت کرتا ہے ۔ اسی طرح سے تمام مسلمانوں کے ساتھ آپ بطورِ روحانی باپ کے کشادہ روئی اور خوش خوئی کے ساتھ پیش آتے تھے ۔ لیکن جب ہم روحانی باپ کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو یہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہہ ہے کہ دُنیاوی معنوں میں کوئی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیٹا نہیں ہے "مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ"

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ پر ہماری جانیں قربان، انسانوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے آپ کا نکاح ہوا تو مکہ میں جو فتنہ پرداز لوگ تھے، مشرکوں، یہودیوں، نصاریٰ میں سے، انہوں نے کہا، دیکھو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کرلی۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا: "بیٹے کی طرح محبت فرمائی لیکن سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بیٹا نہیں ہے"۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک سے ایسا سلوک فرماتے جیسے وہ سب مساوی ہوں۔ لیکن چونکہ اللہ کا حکم ہے: "اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ" کہ اللہ کے نزدیک اکرم وہ ہے جو تقویٰ کرتا ہے۔

تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک سے مساوات برتتے تھے۔ فی نفسہٖ لیکن اگر کسی کا تقویٰ زیادہ ہوتا تو اسے دوسروں پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ دیگر امور میں سب باہم مساوی تھے۔ یعنی حق برابر برابر کا، ترجیح تقوے کی بنیاد پر۔

آپ آسانی سے موافق ہو جاتے تھے۔ نہ سخت خُو تھے، نہ دُرشت گو تھے۔ نہ طبیعت میں سختی تھی نہ زبان میں سختی تھی۔ نہ چلّا کر بولتے اور نہ نامناسب بات فرماتے۔ تواضع اور حلم کا یہ

Marfat.com

عالم تھا کہ اگر کسی کی کوئی بات ناگوار گزرتی تو آپ اس بات سے غفلت برتتے، کہ جیسے اس بات کو سنا ہی نہیں، اور اس کی گرفت نہیں فرماتے تھے۔ اور باز پرس بھی نہیں فرماتے اور خاموش ہو جاتے تھے۔ لیکن ایک بات ہے کہ اگر کسی نے اللہ تعالیٰ کے امر کے خلاف کوئی بات کی تو وہ آپ کے لئے ناقابلِ برداشت ہوتا تھا۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوسرے لوگوں سے اپنے ہم جلیسوں سے، اپنے پروانوں سے صحابہ کرام سے جو برتاؤ تھا، اس کی دو امتیازی چیزیں تھیں۔ ایک تو تین چیزوں سے آپ نے اپنی ذات کو بچایا، ان میں سے ایک ریا گفتگو میں، بات چیت میں، معمولات میں۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے آپ کو ریا سے محفوظ رکھا، دوسری کثرتِ کلام سے۔ صرف ضرورت کے تحت آپ گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ اور تیسری بات جو ہے وہ بے سود باتوں سے یعنی ان باتوں سے جن سے کوئی فائدہ نہیں یا مطلب نہیں۔

ان کی ہر بات میں ایک حکمت ہے، تو کوئی ایسی بات جو حکمت سے خالی ہو ایسی بات آپ نہیں فرماتے تھے۔ یہ جو میں نے تین باتیں بتائی ہیں یہ بھی سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کی سُنّت ہیں۔

اسی طرح آپ نے تین باتوں سے دوسروں کو بچایا۔ کسی کی مذمت نہیں فرماتے تھے، کسی کو عار نہیں دلاتے تھے یعنی شرمندہ نہیں کرتے، اور نہ کسی کا عیب تلاش کرتے تھے۔

آج کی مجلس کا سب سے بڑا سبق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے جو ہمیں ملا وہ یہ باتیں ہیں۔ آپ وہی کلام فرمایا کرتے تھے جس میں ثواب کی اُمید ہو۔ اور جب آپ کلام فرمایا کرتے تھے تو آپ کے سارے ساتھی سر جُھکا کر انتہائی مُتوجہ ہو کر آپ کی بات سماعت فرماتے تھے۔ ایسا لگتا تھا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھ گئے ہوں اور وہ ہلیں گے تو پرندے اُڑ جائیں گے۔ یہ عالم ہوتا تھا استغراق کا اور ادب کا۔ محبت اور شوق کا، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کو سُننے کا۔ وہ اس وقت اپنی زبان کھولتے تھے جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا خطاب مکمل فرما کر بالکل ساقط ہو جاتے تھے اور وہ آپس میں کوئی جھگڑا نہیں کرتے تھے۔

غرض سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک کے مجلسی آداب جو ہیں ان کا ہر ہر پہلو ہمارے لئے ایک روشنی کا مینار ہے۔

Marfat.com

کوئی بھی آتا آپ بے قدری نہ فرماتے تھے۔ کوئی بدّو آگیا اور اس نے کوئی ایسی بات کہہ دی، جو کہ آدابِ مجلس سے بے بہرہ تھا۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی بات بھی تحمل اور تواضع سے سماعت فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کسی کی گفتگو میں تم اسکی حاجت دیکھو تو اس کی اعانت کرو۔ یہ نہیں کہ آپ اس سے جھگڑا کریں، مجبوری ہے تو معافی مانگ لیں لیکن اگر آپ میں استطاعت ہے تو تھوڑی بہت اس کی اعانت کردیں۔ آج کل تو یہ ہو گیا ہے کہ ہر شخص ہاتھ پھیلا دیتا ہے۔ یہ سب باتیں نہیں ہونی چاہئیں۔

آپ کسی کی بات کو اس وقت تک روکتے نہیں، جب تک کہ وہ حد سے نہ بڑھ جائے۔ اگر کوئی حد سے بڑھنے لگتا تو آپ اس وقت اس بات کو ختم کرادیتے یا خود کھڑے ہو کر منع فرمادیتے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بے سُود باتوں سے اپنے آپ کو محفوظ فرماتے تھے۔ اور کوئی لایعنی بات یعنی جس کا کوئی مطلب نہیں ہوتا وہ اپنی زبان پر نہیں لاتے تھے، آپ لوگوں کی دلجوئی فرمایا کرتے تھے، تالیفِ قلب فرماتے تھے۔ اور ان میں کوئی تفریق نہیں ہونے دیتے تھے۔ لوگوں کی

Marfat.com

عزت و آبرو کی قدر اتنی فرماتے تھے کہ جو کوئی قبائل آتے تھے یا کوئی ان کا سردار آجاتا تھا، عزت دار معزز لوگ آتے تھے تو آپ ان کی قدر فرماتے تھے عزت فرماتے تھے۔ لیکن اس تنظیم کو اس انداز سے نبھاتے تھے کہ کسی سے بھی کشادہ روئی اور خوش خوئی میں کمی نہیں فرماتے تھے۔

جو لوگ ملنے کے لئے آنے والے ہوتے تھے ان کے متعلق لوگوں سے پوچھا کرتے تھے کہ وہ کیسے ہیں؟ ان لوگوں میں جو واقعات ہوتے رہتے تھے ان کے بارے میں پوچھتے رہتے تھے۔ اچھی باتوں کی تحسین فرماتے اور بُری بات کی مذمت فرماتے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو آپ سلام فرماتے تھے اور اگر کوئی آپ کے پاس آتا تو بھی تواضع کی خاطر آپ سلام کرنے میں پہل کرنے کی کوشش فرماتے۔ حالانکہ ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ کسی محفل میں آنے والا سب کو سلام کرے۔

آپ نہ صرف سلام کرنے میں سبقت فرماتے تھے بلکہ آنے والے کے سلام کا جواب بھی عنایت فرماتے تھے۔ جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے میری

Marfat.com

قبر کی زیارت کی، اس نے گویا میری زیارت کی اور میں ہر ایک کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ تو آپ سمجھ لیں کہ آج بھی اور تا قیامت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے سلاموں کا جواب عنایت فرماتے رہیں گے۔ اور یہ کتنی خوش قسمتی ہے، ان کے اُمّتیوں کی کہ اتنی بڑی نعمت اتنا بڑا اعزاز انہیں ملے کہ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں سلام پیش کریں اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب انہیں موصول ہو۔ یہ بہت بڑی خوش قسمتی کی بات ہے۔ اس لئے ہماری طریقت میں درود و سلام پر اتنی زیادہ تاکید ہے۔ کیونکہ اس صلوٰۃ و سلام کے بدلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام ہمارے مقدر میں لکھا جاتا ہے۔

بہت سے اللہ کے بندے ایسے ہیں جنھوں نے اپنے کانوں سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب سُنا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کا حُسنِ کلام یہ ہوتا تھا کہ ہر وقت آخرت کے غم میں اور امورِ آخرت کی سوچ میں رہتے تھے۔ کسی پل بھی آپ کو چین نہیں ہوتا تھا۔ لہٰذا آپ بلا ضرورت کلام نہیں فرماتے تھے۔ کلام کے دوران میں آپ کا سکوت کافی طویل ہوتا تھا۔ لیکن کلام کے دوران گفتگو شروع سے لے

کر آخر تک انتہائی صاف ہوتی تھی۔ آپ جامع کلام فرماتے تھے جس کے الفاظ تو مختصر ہوتے لیکن وہ معنی سے پُر ہوتے تھے اور آپ کا کلام حق و باطل کے مقابلے میں فیصلہ کن ہوتا تھا۔ کوئی گفتگو میں گنجلک، کوئی تاریک گوشہ، کوئی مبہم گوشہ نہیں ہوتا تھا۔ آپ کی بات میں نہ کوئی حاشیہ آرائی ہوتی تھی اور نہ کوئی زائد بات ہوتی تھی۔ آپ کی گفتگو کو سُننے سے کوئی تنگ نہیں ہوتا تھا، کہ فلاں بات سمجھ میں نہیں آئی۔ آپ کا کلام شروع سے آخر تک بامعنی اور مختصر ہوتا تھا۔

آپ کا مزاج انتہائی نرم تھا، اندازِ کلام میں مزاج کی نرمی جو تھی وہ شامل ہوتی تھی۔ مزاج میں نہ سختی تھی نہ کبھی مخاطب کی اہانت فرماتے تھے۔ کھانے کی ہر چیز کی نہ کبھی مذمت فرماتے اور نہ کبھی تعریف فرماتے تھے۔ مذمت اس لئے نہیں فرماتے تھے کہ پھر نعمت کی تحقیر ہوتی اور تعریف اس لئے نہیں فرماتے تھے کہ اس سے حرص، اور طلب اور لذت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہاں کسی نے کھانا کھلایا، دعوت کی تو اس کا شکریہ ادا کیا کرتے تھے۔

آپ کلام میں کبھی غصہ نہیں فرماتے تھے لیکن جب کوئی امرِ حق کی مخالفت کرتا تو اس وقت آپ کے غصے کی کوئی

Marfat.com

تاب نہ لاسکتا تھا اور اس وقت تک جب تک کہ حق غالب نہ ہوجائے آپ کا غصّہ فرو نہیں ہوتا تھا۔ کبھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نفس اور ذات کے لئے کسی پر غُصّہ نہیں فرماتے تھے۔ اپنے نفس کے لئے انتقام نہیں لیتے تھے۔ آپ کا یہی اسوۂ حسنہ جو ہے آپ کے غلاموں نے اپنایا۔

حضرت مولائے کائنات مولا علی کرم اللہ وجہہ دورانِ جنگ ایک کافر پر غالب آگئے۔ آپ اس کے سینہ پر سوار ہوئے، قریب تھا کہ اسے قتل کر دیتے کہ اس بدبخت کافر نے آپ کے مُنہ پر تھوک دیا۔ آپ نے اس کو فوراً چھوڑ دیا۔ لوگوں کے استفسار پر آپ نے فرمایا پہلے میں اس کو اللہ کے لئے قتل کر رہا تھا۔ اب میں اگر اسے قتل کروں گا تو اس میں میرا نفس شامل ہو جائے گا، اس لئے اس کی جان بخشی کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کافر نے کلمہ پڑھ لیا اور مسلمان ہو گیا۔

جب آپ گفتگو میں اشارہ فرماتے تھے تو پورے ہاتھ کے ساتھ اشارہ فرماتے تھے۔ اگر کسی بات پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہمیت دیتے، زور دیتے تو داہنے ہاتھ کا انگوٹھا جو ہے وہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ دیتے تھے۔ جب آپ

Marfat.com

کوکسی کی کوئی بات ناگوار گزرتی یا غصہ ہوتا تو آپ اپنا چہرۂ مُبارک ادھر سے پھیر لیتے تھے۔ تاکہ وہ غصہ بھرا چہرہ دیکھ نہ سکے اور جب آپ کسی سے خوش ہوتے تو اپنی نگاہیں نیچی کر لیتے تھے۔ آپ کے ہر فعل میں اتنا اعتدال ہوتا تھا کہ آپ کبھی کھل کر ہنستے نہیں تھے۔ ہنسنے کی بجائے آپ تبسم فرمایا کرتے تھے مسکراتے تھے اور آپ کے تبسم کی حالت میں جب آپ کے دندان مبارک نظر آتے تھے تو ایسے لگتے جیسے شفاف اولے چمکتے ہوں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ عربوں میں جتنی بولیاں تھیں آپ وہ ساری لغات جانتے تھے۔

حضرت اُمّ معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔ نہ بہت کم گو تھے کہ ضروری بات میں بھی سکوت فرماتے اور نہ زیادہ گو تھے کہ غیر ضروری امور میں مشغول رہیں۔ آپ کی گفتگو دھیمی دھیمی، رواں اور مسلسل ہوتی تھی ایک لڑی کی طرح جیسے موتیوں کا ہار ہو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کے کلام میں نہایت وضاحت ہوتی تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سرکارِ

دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کا طریقہ ایسا پیارا اور واضح ہوتا تھا کہ سُننے والا شخص آپ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہوئے الفاظ گن سکتا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت بھی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ آپ کی گفتگو اور لوگوں جیسی نہیں ہوتی تھی، کہ جلدی جلدی اپنی بات پوری کرلیں۔ بلکہ آپ صاف صاف ہر مضمون ایک دوسرے مضمون سے پیوستہ ہوتا تھا لیکن ممتاز ہوتا تھا۔ اور یہ اندازِ گفتگو تھا کہ ہر ہر لفظ ہر بات ذہن نشین ہوجاتی تھی۔ آپ حسبِ ضرورت کبھی کبھی تین تین بار اپنے الفاظ کو دہرایا کرتے تھے، تاکہ لوگ اچھی طرح سے آپ کی بات کو سمجھ لیں۔ اور بعض باتیں جو شرم و حیا کے تقاضے کے تحت آتی تھیں اگر وہ ضروری ہوتیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ باتیں اشارے کنائے سے بیان فرماتے تھے۔

گفتگو کے دوران آپ کی پیشانی خندہ ہوتی تھی یعنی آپ خندہ پیشانی کے ساتھ لوگوں سے گفتگو فرمایا کرتے تھے۔ آپ وعظ بھی فرماتے تھے، کبھی کبھی جلسہ بھی ہوتا تھا۔ جب آپ وعظ فرماتے تو عصائے مبارک پر ٹیک لگا کر

Marfat.com

قیام فرماتے اور اگر میدانِ جہاد میں آپ کو کچھ نصیحت فرمانا ہوتی تو آپ کمان پر ٹیک لگاتے تھے۔ ویسے تو ہر نماز کے بعد مختصر اور خصوصی جلسے ہوتے تھے۔ خاص کر نمازِ عصر کے بعد تو اکثر ہی آپ کچھ نہ کچھ وعظ فرمایا کرتے تھے۔ لیکن لوگوں کے فائدے کے لئے کبھی کبھی جلسۂ عام بھی فرمایا کرتے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب کسی بات پر نہایت ہی زور دینا ہوتا تو بعض الفاظ پر قسم کھایا کرتے تھے اور ان کی قسم بھی کیسی پیاری ہوتی تھی" والذی نفسی بیدہٖ " اور قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔

آپ کی خاموشی بھی چار امور پر مشتمل ہوتی تھی۔ سب سے پہلے آپ کی خاموشی آپ کی منکسر المزاجی ہوتی تھی۔ دنیا کے فنا ہونے اور عقبٰی کی فنا کے بارے میں سوچا کرتے تھے۔ یعنی اگر کسی نے زیادتی کی ہے، کوئی بے ادبی کی ہے تو آپ صبر فرماتے تھے اور صبر کے ذریعے سے حلم کو ظاہر فرماتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا مثالی صبر اور حلم جب دونوں یکجا ہو جاتے تھے تو کوئی ایسی چیز ان کو اتنا غضب ناک نہ کرتی تھی کہ آپ کو خود رفتہ فرما دے۔

آپ کی بیدار مغزی میں چار چیزیں جامع ہوتی تھیں۔

Marfat.com

پہلی یہ کہ آپ نیک بات کو اختیار فرمائیں تاکہ لوگوں کے لئے
ایک مثال بنے، لوگ آپ کی اقتدا کریں۔ دوسری یہ کہ ترکِ برائی
یعنی بُری باتوں کو ترک کرنا تاکہ دوسرے لوگ بھی بُری باتوں
سے باز رہیں۔ تیسری بات یہ کہ اپنی رائے کو صرف ان معاملات
میں صرف کرنا جو آپ کی اُمت کے لئے مصلحت کا باعث
ہوں۔ ہر معاملے میں آپ اپنی رائے نہیں عطا فرماتے تھے اور
جو تھے اگر کسی چیز کا احترام کرنا ہو تو وہ اس طرح ہو کہ ان کی دُنیا
و آخرت دونوں کاموں کی درستگی ہو۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات میں نظم اور
ڈسپلن انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ اس نظم اور ڈسپلن کا جو حاصل ہوتا
تھا وہ تھا آپ کا اعتدال۔ کبھی آپ کے کسی کام میں بے انتظامی
نہیں تھی۔ اس تنظیم کو ہر دفعہ ہر کام میں وہ برقرار رکھتے تھے۔
اور جب لوگوں کی تعلیم فرمایا کرتے تو اس میں مصلحت کو پیشِ نظر
رکھتے تھے، اس میں غفلت نہیں برتتے تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس احتمال سے کہ
اگر لوگوں کو غفلت میں ان کے حال پر چھوڑ دیا تو لوگ دین سے
غافل ہو جائیں گے یا دوسری صورت یہ ہوگی کہ اعتدال سے آگے
بڑھ جائیں گے، جب اعتدال سے آگے بڑھ جائیں گے تو اکتا

جائیں گے اور پھر دین سے دُور ہو جائیں گے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا۔ کہ یہ جو مؤذن اذان دیتے ہیں ان کو تو ثواب ملتا ہے، ہمیں کیسے ثواب ملے گا، تو آپ نے فرمایا کہ آپ اس کو دہرایا کریں' اذان ہو رہی ہو تو اس کے الفاظ آپ بھی دُہرائیں "اَللّٰہُ اکبر۔ اَللّٰہُ اکبر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ"۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہر حالت کا ایک خاص انتظام تھا، نہ کبھی حد سے تجاوز فرماتے تھے اور نہ ہی حق سے کوتاہی فرماتے تھے۔ آپ کی بارگاہ میں سب سے نزدیک وہ شخص ہوتا تھا جو سب کا خیر خواہ ہوتا تھا۔ اور سب سے زیادہ رُتبہ اس شخص کا ہوتا تھا جو سب لوگوں کی غم خواری کرتا تھا، حاجت مندوں کی بخوبی اعانت کرتا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے روزانہ کے معمولات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے آدابِ مجلس اور آپ کے حسنِ کلام، آپ کے حلم اور تواضع کی اتباع اور استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اس طریقے سے ہماری زندگیوں کو سنوار دے

Marfat.com

جیسا کہ وہ پسند فرماتا ہے، اور جیسا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسندیدہ طور طریقے تھے، وہ ہمیں اپنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۝

Marfat.com

لباس و آرائش

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحَابِکَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہِ

اے عزیزانِ محترم! آج کی مجلس میں ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس و آرائش کے متعلق بیان کریں گے یہ ساری باتیں کہ کس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآنِ مجسم بنا کر بھیجا ہے۔ جو لوگ غیر مقلد ہیں وہ ان کی تقلید نہیں کرتے، جن کے ذریعے سے سلسلہ بہ سلسلہ دین ہم تک پہنچا لیکن وہ مقلد لوگ ہیں جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی، تبع تابعین کی ائمہ مجتہدین کی، اولیاء اللہ تعالیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تقلید کرتے ہیں یعنی انہوں نے جس طریقے سے ہمیں دین پیش کیا، ہم اس پر عمل کرتے ہیں۔ ہم اپنے بزرگوں کی تقلید کرتے ہیں تاکہ ان کی اتباع اور تقلید میں ہم صراطِ مستقیم پر قائم رہیں۔

Marfat.com

اور جو دُعا اللہ تعالیٰ نے ہم سے منگوائی وہ بھی یہی ہے کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ہ آمین !

"اے رب کریم ہمیں سیدھا راستہ عطا فرما، ان کا راستہ جن پر آپ نے نعمتیں عطا فرمائی ہیں، اور ان کا نہیں جو گمراہ ہو گئے۔ یا باغی ہو گئے۔"

تو ظاہر ہے کہ ہمیں راستہ وہی اپنانا ہے جو ان بزرگانِ دین کا تھا یعنی صحابہ کرام، تبع تابعین، ائمہ مجتہدین اور اولیاء اللہ کا راستہ جن پر اللہ تعالیٰ نے نعمتیں برسائیں۔ وہ لوگ جنہوں نے نعمت پانے والوں سے کنارہ کشی کرلی، ان کا راستہ ہمیں نہیں اختیار کرنا، اس لئے کہ انہوں نے اس راستے سے اپنے کو بھٹکا لیا جس سے ہم صراطِ مستقیم پر چلتے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا تاکہ اُمتِ مسلمہ میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور ان کی سیرت کی اہمیت کا احساس کم ہو۔

جب ہمارے ایمان پر شب خون مارا جائے گا تو ظاہر ہے ہماری بنیادیں کمزور ہوں گی۔ چنانچہ اسی کے تحت جتنی تحریکیں ہیں چاہے وہ وہابیت کی تحریک ہو، قادیانیت کی ہو یا پرویزیت کی ہو، یہ ساری تحریکیں غیر مقلدین کی ہیں۔ انہوں نے اپنا گھڑا

Marfat.com

ہوا اسلام لوگوں میں پیش کیا۔ یہ قرآن پاک تو پڑھتے ہیں لیکن بقولِ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کلامِ پاک ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم ہوتا کہ بس میرا کلام اب اُتر گیا ہے۔ یہ اب ایک مکمل دین ہے اور جو کچھ ہے وہ سب اسی کلام پاک کے اندر ہے۔ تو پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی کیا ضرورت تھی۔ وہ کہہ دیتا کہ یاایھا الناس اقراء، یا اعملوا..." پڑھو اور اس پر عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ نے یہ تو نہیں کہا۔

اللہ تعالیٰ نے کہا ہے "قل ان کنتم تحبون اللہ ..... ذنوبکم"۔ اے لوگو! اگر تم چاہتے ہو اللہ تم سے محبت کرے، تو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کرو، اتباع کرو۔ ان کی اتباع کرو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرے گا۔ تم محبّ بننے کی فکر میں رہو تو تم خود ہی محبوب بن جاؤ گے۔ اور تمہارے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے۔ اور گناہوں کو معاف کرنے کا مطلب ہے کہ قربِ الٰہی ہو گا۔

گناہ یا معصیت انسان کو ناپاک کرنا ہے۔ ناپاک ہستی پاک ہستی کا قرب حاصل نہیں کر سکتی۔ لیکن جب مغفرت کے ذریعے سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں تو پھر رُوح پاک ہو

جاتی ہے پھر اسے قربِ الٰہی حاصل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا ہے کہ اگر میری رضا چاہتے ہو، میری محبت چاہتے ہو میرا کرم چاہتے ہو تو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرو۔ اس لئے کہ قرآن کا عملی نمونہ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ لہٰذا ہم تو ان کے مقلد ہیں جنہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، اُن کو سُنا اور اُن کے معمولات، معاملات اور اُن کا اسوۂ حسنہ ہم تک پہنچایا۔

آج تک کوئی انسان دنیا میں ایسا پیدا نہیں ہوا جس کی ہر بات اور ہر عمل کسی نہ کسی شکل میں تحریر کی گئی ہو۔ یہ صرف سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز ہے۔ قرآن پاک سے زیادہ فضیلت اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دی ہے۔ قرآن کے بارے میں تو فرمایا ہے کہ اس میں شفا اور رحمت ہے۔ لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعالمین ہ سارے عالمین کے لئے وہ رحمت ہیں۔

تو اے عزیزانِ محترم! ہم لوگوں کے بہکاوے میں نہ آئیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اُن ہی کے راستے پر قائم رکھے۔ کیوں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اللہ تعالیٰ کی محبوبیت اور وسیلہ

ہے۔ اس وجہ سے ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم سیرت پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بغور مطالعہ کریں اوراس کی جانکاری، اس کا علم حاصل کریں۔

ہم پچھلی مجلسوں میں ان کے معمولات، ان کی عبادات، ان کے اخلاق، ان کے صلۂ رحمی، ان کے معاشرتی آداب، ان کے ازدواجی زندگی کے معمولات، ان سب پر ہم نے تھوڑا تھوڑا بیان کیا ہے۔ پچھلی مجلس میں ہم نے طعام اور کھانے پینے سے متعلق بیان کیا تھا۔ آج کی مجلس میں ہم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس و آرائش سے متعلق بیان کریں گے۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لباس کی دو خصوصیات:

ایک تو آپ کے لباس شریف میں وسعت ہوتی تھی، تنگ کپڑا نہیں پہنتے تھے، ڈھیلا ڈھالا کپڑا پہنتے تھے۔ اور دوسرے یہ کہ اس میں ترک تکلف ہوتا تھا۔ یعنی لباس میں کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا، کوئی دکھاوا نہیں ہوتا تھا۔ سادگی ہوتی تھی اور وسعت ہوتی تھی۔ تیسری بات یہ کہ جو میسر ہوتا تھا پہنتے تھے۔ زیادہ تر وہ چادر اور تہبند پہنتے تھے۔ تہبند بھی ایک طرح کی چادر ہی ہے ایک چادر اپنے جسم شریف کے نچلے حصے کی ستر پوشی فرماتے تھے۔ اور دوسرے کپڑے سے اپنے بقیہ جسم کی۔ اور چادر بھی آپ کبھی

Marfat.com

پوری اوڑھتے تھے۔ تاکہ سارا ہاتھ اور جسم بھی ڈھک جائے اور کبھی بغل کی ایک طرف سے نکال لیتے تھے۔ اور اسی لباس میں رہتے تھے، اسی لباس میں آپ نماز بھی ادا فرماتے تھے اور خاص طور سے رات کو اس کا خاص اہتمام فرماتے تھے کہ چادر ان کے پورے جسم کی ستر پوشی کرے۔ اور یہ لباس سخت اور موٹے کپڑے کا ہوتا تھا لیکن کبھی کبھی پشمینے کے کپڑے بھی آپ زیب تن فرماتے تھے۔ آپ کی چادر میں اکثر پیوند ہوتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ میں اللہ رب العزت ذوالجلال والاکرام کا بندہ ہوں اور بندے جیسا لباس پہنتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے بندے جس طرح کے کپڑے پہنتے ہیں وہ صاف ستھرے ہوتے۔ پُرانا ہونا کوئی عیب کی بات نہیں۔ یا پیوند لگانا کوئی عیب کی بات نہیں۔ اس میں اہم ضروریات صفائی اور ستھرائی اور ستر پوشی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مومن کی تمام خوبیوں میں لباس کا ستھرا رکھنا اور کم پر راضی ہونا شامل ہیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میلے اور گندے کپڑوں کو مکروہ اور ناپسند فرماتے تھے۔ تہبند جب باندھتے تھے تو

Marfat.com

سامنے کا حصہ زیادہ نیچے لٹکا ہوا ہوتا تھا اور پچھلا حصہ ذرا اُونچا ہوتا تھا۔ زیادہ تر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہبند جو ہے وہ پنڈلی کے بیچ تک جاتا تھا لیکن عام مسلمانوں کو اجازت تھی کہ وہ ٹخنوں تک تہبند لے جائے۔

جہلا کا اور کفار کے امراء کا طریقہ یہ تھا کہ لباس زمین پر رگڑتا ہوا جاتا تھا۔ اس سے فخر اور کبر ظاہر ہوتا تھا۔ ہوتا یہ تھا کہ یا تو لباس زمین پر گر رہا ہے یا آگے پیچھے لوگ کپڑوں کو پکڑے ہوئے ہیں۔ یہ سب چیزیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سخت ناپسند فرماتے تھے۔ کہ جس کا لباس اس طرح کا ہوگا یا ٹخنوں سے زیادہ ہوگا اور زمین سے رگڑ رہا ہوگا، وہ حصہ آگ میں جلایا جائے گا۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس کے معاملے میں غرور و تکبّر کی مذمت فرماتے تھے لیکن ساتھ ساتھ یہ بھی روایت ہے کہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسے موقعوں پر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ عرض کرتے کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر ہمارے ماں باپ فدا، انسان تو یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے کپڑے اچھے ہوں، جوتیاں اچھی ہوں، خوش پوشی تو انسان کی فطرت ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے کبھی انکار نہیں فرماتے بلکہ فرماتے تھے۔ حدیث مبارکہ ہے: ان اللہ جمیل

Marfat.com

ویحب الجمال۔

"بے شک اللہ تعالیٰ حسین ہے اور حسن کو پسند فرماتا ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ لباس میں تفاخر نہ ہو، لیکن لباس میں تجمل ہو سکتا ہے، انسان کی سج دھج ہو سکتی ہے۔ اس پر کبر ظاہر نہیں ہونا چاہیئے۔ اور آپ اپنے کو سج دھج کے رکھیں، صاف ستھرا رکھیں تو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ اسی لئے لباس میں تجمل کی گنجائش مسلمانوں کے لئے ہے۔ اس سے ان کا حسن نکھرے گا۔ ایک حدیث تو یہ ہے جو میں نے عرض کی۔

دوسری حدیث یہ ہے۔ ان اللہ لطیف یحب اللطافۃ۔ اللہ تعالیٰ لطیف ہے وہ ہر چیز کی نزاکت کو پسند کرتا ہے۔ تو جمال اور لطافت دونوں اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔ لہذا انسان اپنے رکھ رکھاؤ میں، اپنے بناؤ سنگھار میں اگر لطافت اور جمال کا خیال رکھے تو وہ عین جائز ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود یہ اہتمام فرماتے تھے کہ جب باہر سے دوسرے ملکوں سے دوسری قوموں کے بادشاہوں کے وفود آتے تھے تو آپ ان کے آنے پر تجمل فرماتے تھے، اچھا لباس پہنتے تھے۔ اور جمعے اور عید کے دنوں میں بھی

Marfat.com

آرائش فرماتے تھے۔ اور ایسے موقعوں کے لئے ایک مستقل الگ لباس مخصوص کر کے رکھتے تھے۔ جب آپ کوئی نیا کپڑا بنواتے تھے تو ہمیشہ جمعے کو پہنا کرتے تھے۔

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب ترین لباس قمیص یا کرتا تھا۔ اگرچہ تہبند یا چادر جو سب سے سادہ لباس ہے وہ کثرت سے پہنا کرتے تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ کا پیرہن مبارک سوتی ہوتا تھا، اور اس کے تنگ دامن اور آستین ہوتی تھی۔ قمیض میں دھاگے کی ڈوریاں ہوتی تھیں تاکہ گریبان کھلا نہ رہے۔ کبھی گریبان کھلا بھی ہوتا تھا، اس حالت میں نماز بھی پڑھ لیتے تھے۔ لیکن عام طور سے جیسے آج کل بٹن ہوتے ہیں، عربوں کے لباس میں تین دھاگے کی ڈوریاں ہوتی تھیں، بٹن کی جگہ پر۔ تو وہ آپ کی قمیض میں لگی ہوتی تھیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بُرے اور بے ڈھنگے کپڑوں کو دیکھ کر نصیحت فرماتے تھے۔ ایک صحابی کو آپ نے اس حال میں دیکھا کہ وہ کم قیمت کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس کچھ مال ہے؟ اس

Marfat.com

نے جواب میں کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! ہاں اللہ تعالےٰ نے مجھے ہر قسم کے مال و دولت سے نوازا ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر فرمایا کہ خدا کی نعمت اور اس کی بخشش کو تمہارے جسم سے ظاہر ہونا چاہیئے۔ اگر اللہ تعالیٰ دولت اور فراخی دے تو اس کا اظہار آپ کی وضع قطع آپ کے تجمل اور آپ کے لباس سے ہونا چاہیئے۔ تاکہ لباس سے اللہ تعالیٰ کا شکر ظاہر ہو۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے یہ اصول بنا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دولت دے تو اس کا شکرانہ مناسب لباس اور شکر کے ذریعے سے ادا کیا جائے۔ ایک اور صحابی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں تشریف لائے، اس کے بال الجھے ہوئے تھے، بالوں کی آرائش نہیں کی تھی۔ آپ نے دوسرے صحابہ کرام سے فرمایا، اس شخص کو ایسی کوئی چیز نہیں ملتی جس سے وہ اپنے سر کو تسکین دے۔ یعنی بالوں کو کنگھا کرے اور ان کو ٹھیک کرے، بالوں کی صفائی کرے، گندگی دُور کرے۔

جب کسی کو غلیظ گندے کپڑے پہنے دیکھتے تو آپ دوسرے صحابہ کرام سے فرماتے کہ کیا یہ شخص کوئی ایسی چیز نہیں پاتا جس سے وہ کپڑے دھولے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے

Marfat.com

تھے کہ مسلمانوں میں مومنین میں لباس میں وضع قطع میں جمال اور ان میں لطافت پیدا ہو۔

تقوے کے متعلق آپ کی پسند سفید لباس کے حق میں تھی۔ چنانچہ آپ نے سرخ رنگ کے علاوہ دوسرے رنگ کے کپڑے پہنے ہیں۔ لیکن آپ فرماتے ہیں کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے۔ زیادہ تر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفید لباس پہنتے تھے۔ اور یہی وجہ ہے میں ہمیشہ سفید لباس کے علاوہ کسی اور رنگ کے کپڑے میں مسند پر بیٹھتا ہی نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ حسین ترین لباس سفید کپڑوں کا ہے۔ زندہ اور مردہ دونوں کے لئے، تو مردوں کے لئے تو ضروری یہی ہے لیکن زندوں کے لئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پسند سفید کپڑوں کی تھی۔ آپ کالی کملی اوڑھا کرتے تھے۔ اس لئے کملی والے مشہور ہوئے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ صبح کے وقت جب آپ باہر جاتے، جس وقت ٹھنڈی ہوا چلتی ہے تو آپ سیاہ بالوں والی کملی یا چادر اوڑھ لیتے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سیاہ کپڑے کا عمامہ بھی باندھا ہے۔ سیاہ عمامہ سات گز لمبا ہوتا تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان ایک بالشت اس کا شملہ

Marfat.com

آپ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی شملے کو بھی باندھا کرتے تھے اور جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فتح مکہ کے دن مکہ معظمہ میں داخل ہوئے تو اس وقت سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کالا عمامہ پہنے ہوئے تھے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمامے کے متعلق فرمایا ہے کہ عمامہ پہنا کرو، اس سے تمہارا حلم بڑھے گا، تمہاری وقعت بڑھے گی، تمہارا ذہن بڑھے گا۔

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی جو تھی، طیّب، پاک اور لطیف تھی۔ انتہائی لطافت کی حامل تھی۔ چنانچہ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر نہ کبھی کپڑے میلے ہوتے تھے، نہ کبھی کپڑوں میں جُوں یا اس قسم کی چیزیں ہوتی تھیں۔ آپ کے جسم مبارک یا لباس پر کبھی کوئی مکھّی آکر نہیں بیٹھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اتنا محفوظ رکھا تھا۔

جو لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے ہی جیسے انسان تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان سے کہلایا ہے عاجزی ظاہر کرنے کی خاطر کہ میں بھی تمہارے ہی جیسا انسان ہوں۔ فرق یہ ہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے اور تم میری اتباع کرو اور تم وہ سب کچھ کر سکتے ہو جو میں کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے۔ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے فرض کی ہیں، بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو کہ سرکارِ دوعالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے اور ہم نہیں کر سکتے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موزے بھی پہنتے تھے چمڑے کے موزے ہوتے تھے، آپ اس پر ہی مسح فرما لیتے تھے اور موزے پہن کر نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ لباس کی سُنّت میں جو اُمّتیوں کے لئے ہے، آپ کپاس یعنی کاٹن کا لباس پہنتے تھے، صُوف یعنی اُون کا بھی پہنتے تھے یا جو میسر ہو پہن لیا کرتے تھے۔ آپ کو یمنی چادریں بہت پسند تھیں، خاص طور پر وہ جو منقش تھیں۔ اس پر پھول بنے ہوتے تھے۔ جُبّہ، قُبّہ، قمیص، پاجامہ، چادر سادی، موزہ جُوتا، ہر چیز آپ نے استعمال فرمائی۔ دھاری دار لائنوں والے سفید سیاہ کپڑے یا بالکل سیاہ کپڑا وہ بھی آپ نے پہنا ہے۔ سادہ کپڑا بھی پہنا ہے۔ اور سیاہ لباس کے ساتھ سبز ریشم کی آستین والا لبادہ بھی آپ کے لباس مُبارک میں کبھی کبھی شامل رہا ہے۔ لیکن عام زندگی میں آپ ایک تہبند اور چادر استعمال فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک پُرانا کمبل اور تہبند کے لئے موٹی سُوتی کی چادر نکالی اور فرمایا کہ سرکار دو عالم نے انہی کپڑوں میں رحلت فرمائی۔ آپ کی قمیص مبارک اکثر سُوتی کپڑے کی ہوتی تھی۔ کبھی کبھی آپ قمیص بھی پہنتے تھے، لیکن وہ زیادہ لمبی

Marfat.com

نہیں ہوتی تھی۔ زیادہ لمبے کپڑے سے انسان کا تفاخر ظاہر ہوتا ہے۔ آستین بھی زیادہ لمبی نہیں ہوتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی شام کے کھانے سے صبح کے لئے نہیں رکھتے تھے۔ اور صبح کے کھانے سے شام کے لئے نہیں رکھتے تھے۔ اسی طرح آپ کے پاس کپڑا یا جوتا یا موزا، قمیص یا کرتا پاجامہ وغیرہ کبھی دو جوڑے نہیں ہوتے تھے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ کے کرتے یا قمیص کی آستینیں لمبی نہیں ہوتی تھیں۔ آپ ہمیشہ پہلے داہنی آستین میں، پھر بایاں ہاتھ آستین میں ڈالتے تھے۔ آپ کا ایک رومال تھا، جب آپ وضو کرتے تو اسی رومال سے چہرۂ مبارک کو پونچھا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عمامہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت ہے۔ آپ عمامے کے نیچے ہمیشہ ٹوپی پہنا کرتے تھے، یہ بھی آپ کی سُنّت ہے۔ یہ ٹوپی کپڑے کی ہوتی تھی۔ کبھی کبھی سوزن کی طرح کی ٹوپی پہنتے، جیسے مدینہ منورہ میں کپڑے کی سلی ہوئی ملتی ہے۔ اس طرح کی موٹے دبیز ٹوپی بھی آپ پہن لیا کرتے تھے۔

احادیث شریف میں ہے کہ آپ نے پاجامہ خریدا اور جب

Marfat.com

دوسرے صحابہ نے اس کو اٹھانے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ اپنے خرید و فروخت کا سامان تم خود اٹھایا کرو۔ لہٰذا میں اپنا سامان خود ہی اُٹھاؤں گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں کبھی کبھی پاجامہ پہنتا ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے بدن کو ڈھانپنے کا حکم دیا ہے۔ اور اس سے زیادہ پردہ اور چیزوں میں نہیں ہے۔ آپ کی تہبند کی لمبائی تقریباً چار ہاتھ ایک بالشت ہوتی تھی اور چوڑائی میں تین ہاتھ ایک بالشت۔ یعنی وہ بھی کوئی بہت ہی بڑی تہبند نہیں ہوتی تھی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیا لباس پہنتے تو دو دعائیں مانگتے تھے۔ نیا لباس جمعے کے دن پہنا کرتے تھے اور ان الفاظ میں اس کا شکر ادا کرتے تھے۔ اللھم لك الحمد ..... لئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ تعالیٰ آپ کے لئے حمد و ثنا ہے اور میں آپ کا شکر ادا کرتا ہوں جیسا کہ آپ نے مجھے لباس عطا فرمایا، میں اس لباس سے خیر کا سوال کرتا ہوں۔ اور اس لباس کے بنانے میں آپ نے جو خیر رکھی ہوئی ہے اس کا سوال کرتا ہوں۔ اور میں اس لباس کے شر سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ایک اور دعا اس طرح فرماتے تھے۔ الحمد

Marfat.com

للہ الذی کسانی .... حیانی۔

"اے رب کریم! میں شکر ادا کرتا ہوں، اس بات کا کہ آپ نے مجھے لباس عطا فرمایا، اس لباس سے کہ جس سے میں اپنی شرمگاہوں کو چھپاتا ہوں اور جس سے میں تجمل کرتا ہوں، اپنی آرائش کرتا ہوں، اس دنیا میں"۔

تو اللہ تعالیٰ کا آپ شکر فرماتے تھے۔ اور اپنے لباس کو ستر پوشی اور تجمل کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاپوش یا نعلین مبارک چپل نما یا کھڑاؤں نما ہوتے تھے۔ اس میں اوپر کے حصے میں دو بند ہوتے تھے۔ ایک انگوٹھے کے لئے اور ایک بیچ کی اور درمیانی انگلی کے لئے پیچھے کی طرف دوہرے بند ہوتے تھے۔ کبھی کبھی آپ اس جوتے میں نماز بھی ادا فرما لیتے تھے۔ اس لئے کہ سجدے کی حالت میں انگلیاں جوتے سے باہر ہو جاتی ہیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لباس کے علاوہ آرائش و جمال میں جس چیز کا سب سے زیادہ شوق تھا، جو آپ کی سنت ہے، وہ ہے خوشبو۔ آپ خوشبو کو پسند فرماتے تھے۔ اور کثرت سے استعمال فرماتے تھے۔ اگر کوئی بطور تحفہ آپ کو خوشبو پیش کرتا

Marfat.com

تو آپ کبھی واپس نہیں فرماتے تھے۔ خوشبو ہمیشہ قبول فرماتے تھے۔
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہی سُنّت اولیاء اللہ اور بزرگانِ دین اتباع کرتے ہیں کہ ان کو اگر دنیاوی چیزیں پیش کی جائیں تو اس کی طرف کوئی رغبت نہیں رکھتے، لیکن اگر آپ اُن کو خوشبو پیش کر دیں تو اس کو قبول فرماتے ہیں۔ آپ تلقین فرماتے تھے کہ خوشبو لگاؤ اور خوشبو لوگوں کو پیش کرو۔
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سونا بھی بیداری ہوتا تھا۔ اس لئے کہ وہ ذکر کی حالت میں ہوتے تھے۔ جیسے کہ ان کے صدقے میں ان کے بہت سے اُمتی ہوتے ہیں۔ آخر شب میں بھی آپ خوشبو لگا کر سوتے تھے۔ بیدار ہو کر قضائے حاجت کے بعد وضو فرماتے تو اس کے بعد بھی آپ خوشبو لگاتے تھے۔ اس قدر خوشبو آپ کو پسند ہوتی تھی۔
اللہ کے جو پیارے اور نیک بندے ہوتے ہیں وہ ملائکہ کی صحبت میں ہوتے ہیں، نیک ارواح کی صحبت میں ہوتے ہیں۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے عالمِ بالا کی خوشبوئیں عطا فرمائی ہیں۔ فرشتے جب آتے ہیں تو اپنی خوشبو ہی لے کر آتے ہیں اور وہ خوشبو کو پسند کرتے ہیں۔
لہٰذا اس دنیا میں جو لوگ نیک ارواح کی معیّت کی تمنا رکھتے

Marfat.com

ہیں یا وہ اس مقام پر ہیں جہاں خوشبوان کا اوڑھنا بچھونا ہو جاتا ہے، ان کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ ان پاک ارواح کا ایک حصّہ ہو جائیں۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو سونے سے پہلے خوشبو لگاتے تھے۔ اور صبح طہارت اور وضو کے بعد فوراً خوشبو لگایا کرتے تھے۔

جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ خوشبو آپ ہدیتہً قبول فرماتے اور خوشبو کی چیز کو واپس کرنا آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔ آپ ریحان کی خوشبو کو بھی بہت پسند فرماتے اور اس کو رد کرنے کو منع فرماتے۔ مہندی کے پھول مُشک اور عُود کی خوشبو آپ کو بہت ہی زیادہ مرغوب تھی۔

مردوں کے لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو خوشبو پسند فرمائی وہ گلاب اور کیوڑہ ہیں۔ ہمارے چشتیہ سلسلے میں گلاب کا عطر بہت زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ زنانہ خوشبو کے بارے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی ہو جس کا رنگ غالب ہو اور خوشبو مغلوب ہو، یہ بالکل اُلٹا ہے۔ ہمارے مذہب میں ہمارے دین میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت میں عورتوں کے لئے ہلکی خوشبو لیکن اس کا رنگ تیز ہو جیسے حنا ہے۔ زعفران وغیرہ ہے۔

Marfat.com

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک عطردان تھا جس میں آپ خوشبو رکھا کرتے تھے۔ اور اس میں سے لگایا کرتے تھے، آپ سُرمہ بھی پابندی سے لگایا کرتے تھے۔ یہ آپ کی سُنّت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ سُرمہ نہ صرف آنکھوں کو بلکہ بالوں کو بھی تقویت دیتا ہے۔ آپ سوتے وقت ہر آنکھ میں تین مرتبہ سُرمہ لگایا کرتے تھے

بعض روایت، یعنی عمر بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ داہنی آنکھ میں تین دفعہ اور بائیں آنکھ میں دو دفعہ لگایا کرتے تھے۔ سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر میں تیل لگانا اور کنگھا کرنا پسند فرماتے تھے۔ جب وضو فرماتے تھے تو آپ پہلے داڑھی اور بالوں میں تیل لگاتے پھر اس کے بعد کنگھا فرماتے تھے۔ ساری زندگی چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں سات چیزیں ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرہانے ہوا کرتی تھیں۔ یہ مردوں کی آرائش اور تجمل کا ذریعہ ہیں۔ وہ سات چیزیں یہ ہیں:-

۱۔ تیل کی شیشی ۲۔ کنگھا ۳۔ سُرمہ دانی

۴۔ قینچی ۵۔ مسواک ۶۔ آئینہ ۷۔ ایک چھوٹی سی راڈ ہوتی تھی جس سے آپ سر کو کھجاتے تھے۔

اکثر ہم نے دیکھا ہے کہ لوگ ہاتھوں سے کھجاتے ہیں۔ ہاتھ

پچونکہ مُنہ میں بھی جاتا ہے، دوسرے کے ہاتھوں میں بھی جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام کثافتوں سے پاک رکھا تھا۔ آپ کے جسم مبارک سے کپڑے کبھی میلے نہیں ہوتے تھے لیکن یہ ہماری تعلیم کے لئے تھا۔ آپ کی سُنّت پر ہمارے لئے اتباع ضروری ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کبھی کبھی کھجانا ہوتا تھا تو ایک چھوٹی سی راڈ سے کھجاتے۔ انگلیاں سر میں آپ نہیں ڈالتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت پر عمل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسوۂ حسنہ عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں خلقِ عظیم عطا فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذاتِ پاک کو قرآن مجسّم بنایا ہے صرف قرآن پڑھنے سے کوئی صراط مستقیم پر قائم نہیں رہ سکتا۔ پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے لیکن قرآن کی اگلی شکل کیا ہے؟ یہ صرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ پاک ہے۔ جو قرآنِ مجسم ہے۔ اور جب تک ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ پاک کا مطالعہ نہیں کریں گے، آپ کی حدیثوں کو نہیں پڑھیں گے، آپ کے احکام کو نہیں پڑھیں گے، آپ کے اسوۂ حسنہ اور خلقِ عظیم کی اتباع نہیں کریں گے، ہمارا قرآن پر عمل اور قرآن کی

اطاعت مکمل نہیں ہوگی۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للہ

رب العالمین ہ

Marfat.com

آدابِ طعام

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ
وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللّٰہِ

میں نے پچھلی مجلس میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معاشرت کے متعلق اور گھر کے معمولات کے متعلق سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّتوں کا ذکر کیا تھا۔ آج کی مجلس میں کھانے پینے کے انداز کے متعلق عرض کروں گا اور پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے جن طریقوں سے ممتاز فرمایا ہے، اپنی تمام مخلوقات سے، اپنے تمام بشر اور انبیاء سے اس کے متعلق عرض کروں گا۔

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر کھانے کی ابتدا "بسم اللہ..." سے فرمایا کرتے تھے، اور آخر میں حمد فرمایا کرتے تھے۔ حمد کرنے کا آپ کا طریقہ

Marfat.com

یہ تھا کہ ”اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا فِیْہِ“

عرب میں یہ طریقہ ہوتا تھا کہ پلیٹ میں کھانا بھر کے اوپر چوٹی کی طرح سے بنا کر رکھتے تھے۔ تاکہ کم سے کم جگہ میں زیادہ آئے۔ تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ نیچے سے ایک طرف سے شروع فرماتے تھے۔ کبھی بھی کھانے کی ڈش سے یا طشتری سے اوپر سے نیچے نہیں لیتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اوپر برکت ہوتی ہے لہٰذا ہمیشہ نیچے سے شروع کرو، چوٹی میں ہمیشہ برکت ہوتی ہے۔ کھانا آپ ہمیشہ تین انگلیوں سے تناول فرماتے تھے۔ درمیانی انگلی، شہادت کی انگلی اور انگوٹھا۔ کبھی کھانا گرم ہوتا تو آپ پھونک نہیں مارتے تھے۔ جدید سائنس بھی یہ بتاتی ہے کہ سانس میں مختلف قسم کے جراثیم ہوتے ہیں۔ پھونکیں مارنے سے یہ ہوتا ہے کہ ہمارے اندر کے جراثیم کھانے میں مل جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ کھانے کو سونگھتے نہیں تھے۔ اگر ایک ہی برتن میں مختلف قسم کے کھانے رکھے ہوئے ہوں تو آپ ہر طرف سے تھوڑا تھوڑا کھانا نکالا کرتے تھے، اگر کھانا گرم ہوتا اس میں سے بھاپ نکلتی ہوتی، آپ ایسا گرم کھانا تناول نہیں فرماتے تھے، اس کو دوسرے برتن سے ڈھک دیتے تھے۔

Marfat.com

جب اس کا جوش ٹھنڈا پڑ جاتا تو اس وقت آپ تناول فرماتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ کھانا ٹھنڈا کر کے کھانے میں عافیت ہے۔ موجودہ طب یہ بتاتی ہے کہ اگر بہت زیادہ گرم کھانا کھانے کی عادت ڈالی جائے تو اس سے اندر کی جلدوں میں ایک آنچی ٹیشن پیدا ہوتا ہے، جس سے کینسر یا السر ہو سکتا ہے یا دوسری بیماریاں ہو سکتی ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عاداتِ حسنہ میں یہ ہے کہ ہر بہانے سے ایک کام کے ساتھ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا شامل ہوتی تھی۔ جب کھانا پاس آتا تو فرماتے تھے:۔

"اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ مَا رَزَقْتَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ٥ بِسْمِ اللّٰہ! یعنی اے اللہ تعالیٰ! آپ نے جو کچھ ہمیں رزق دیا ہے اس میں ہمیں برکت عطا فرما۔ اور آگ کے عذاب سے ہمیں بچا۔ اور پھر بسم اللہ فرماتے تھے۔ جب پہلا لقمہ لیتے تھے تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگتے تھے۔ اور فرماتے تھے" یَا وَاسِعَ الْمَغْفِرَۃِ ٥" اے وسیع مغفرت کرنے والے۔

جب طعام ختم ہو جاتا تو فرماتے:" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ٥" سب تعریفیں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، یہ وہی ہستی ہے جو ہمیں کھلاتی ہے، ہمیں پلاتی ہے، ہمیں بناتی ہے مسلمانوں میں سے ایک۔ تو اللہ تعالیٰ کی حمد کا یہ طریقہ ہے۔

دستر خوان جب کھانا کھانے کے بعد اُٹھ جاتا تھا تو اس وقت بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دُعا فرمایا کرتے تھے۔ وہ دعا کیا تھی، اس میں وہی حمد و ثنا کے بعد یہ مطلب ہوتا تھا کہ اے اللہ تعالیٰ یہ دستر خوان اُٹھ گیا تو رزق سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے کفایت نہیں ہوگی۔ اور نہ ایسا ہوا کہ میں آپ کی بارگاہ میں پھر دستِ سوال لے کر حاضر نہیں ہوں گا۔ یا اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں آپ سے مستغنی ہو گیا۔ میں آپ کا محتاج پھر بھی رہوں گا۔ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا" سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ کثرت سے اس کی حمد ہوتی ہے، اور مُبارک ہے اور طیّب ہے۔ میں اس دستر خوان کے اٹھنے کے بعد بھی تیری کفایت کا محتاج ہوں۔ اب بھی میں تجھ سے مستغنی نہیں رہوں گا، تمہارا محتاج رہوں گا۔

جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی دعوت دیتا اور آپ اس کے گھر جاتے تو آپ ہمیشہ میزبان کے حق میں یہ دُعا فرماتے :۔

"اللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ"۔

"اے اللہ! ان کے لئے برکت فرما، اس میں جو کچھ آپ نے رزق میں دیا ہوا ہے، اور اس کی مغفرت فرما اور ان پر رحم فرما۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ایک لقمہ لیتے تھے یا ایک گھونٹ پانی پیتے تھے تو اس پر شکر اور حمد اور رب کی خوشنودی حاصل ہونے کی دعا فرماتے تھے۔ اے رب کریم! ساری تعریف حمد آپ کے لئے ہے، شکر آپ کے لئے ہے اور آپ کی ثنا کی کوئی حد نہیں ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر نعمت کے شروع میں بسم اللہ پڑھیں اور آخر میں الحمد للہ تو قیامت میں اس نعمت کا سوال نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر شروع میں کوئی بسم اللہ بھول جائے تو بیچ میں پڑھ لے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر کو اپنا فخر بنایا ہوا

Marfat.com

تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وفات تک اہلِ بیت کے ہاں آپ نے کبھی دو دن مسلسل جَو کی روٹی پیٹ بھر کر نہ کھائی۔ ہو سکتا ہے کھجوروں سے دو دن تک پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہو۔

کبھی کبھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گیہوں کی روٹی بھی کھا لیا کرتے تھے۔ آپ نے اپنی پوری زندگی میں کبھی میدے کی روٹی نہیں کھائی۔ اس کی خرابیاں اب ہمیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس میں شوگر زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی سو بیماریاں ہوتی ہیں ان میں۔ آپ نے کبھی میز پر بھی کھانا نہیں کھایا ہمیشہ مناسب طشتری میں کھانا کھایا۔ آپ کے لئے کبھی چپاتی نہیں لگائی گئی۔ آپ ہمیشہ جو عام عرب کی موٹی روٹی ہوتی تھی وہ تناول فرماتے۔ آپ کا دسترخوان چمڑے کا ہوا کرتا تھا۔ آپ کے مرغوبات میں سرکہ، زیتون اور دُودھ شامل تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سرکہ کیا اچھا سالن ہے، جس گھر میں سرکہ موجود ہو وہ محتاج نہیں ہے، اس لئے کہ سرکہ ایسی چیز ہے کہ جس کے ساتھ روٹی بھگو کر کھائی جا سکتی ہے۔ اسی طرح سے زیتون کا تیل سالن کے طور پر کام آ سکتا ہے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اکثر روٹی کو زیتون کے تیل

Marfat.com

میں بھگو کر تناول فرمایا کرتے تھے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ زیتون کا تیل کھانے میں استعمال کرو اور مالش میں بھی زیتون ایک بابرکت درخت ہے۔ کلام پاک میں زیتون کی قسم اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے" وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ وَطُوْرِ سِیْنِیْنَ وَھٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ..... تَقْوِیْمٍ۔"

اور دوسری جگہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نُور اس نُور کی طرح سے ہے جیسے ایک فانوس ہو اس کے اندر چراغ رکھا ہوا ہو اور چراغ کے اندر انتہائی پاک زیتون کا تیل ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے زیتون کے تیل کی مثال اپنے نُور سے دی ہے۔ اسی وجہ سے یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرغوب غذا تھی۔ اور ہمارے لئے بھی فرمایا ہے کہ اسے استعمال کیا کرو۔ یہ بابرکت درخت ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت پسند تھا۔ جو دستی ہوتی ہے ران ہوتی ہے پچھلے حصے کا اور وہ ہمیشہ دانت سے کاٹ کر تناول فرمایا کرتے تھے، چھری سے نہیں کاٹتے تھے۔ اور فرماتے ہیں کہ دانت سے کاٹ کر کھایا کرو، اس لئے کہ اس سے ہضم ہونے میں بھی مدد ملتی ہے اور معدے سے موافقت ہوتی ہے۔ ایک یہ بھی روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

پٹھ کا گوشت بہت ہی پسند تھا۔ فرماتے ہیں یہ بہترین گوشت ہے، گوشت بھنا ہوا پسند فرماتے تھے اور سالن میں کدّو بہت ہی مرغوب تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سرکہ، روغنِ زیتون، شیریں چیز اور شہد بہت ہی پسند تھی۔ کھجور نیم پختہ یا تازہ یا خرما خشک ان صورتوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوش فرمائی ہیں۔ چقندر، کھجور اور پنیر کا ہریرہ یہ خاص عربی غذا ہے۔ کھجور گھی اور پنیر ان تینوں کو ملا کر اس کا ملیدہ بناتے ہیں۔ وہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پسند تھا۔ اور ہانڈی اور پیالے کا بچا ہوا کھانا مرغوب تھا۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے دوسرے لوگ کھالیں۔ اس کے بعد جو کچھ بچے اس کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ اس میں ایک بھی مصلحت تھی کہ اس میں جو زائد روغن ہوتا ہے، وہ ختم ہو جاتا ہے۔ پھر کھانے میں جو بچا ہوا ہوتا ہے۔ اس میں کم کولیسٹرول ہوتا ہے۔ اس میں کم روغن ہوتا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تربوز اور ککڑی چھوہارے کے ساتھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ دودھ بھی آپ کو انتہائی مرغوب تھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ دودھ کے سوا کوئی بھی چیز

کھانے اور پینے دونوں کا کام نہیں دیتی۔ دودھ ایک مکمل غذا بھی اور دودھ ایک مشروب بھی ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مہمان کی خاطر تواضع بہت فرمایا کرتے تھے اور بار بار اصرار فرمایا کرتے تھے۔ مثلاً" دودھ پیش فرماتے تھے تو آپ مہمان سے فرماتے تھے۔ اِشرَب، اِشرَب اور وہ پیتا چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ مہمان آپ سے عرض کرتا کہ آپ کو بھیجنے والے رب کی قسم ہے کہ اب گنجائش نہیں ہے، تو اس طرح سے معذرت فرماتے تھے۔ اگر بہت سارے مہمان ہوں تو ان کو کھانا تقسیم کرنے کا یا کوئی چیز تقسیم کرنی ہوتی تو داہنی طرف سے تقسیم فرماتے اور جب وہ حلقہ پورا ہو جاتا تھا تو سب سے آخر میں آپ خود تناول فرماتے تھے۔ یا خود نوش فرماتے تھے اور اگر دوبارہ تقسیم کرنے کی ضرورت ہوتی تو دوبارہ اسی طریقے سے فرماتے۔

اکثر یہ ہوتا تھا کہ آپ دعوت میں تشریف لے جا رہے ہیں تو راستے میں کوئی ملا تو وہ سلام کرتا، آپ کے ساتھ چل پڑتا اور آپ اسے ساتھ لے جاتے تھے۔ لیکن جب میزبان کے ہاں پہنچتے تو اس سے اجازت لیتے تھے کہ آپ نے مجھے کھانے پر بلایا تھا، میرے ساتھ یہ صاحب تشریف لائے

Marfat.com

ہیں۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں اور کون ایسا تھا جو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اجازت مانگتے اور وہ اجازت نہ دیتا۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کچھ اور سُنّتیں بھی ہیں، جو میں عرض کر دیتا ہوں۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گرم کھانا آپ ڈھانک کر اس کا جوش ختم کر دیتے تھے، اور آپ فرماتے کہ سرد کھانے میں عظیم برکت ہے۔ شروع شروع میں جُوتا پہن کر نماز تک کی اجازت تھی۔ تو اکثر لوگ دستر خوان پر جوتا پہنے ہوئے بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ کھانا سامنے آیا کرے تو جُوتے اُتار دو۔ اس سے آرام ملتا ہے۔ اور آرام سے بیٹھ کر کھانا کھایا کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کھانا جلدی میں نہیں کھانا چاہیئے بلکہ آرام سے اللہ تعالیٰ کے رزق کو لذت کے ساتھ کھانا چاہیئے۔ پانی پینے کے متعلق آپ کا معمول یہ تھا کہ آپ کھانا کھانے کے بعد فوراً پانی نہیں پیا کرتے تھے، کھانے کو مہلت دیتے تھے، ہضم ہونے تک۔ جب کھانا ہضم کے قریب ہوتا تب پانی نوش فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

آپ اس بات کی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ رات کا کھانا ضرور کھائیں چاہے وہ دو کھجور ہی کیوں نہ ہو۔ بھوکے پیٹ رات کو نہ سوئیں۔ اور آپ فرماتے تھے کہ رات کا کھانا نہ کھانے سے بڑھاپا جلد آتا ہے، کیوں کہ رات میں ایک طویل وقفہ ہوتا ہے جس میں غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیوں کہ جسم میں کمزوری آتی ہے، اعضا کمزور ہو جاتے ہیں۔

آپ اللہ تعالیٰ کے رزق کا انتہائی احترام فرماتے تھے۔ اگر کھجور اور روٹی کا ٹکڑا پاک اور صاف جگہ پر نیچے گرا ہوا ہوتا تو آپ اُٹھا لیتے تھے اور صاف فرما کر تناول فرمالیا کرتے تھے۔ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سعودی ایمبسڈر کے ہاں دعوت میں کہ کوئی چیز کھانے کی اگر گر گئی تو قبل اس کے کہ کسی کا جُوتا اس پر پڑ جائے سعودی ایمبسڈر نے اسے دیکھا، فوراً کہا کہ اللہ کی ذات پاک ہے اور اللہ کا دیا ہوا رزق پاک ہے اور اللہ کی زمین پاک ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر اس نے وہ ٹکڑا اٹھا کر کھا لیا۔ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنت ہے۔

دنیا میں ایسے بد قسمت لوگ بھی ہیں جو روٹی کے ایک ٹکڑے کے محتاج ہوتے ہیں اور وہ فاقے سے مر جاتے ہیں۔

Marfat.com

لہٰذا اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند نہیں فرماتا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے رزق کی بے حُرمتی کریں اور اس کی قدر نہ کریں۔ لہٰذا ہر ٹکڑے کی قدر کرنا چاہیئے، اس کو پھینکنا نہ چاہیئے۔ وہ زمین پر نہ گرے وہ سڑے نہیں اور کچھ نہ ہو تو آپ چڑیوں کو کھلا دیں۔

دوپہر کے کھانے کے بعد تھوڑی دیر لیٹنا جسے قیلولہ کہتے ہیں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت ہے۔ آپ کچھ دیر آرام فرماتے۔ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلّم کو، جو کھانا پیش کیا جاتا تھا اس پر کبھی یہ نہ فرمایا کہ اس میں نمک زیادہ ہے یا مرچ زیادہ ہے، یا اچھا پکا ہے یا بُرا پکا ہے۔ جو رزق دستر خوان پر آتا تھا اس پر قناعت فرماتے اور تناول فرماتے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے یہ روایت ہے کہ ہمارے لئے صرف اتنی اجازت ہے کہ اگر کھانا پکانے والے باورچی نے ضائع کر دیا تو اس پر اس کی تعلیم کریں کہ تم نے یہ غلطی کر دی تم نے کھانا ضائع کر دیا، ورنہ اپنی لذّت کے لئے کسی کو لعن طعن کرنا مناسب نہیں ہے۔ غذا کی اہمیت صرف یہ ہے کہ اُسے اس نیت سے کھایا جائے کہ ہم یہ کھانا اس لئے کھا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہم میں اُس کی عبادت کی طاقت آئے تو وہ کھانا عین ثواب ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب آپ کھانا کھائیں تو آپ کے معدے میں ایک تہائی حصہ آپ کے کھانے کا ہے، ایک تہائی حصہ پانی کا ہے اور ایک تہائی حصہ کھانے کو ہضم کرنے کے لئے معدے کے اپنے کام کے لئے ہے۔ شکم پُری یہ ہے کہ پورا پیٹ بھر کر کھائیں اور جتنا برداشت ہو سکے اتنا کھالیں، یہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کے خلاف ہے۔

آپ کی سُنّت یہ ہے کہ معدے میں پانی کے لئے جگہ چھوڑیں، بہتر یہ ہے کہ ایک گلاس پانی کھانا کھانے سے پہلے پی لیں تاکہ اس میں پانی کی جگہ پہلے بھر جائے اس کے بعد آپ کھانا کھالیں اور اس وقت کھانا چھوڑ دیں کہ ابھی معدے میں تھوڑی بہت جگہ ہو۔ اور ہم نے دیکھا ہے کہ رات کو اگر پیٹ بھر کر کھانا کھالیں تو غفلت آتی ہے، نیند آتی ہے طبیعت بوجھل ہوتی ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دسترخوان پر کوئی گری ہوئی چیزیں کھالیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے حسین و جمیل اولاد عطا فرماتا ہے اور محتاجی سے نجات عطا فرماتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ

Marfat.com

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچا لہسن کھانے سے منع فرمایا ہے۔ لہسن کو اُبال لیں یا پکا لیں اس صورت میں کھائیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بھی روایت ہے کہ دسترخوان پر آپ کھانا شروع کریں تو سب سے پہلے جو بزرگ موجود ہو، اس سے کھانا شروع کرائیں اور اگر دسترخوان پر لقمہ گر جائے تو اس کو کھالیں، اور شیطان کے لئے اسے نہ چھوڑیں۔ آپ کے کھانے کے درمیان میں آپ کے ہاں کوئی آ گیا ہے تو اخلاق کا تقاضا یہی ہے کہ کھانے کے درمیان اگر کوئی آئے تو کھانے کے لئے اسے ضرور پوچھ لینا چاہیئے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ جب موسم کا نیا پھل آپ کے حضور پیش ہوتا تھا تو آپ اسے اپنے ہونٹوں سے اور اپنی آنکھوں سے لگاتے تھے اور دُعا فرماتے تھے۔

"اے ربِ کریم! جس طرح آپ نے ہمیں
سب سے پہلے اسے دکھایا ہے، ہمیں بعد میں
بھی اسے دکھائیں۔"

اور اس دعا کے بعد کسی بچے کو کھانے کے لئے عنایت فرماتے تھے۔ مشروبات کے متعلق سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ تین سانس میں پانی یا شربت نوش فرماتے تھے۔

Marfat.com

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تین سانس میں پئیں۔ اور سانس پیالے کو ہونٹ سے لگائے نہ لیں یا گلاس کو ہونٹ سے لگائے ہوئے نہ لیں۔ بلکہ الگ کر کے تین سانس میں تین گھونٹ میں پئیں۔ اور فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ہوتا ہے کہ اس میں پانی یا شربت کا پینا زیادہ خوشگوار ہو جاتا ہے۔ اور سیر کرنے والا اور حامل شفا ہو جاتا ہے۔

جیسے کہ میں نے عرض کیا کہ شربت جب تقسیم ہوتا تھا وہ داہنی طرف سے شروع فرماتے تھے۔ اور پورا بائیں طرف مکمل ہونے کے بعد آپ آخر میں خود نوش فرماتے۔ اور ہمیشہ آپ بیٹھ کر پانی نوش فرماتے تھے۔ اگر کوئی چیز کھانے کی ملتی تو آپ دُعا فرماتے: "اللھم بارك لنا فيه واتممنا خيرا منه"

"اے رب کریم! اس میں ہمارے لئے برکت فرمائیں اور اس میں سے ہمیں اچھا کھلائیں"۔

یعنی اچھی طرح کھلائیں۔ اگر دودھ ہوتا تو فرماتے "اللھم بارك لنا وزدنا منه" یعنی اللہ تعالیٰ اس میں برکت کرے، اور اس طرح کا پاک رزق ہمیں اور عطا فرمائے۔ یاد رکھیں کہ جنتی رزق شہد اور دودھ ہے۔ چنانچہ یہ دعا صرف اس دُنیا

Marfat.com

کے لئے نہیں ہے بلکہ تمنا ہے کہ اے اللہ تعالیٰ دودھ ہمارے مقدر میں اور کرے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

ایک ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان صاحب ہیں۔ آپ نے بہت ہی اچھا مقالہ لکھا ہے "ہمہ قرآن در شان محمدؐ" سارا قرآن سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہے۔ انہوں نے قرآن سے جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف ہے، ان کی امتیازی خصوصیات ہیں وہ بیان کی ہیں۔ تمام سورتوں میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ اس کی ابتدا میں آج سے کروں گا۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی امتیازی خصوصیت تو یہ ہے کہ آپ اشرف الانبیاء ہیں اور آپ ہی افضل البشر ہیں۔ وہ آیت "خیر البریہ" والی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق ہے۔

اور سورہ احزاب میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین فرمایا ہے "ماکان ..... النبیین" کہ آپ ہی خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی اور رسول نہیں ہے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام انسانوں کے لئے نبی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کافۃ للناس۔

Marfat.com

آپ ہی تمام انسانوں کے لئے" کافۃ اللناس" یعنی لوگوں کی کفایت فرماتے ہیں، آپ ہی رحمۃ اللعالمین ہیں۔ "وما ارسلنک الا رحمۃ اللعالمین ہ" آپ ہی نے دین کو مکمل کیا۔" الیوم اکملت لکم دینکم" جتنے انبیا ہیں ان میں سے کسی کا دین بھی نہیں بچا۔ نہ کسی کی بات دنیا میں موجود ہے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے ہر گوشے، ہر پہلو کا ریکارڈ باقی رکھا ہے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ آپ ہی کو قرآن میں بے مثل قرار دیا گیا۔ اور رہتی دنیا تک اسی صورت میں رہے گا۔ یعنی سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم اعتراض کرتے ہو کلام پاک پر۔ پورا کلام پاک چھوڑو تم اس کی ایک اس جیسی سورت ہی بنا کر لاؤ۔ تم نہیں لا سکو گے اور آج تک یعنی پندرہ صدیاں ہو گئیں۔ قرآن کو آئے ہوئے، کوئی شخص اس جیسی ایک سورت پیدا نہیں کر سکا۔ اسی قرآن کو چھونے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا" لایمسہ الا المطہرون " میرے قرآن پاک کو سوائے طاہر و پاک لوگوں کے کوئی اور نہیں چھونا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مومن کو اللہ تعالیٰ نے پاک بنایا ہے۔ تم ہر حالت میں پاک ہو، وضو ہو یا نہ ہو

Marfat.com

طہارت ہو یا نہ ہو۔ لیکن بطورِ مومن کے تم پاک ہو۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ ایک صحابی ملے تو آپ نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو انہوں نے کہا حضور! میں پاک نہیں ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن ہر حال میں پاک ہوتا ہے۔ یہ ظاہری طہارت اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے فرض کی گئی ہے۔ وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے جسمانی طور پر بھی پاک و صاف ہو کر جائیں۔ لیکن باطنی طور پر مومن ہمیشہ پاک ہوتا ہے۔

بات یہ ہے کہ سوائے مومنین کے کوئی کلام پاک کو حفظ نہیں کر سکتا۔ کوئی کافر کوئی یہودی، کوئی ہندو کوئی مشرک، عیسائی یا کو بدھسٹ وغیرہ نہیں کر سکتا۔ مومنین جو پاک ہیں، صرف وہی لوگ قرآن پاک کو حفظ کر سکتے ہیں۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون ہ میں نے قرآن کو نازل کیا ہے اور میں ہی اس کی حفاظت کروں گا۔ تو ایک تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ آپ نے جو اللہ کا کلام اپنی اُمت کو پیش کیا، اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو ہر طرح سے محفوظ رکھا۔ جب کہ کوئی چھوٹی سے چھوٹی کتاب بھی حفظ نہیں ہو سکتی، اگر ہوتی ہے تو قائم نہیں رہتی اور

Marfat.com

پُشت ہا پُشت اور صدیاں درصدیاں قرآن کا حفظ ابھی تک قائم ہے۔

آپ کی نویں امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیائے کرام علیہم السلام تشریف لائے، لیکن صرف آپ کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھا گیا۔ اور سب کے صحیفے منسوخ ہو گئے۔ سب کے اقوال اور ان کی تعلیمات مفقود ہوگئیں۔ اور سب کے حالات بلکہ نام بھی مفقود ہو گئے۔ کلام پاک میں ۲۹، انبیاء علیہم السلام کے نام ہیں جنہیں لوگ جانتے ہیں۔ اس کے علاوہ جو سارے انبیاء اور ان کے لائے ہوئے صحیفے اور کتابیں سب محو ہو چکے ہیں۔ اور اس کے برعکس آپ کا لایا ہوا قرآن محفوظ ہے۔ آپ کے اقوال محفوظ ہیں، آپ کی احادیث محفوظ ہیں۔ آپ کے تمام حالات محفوظ ہیں۔ کھانے کے طریقے، گھر میں رہنے کے طریقے، لوگوں سے ملنے کے طریقے، اوقاتِ کار، ہر چیز جو آپ تک پہنچ رہی ہے۔

اور آپ کے حالات بھی بے داغ ہیں۔ ایسے ہیں کہ آپ کی خلوت کی باتیں بھی آپ جلوت میں بیان کریں اور ثواب کمائیں۔ اور جو باتیں چند لوگوں نے دیکھیں وہ ساری دنیا میں پہنچادی گئیں۔ اور ہمارے مذہب میں بلاوجہ کسی بات پر کسی چیز پر

روک ٹوک نہیں ہے۔ فطرت کے بیان کرنے میں بھی کوئی روک ٹوک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کو بُرا کہا ہے کہ جو کام خلوت میں کرنے کے ہیں وہ سامنے نہ کرو۔ لیکن اس کے ذکر اور اس کے متعلق قاعدے قوانین جو اللہ تعالیٰ کے ہیں ان کے بیان کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ دوسرے مذاہب اور قوموں میں بالکل اُلٹ معاملہ ہے۔ جو ان کی ازدواجی زندگی کے معمولات تھے وہ بھی امہات المومنین نے بتادیا کہ کس طرح سے انصاف کیا جاتا ہے کس طرح سے ہر ایک کے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے۔

کسی نبی کے قول کو وحی نہیں کہا گیا لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول کو اللہ تعالیٰ نے وحی فرمایا۔ دوسرے انبیاء کے اس قول کو وحی کہا گیا جس کو اللہ تعالیٰ نے خود اپنایا کہ یہ میرا کلام توریت یا انجیل ہے۔ لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقوال کو وحی کہا گیا۔

سورہ نجم میں یہ آیت اُتری " وما ینطق عن الھویٰ ٥ و ان ھوا الا وحی یوحیٰ " کہ اپنی خواہش سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں بولتے سوائے اس کے کہ جو باتیں ان کو وحی کی جاتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ جو اُن سے کہتا ہے وہی باتیں وہ

Marfat.com

مخلوق تک پہنچاتے ہیں۔

پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک شرف یہ ہے کہ صرف آپ کو معراج پر بلایا گیا اور اس معراج شریف میں اتنا قرب عطا کیا گیا کہ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں کیا ہے "فکان قاب قوسین او ادنیٰ" بس وہ مجھ سے اتنے قریب تھے جس طرح سے کمان اور اس کی تار یا ڈوری ہوتی ہے۔

پھر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک اور اعزاز ہے۔ جو بلا اشتراک غیرے ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں میں سے کچھ نام سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا کر دیئے۔ جیسے رؤف۔ سورہ توبہ کی آخری آیتوں میں "رَءُوفٌ بِالْعِبَادِ، رءوف، رحیم، متین، بر، عزیز" یہ سارے نام سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ نام ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے خود اپنے نام ہیں۔

اسماءِ حسنیٰ سے اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کچھ اسماء عطا فرمائے ہیں۔ اپنے نور سے ان کا نور بنایا، اپنے ناموں میں سے ان کو چند نام عطا فرمائے۔ یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعزاز ہے۔

پھر ایک اعزاز یہ ہے "ورفعنا لک ذکرک" سارے

Marfat.com

انبیاء میں سے اللہ تعالیٰ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چُنا جن کا ذکر بلند کیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ان کا ذکر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام وضو میں، اذان میں، خطبہ میں، نماز میں اور درود و سلام میں بھی آجاتا ہے اور جتنا آپ کو یاد کیا جاتا ہے پوری دنیا میں کسی کو بھی نہیں یاد کیا جاتا۔ انسانوں میں بعض انسان ہزاروں دفعہ، ہر مرتبہ روزانہ درُود پڑھتے ہیں۔

ہمارے اپنے عارفی بھائی، جو سینئر لوگ ہیں۔ جو خاص اوراد ہیں، ہزار دفعہ درود تو ان کا بھی ہو جاتا ہے۔ پانچ سو دفعہ صبح، تین سو دفعہ رات کو، پھر آخر میں پھر ظہر کے وقت۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے آپ پر درُود پڑھتے ہیں تو چوبیس گھنٹے ان کا نام لیا جاتا ہے۔ صرف آپ کی محبت سب سے زیادہ ہے۔ جس نے کلمہ پڑھ لیا، چاہے وہ بدکار ہو، سیہ کار ہو، گنہ گار ہو، لیکن سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر مر مٹنے کو ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ اور آپ کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کرتا۔ جیسا کہ غازی علم الدین جو ایک عام آدمی تھا۔

"انا اعطینٰک الکوثر۔" جو ہے یہ صرف سرکارِ دو عالم

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کوثر عطا فرمادیا، جس کو چاہے آپ پلا دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے "اِنَّآ اَعۡطَیۡنٰکَ الۡکَوۡثَرَ" کہہ کر ہم سب کی بخشش اور مغفرت کا حق آپ کو عطا فرمادیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نہ صرف یہ کہ اپنے اسماءِ حسنیٰ میں سے کچھ نام آپ کو عطا فرمائے۔ بلکہ ہمیشہ پیار کے ناموں سے بھی آپ کو یاد فرمایا۔ جیسے کہ یاسین، طٰہٰ، مزمل، مدثر وغیرہ جب کہ دوسرے انبیاء کو سوائے ان کے نام کے اور کسی دوسرے نام سے اللہ تعالیٰ نے یاد نہیں فرمایا۔ جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر آیا تو فرمایا۔ یَآ اِبۡرَاھِیۡمُ یا پھر یَآاٰدَمُ، یَا نُوۡحُ، یَامُوۡسٰی، یَاعِیۡسٰی کہہ کے خطاب کیا گیا۔

لیکن پورے کلامِ پاک میں اللہ تعالیٰ نے یامحمد کہہ کے خطاب نہیں کیا۔ ہمیشہ کسی نہ کسی پیار کے نام سے "یَآاَیُّھَا النَّبِیُّ یَاسِیۡنَ، طٰہٰ، یَآاَیُّھَا الۡمُزَّمِّلُ، یَآاَیُّھَا الۡمُدَّثِّرُ۔ جیسے پیارے نام سے اور القاب سے آپ کو یاد کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے شرط رکھ دی، کہ تم محبوب بنوگے ہی، اس وقت جب تم میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اتباع کروگے۔ یعنی ان کی غلامی کی شرط رکھ دی کہ جو میرے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کا غلام ہوگا وہی میرا محبوب ہوسکتا ہے، اس کے علاوہ ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اسوۂ حسنہ کو ایک عالم کے لئے مثال قرار دیا۔ پہلے آپ کو عمل سکھایا گیا اور پھر آپ کے عمل پر عمل کرنے کا نام عمل صالح کر دیا۔

اور وہی لوگ خسارے سے بچے ہیں "وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ..... صَالِحَاتِ"

سوال یہ ہے وہ عمل الصالحات کیا ہے؟ وہ اتباع نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ پھر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ اعزاز ہے کہ ان کی اُمت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے رعایت کا معاملہ رکھا ہے۔ عدل کا تقاضا تو یہ ہے کہ جتنی خطا ہو اتنی سزا ہو۔ سزا کے معاملے میں اللہ تعالیٰ نے عدل رکھا ہے۔ لیکن جزا کے معاملے میں رحم اور سخاوت سے کام لیا ہے۔ اگر نیکی ایک کریں گے تو دس نیکیوں کے برابر سمجھی جائے گی۔ یہ اللہ تعالیٰ نے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے لئے خاص عطا فرمائی۔

سورہ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے میں اُمت کے لئے یہ نعمت رکھی ہے۔

اور شبِ قدر جو ہے "لیلۃ القدر خیر من الف شھر"

Marfat.com

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غلاموں کے لئے یہ ہے کہ ایک ہی رات اللہ تعالیٰ نے ایسی دے دی جس میں ایک ہزار مہینے کی عبادت کے برابر اس رات کی عبادت ہے۔

صرف آپ کو نبی الاُمّی کا خطاب ملا صلی اللہ علیہ وسلّم اُمّی کا ایک مطلب یہ ہے کہ جس نے تعلیم حاصل نہیں کی۔ لیکن مکّہ کو اُم القریٰ بھی کہا گیا ہے۔ تو اُمّی کا مطلب یہ بھی ہے کہ اس بستی میں پیدا ہونے والا انسان، جو تمام بستیوں کی ماں ہے۔ اس ماں کی اولاد۔ اور دوسری بات یہ کہ صرف اتنا ہی علم سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خود اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا۔ کسی دوسری اللہ کی مخلوق سے انہوں نے علم حاصل نہیں کیا۔ ان کا علم خالص ہے۔ اور اس منبع سے حاصل ہوا ہے جو سارے علوم کا منبع ہے، کسی وسیلے سے نہیں ملا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "ہم نے تمہیں علم عطا کیا ہے مگر قلیل"۔ یہ ساری انسانیت سے خطاب ہے۔ ایسا نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو علم عطا کیا اور پھر اس انسان سے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علم حاصل کیا۔ اور انسان کے رہین منت نہیں ہیں۔ اللہ کے فضل و کرم سے آپ کو علم بھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے ملا ہے۔ چاہے مسئلہ مباشرت کا ہو، معاشرت کا ہو، دین کا ہو،

Marfat.com

عبادت ہو، مذہبیت کا ہو، شریعت کا ہو، قیادت کا ہو یا کوئی بھی مسئلہ ہو۔ ہر مسئلے میں ان کا علم ان کا فضل اور ان کا فلسفہ دنیا کے تمام علوم سے برتر اور مفید ہے۔

صرف سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک وہ پیغمبر ہیں جنھوں نے اپنے اُمتیوں پر لازم کیا کہ پچھلے تمام پیغمبروں پر وہ ایمان لائیں اور ان کی کتابوں پر۔ سابقہ اُمتوں کے کسی نبی نے یہ نہیں کہا کہ پچھلے پر ایمان رکھو اور آنے والے پہ ایمان رکھو۔ یہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ہے، ان کا شرف ہے۔ کہ انہوں نے اپنی اُمت کو پچھلے تمام انبیاء پر ایمان لانے کے لئے کہا کہ یہ نبی برحق ہیں۔ پھر اس بات پر ایمان کہ دین صرف آپ ہی کا مکمل ہوا ہے۔ سارے پچھلے انبیاء کا دین منسوخ ہو چکا ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک شرف یہ بھی ہے کہ آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی مسجدِ اقصیٰ میں۔ معراج شریف میں مسجد حرام سے مسجدِ اقصیٰ میں تشریف لے گئے تو آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت میں رکھے، ان کی تعلیمات پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ ان کی

Marfat.com

اتباع کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی اتباع کے لئے جس محبت وادب کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ وہ ہمیں عطا فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

ازدواجی زندگی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰه
وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰه

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے یہ احسان فرمایا کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی وہ دُعا قبول فرمائی جس میں انہوں نے کہا تھا کہ یا اللہ! ہم ہی میں سے اپنا ایک نبی بھیج جو ہمارے قلوب کا تزکیہ کرے اور ہمیں آپ کی نشانیاں بتائے، شواہدِ قدرت بتائے، جو آپ کا شاہد ہو اور جو آپ کی مخلوق کو بشارت دے کہ صراطِ مستقیم پر چلنے ہی میں نجات ہے اور فوز و فلاح ہے۔ جو ہمیں ڈرائے کہ جس نے تقوے سے اور توحید سے گریز کیا اس کے لئے بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔

لاکھوں درود و سلام سرکارِ دو عالم احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ پاک پر کہ جن کے نُور کو اللہ تعالیٰ نے سب

سے پہلے تخلیق فرمایا، جن کو اس دنیا میں مبعوث فرمایا، جو اس دنیا میں آئے تو دنیا روشن ہو گئی۔ جب انہوں نے اس دنیا سے رحلت فرمائی، تو دنیا پہ تاریکی چھا گئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پاک میں ہمیں اسوۂ حسنہ عطا فرمایا۔ لیکن شرط یہ لگائی کہ صرف وہی لوگ اسوۂ حسنہ سے مستفیض ہو سکتے ہیں جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اللہ سے محبت اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔

آج کی مجلس میں ہم سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواجی زندگی کے بارے میں بیان کریں گے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلقِ عظیم اور اسوۂ حسنہ اور ان کی سنت کو محفوظ کرنے
اور ہم تک پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو جماعتیں مقرر کر دیں۔ پہلی جماعت تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی تھی۔ جو صبح سے شام تک ان کی حضوری میں رہتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات، احادیث، واقعات و اسوۂ حسنہ اور خلقِ عظیم کے متعلق ایک بہت بڑا سرمایہ ہماری ہدایت کے لئے چھوڑا ہے۔

دوسری جماعت جو تھی جس نے ہم پر احسان فرمایا وہ امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، جیسے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور دیگر تمام اُمہات المومنین۔

انہوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازدواجی زندگی، حرم کی زندگی کے متعلق ہمیں بتایا ہے۔ اگر امہات المومنین نے ہم پر یہ احسان نہ کیا ہوتا تو ان کی گھریلو اور ازدواجی زندگی کے متعلق ہم ایک بہت بڑے سرمائے سے محروم ہو جاتے اور ہم سے اتباع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کوتاہی ہو جاتی۔ ہمیں یہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح ازدواجی زندگی کو نبھایا۔ ان کے کیا اصول اور طریقے تھے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ: "یا اللہ تعالیٰ! جن چیزوں میں میرا اختیار ہے، ان میں میں عدل و انصاف کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ اس میں مساوی تقسیم ہو، چاہے وہ اثاثہ ہو، رزق ہو یا ازدواجی حقوق۔ لیکن جن چیزوں پر میرا اختیار نہیں ہے، اس پر قیامت کے دن تو میری پکڑ نہ کرنا، وہ چیز محبت اور لگاؤ ہے جس پر انسان کا اختیار نہیں ہے۔

چنانچہ یہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا معمول تھا۔ آپ نے ازدواجی حقوق میں مساویانہ حقوق تمام ازواج مطہرات کو دیے اور سختی سے پابندی کر دی۔ لیکن میلان طبع اور رغبت کا جہاں تک مسئلہ ہے، جب تک حضرت خدیجۃ الکبریٰ

Marfat.com

رضی اللہ عنہا حیات تھیں، سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی دوسری سے شادی نہیں کی۔ ان کا انتہائی احترام اور ان سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کی نبوت پر سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا آپ پر ایمان لائیں۔ جب سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سارے لوگ جھٹلا رہے تھے تو آپ نے آپ کی نبوت کی تصدیق فرمائی۔ جب سارے لوگوں نے دنیاوی مال واسباب آپ پر منقطع کر دیئے تو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے اپنا مال ومتاع آپ پر نثار کر دیئے۔ یہ ان کی عظمت تھی اور اسی وجہ سے سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی زندگی میں دوسری شادی نہیں کی۔ ان کے وصال کے بعد آپ ہمیشہ ان کو محبت سے اور احترام سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ طلاق دی لیکن فوراً رجوع کر لیا۔ تاکہ اُمت کو یہ سبق ہو کہ اگر کسی وجہ سے وقتی جذبات کے تحت ایسی صورت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے رجوع کرنے کی گنجائش رکھی ہے۔ آپ کے ازدواجی تعلقات حسنِ معاشرت اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ اور عورت کی عظمت آپ کے معاشرتی تعلقات سے ظاہر ہوتی ہے۔

Marfat.com

آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے زانو سے ٹیک لگاتے، اسی حالت میں تلاوتِ قرآن بھی فرمایا کرتے تھے۔ اور ہر حالت میں آپ اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ محبت اور حسن اخلاق سے پیش آتے، آپ کے انصاف کا یہ عالم تھا کہ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو قرعہ نکالتے کہ ازواج مطہرات میں سے کون آپ کے ہمراہ جائے، جن کا نام نکلتا اپنی پسند ناپسند کو بالائے طاق رکھ کر ان کو اپنے ساتھ سفر میں لے جایا کرتے تھے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمت کے لئے یہ تعلیم فرماتے ہیں کہ تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور میں اپنے اہلِ خانہ کے ساتھ سب سے بہتر سلوک کرتا ہوں۔

"انك لعلیٰ خلق عظیم"

ربِ کریم نے انہیں خلق عظیم عطا فرمایا ہے، چنانچہ ازدواجی زندگی میں بھی افضل البشر ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول یہ تھا کہ آپ جب عصر کی نماز ادا فرما لیتے تو عصر اور مغرب کے درمیانی وقفے کو اپنی ازواجِ مطہرات کے گھروں میں جانے کے لئے استعمال فرماتے

یعنی آپ جب نمازِ عصر ادا فرما لیتے تو تمام ازواج مطہرات کے گھروں میں تشریف لے جایا کرتے، باری باری اور ان کے پاس بیٹھتے، اور ان کے حالات معلوم کرتے۔ جب رات ہوتی تو وہاں تشریف لے جاتے جہاں آپ کی باری ہوتی۔ وہیں شب بسر فرماتے۔ اور اس میں کسی کے ساتھ زیادتی نہ ہوتی۔ ہر ایک کو اس کا حق دیتے حق کے مطابق۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ باری کی اتنی پابندی فرماتے کہ ہم میں کسی کو کسی پر ترجیح نہ دیتے اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا کہ آپ سب ازواج مطہرات کے ہاں روزانہ تشریف نہ لے جائیں۔

ایک بار حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اگر تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مجھ سے راضی کر دو تو میں اپنی باری تم کو بخش دوں گی۔ انہوں نے کہا کہ اچھی بات ہے، چنانچہ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کی باری کے دن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے پاس حاضر ہوئیں۔ تو آپ نے فرمایا، عائشہ! تم کیسے آ گئیں؟ واپس جاؤ یہ تو صفیہ کی باری ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے۔ اور پھر سارا واقعہ حضرت

Marfat.com

صفیہ رضی اللہ عنہا کا بیان کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تمام واقعے سے اور ان کے اس جذبے سے بہت خوش ہوئے اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے راضی ہو گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصے میں اور پہلے حصے میں ازواج مطہرات کے پاس جایا کرتے تھے۔ آپ کبھی غسل فرما کر سوتے اور کبھی وضو فرما کر سوتے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کی عمر کا اور ان کے شوق یا تقاضوں کا ہمیشہ خیال فرمایا کرتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی نو سال کی عمر میں ہوئی تھی۔ چنانچہ آپ انصار کی لڑکیوں کو بلایا کرتے تھے تاکہ اُن کے ساتھ وہ کھیلیں۔ اور تمام جائز امور میں آپ ان کے ساتھ ہو جاتے۔ اور جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پانی پیش کریں تو آپ ان کے ہاتھ سے پیالہ لے کر وہیں لب مُبارک سے لگا لیتے جہاں سے انہوں نے پیا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دوڑ بھی لگائی۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ سے دوڑ میں آگے نکل گئیں، اس لئے کہ کم عمر تھیں، تیز چل سکتی تھیں۔ دوسری دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیچھے رہ گئیں۔ مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ کے بعد سب سے پیارے بزرگ تر ہستی ہیں "نور من نور اللہ" ہیں لیکن پھر بھی انہوں نے یہ ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے ہوتے ہوئے آپ دنیا کے تمام فرائض انجام دے سکتے ہیں۔ دنیاوی زندگی یا دین کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نوکری اور غلامی کرنا، دنیا میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی کرنا۔

جب ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے گزرے ہوئے واقعات بیان کرتیں تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم غور سے سُنتے تھے۔ اور کبھی کبھی اپنے گزشتہ واقعات بھی سناتے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ ازدواجی زندگی صرف یہی نہیں ہے کہ رفاقت کی زندگی ہے۔ اس میں ایک دوسرے کے حال، واقعات اور حالات میں ایک دوسرے سے دلچسپی لینا اس زندگی کا ایک حصہ ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ہم میں اس طرح ہنستے بولتے، بیٹھتے تھے کہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں۔ لیکن آپ سے جب دین کی بات ہوتی یا نماز کا وقت آتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ کی بشری حیثیت نہیں

Marfat.com

بلکہ آپ کی صرف نورانی حیثیت ہے اور بے شک ویسی ہی صورت بھی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھانے پینے میں ازواج مطہرات پر کوئی روک ٹوک نہیں رکھی۔ وہ جو چاہتی کھائیں۔ جو چاہتی پہنتیں۔ یہ ضرور ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"الفقر فخری۔ فقر میرا فخر ہے۔"

عُسرت کی زندگی گزارتے تھے، کئی کئی دن چولہا نہیں جلتا تھا اور اچھا کھانا میسر نہیں ہوتا تھا۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ بیت کے لئے سونے چاندی کے زیورات پسند نہیں فرماتے تھے۔ یہ سب چیزیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنّت میں تیار کر رکھی تھیں۔ جیسا کہ سورۂ رحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ حالانکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ ہستی تھی کہ اگر وہ چاہتے تو احد کا پہاڑ سونے کا پہاڑ بن جاتا۔ لیکن آپ نے دنیاوی مال واسباب سے کوئی لگاؤ نہیں رکھا۔ عُسرت کی زندگی گزار دی اُس زمانے میں بھی ہاتھی دانت کے زیورات کا رواج تھا۔ بجائے سونے چاندی کے زیورات کے۔

آپ اپنی ازواج مطہرات کے لئے ہلکے پھلکے ہاتھی دانت کے زیورات پسند فرماتے۔ آپ ہمیشہ بیویوں کا پاک صاف رہنا

پسند فرماتے تھے اور کبھی بیویوں پر لعن طعن نہ فرماتے۔ اور نہ ان سے سخت اور درشت لہجے میں کوئی گفتگو فرماتے۔ ہاں اگر کسی کی کوئی بات بُری لگتی، تو آپ ان سے بات میں کمی فرما دیتے اس سے خود ازواج مطہرات کو اندازہ ہو جاتا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔ اور وہ آپ کو راضی کرنے کی کوشش کرتیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے اندر تشریف لاتے تو نہایت خندہ پیشانی کے ساتھ مسکراتے ہوئے داخل ہوتے۔

بنی اسواع کے ایک شخص روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رسُول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ تم نے کلام پاک میں نہیں پڑھا ہے کہ: "انك لعلى خلق عظيم" سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو قرآن کا عکس ہیں۔ وہ قرآنِ مجسم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تو خلقِ عظیم عطا فرمایا ہے۔ اور آپ کے اخلاق کا یہی نقشہ کافی ہے۔ اس شخص نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ آپ ہمیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کچھ اور بتائیں، کوئی واقعہ بیان کریں۔ بشری تقاضا یہ

Marfat.com

ہے کہ ایک دوسرے پر رشک ہوتا ہو۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک بار آپ کے لئے کچھ کھانا تیار کیا۔ اور آپ کے لئے کچھ کھانا حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے تیار کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی لونڈی سے کہا کہ وہاں جانا، اگر ان کا کھانا پہلے لگ جائے تو میری طرف انڈیل دینا۔ چنانچہ کنیز وہاں گئی اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا کھانا اس طرح سے اٹھایا کہ وہ الٹ گیا۔ لیکن چونکہ چمڑے کا دستر خوان تھا، اس لئے ضائع نہیں ہوا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوبارہ اٹھا کر پلیٹ میں رکھ لیا۔

اگرچہ آپ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو زیادہ چاہتے تھے، لیکن عدل وانصاف کا یہ عالم تھا کہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ تمہیں بھی یہ حق حاصل ہے کہ تم بھی عائشہ کے ساتھ ایسا ہی کرو۔ اور اپنے برتن کے بدلے اس سے برتن لے لو۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات اس لئے نہیں فرمائی کہ بدلہ لینا ضروری ہے، بلکہ اس میں ایک دلجوئی کا پہلو تھا۔ تمام ازواج مطہرات کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر رشک ہوتا تھا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں ان پر بہت ہی التفات فرماتے تھے، تو وہ ان کی دلجوئی کے لئے تھا۔

Marfat.com

کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ نے کہیں درگزر کر دیا تو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی دل شکنی ہوتی تھی کہ دیکھو عائشہ نے میرے ساتھ زیادتی کی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کچھ نہیں کیا۔ یہ اس وجہ سے انہوں نے کیا تھا۔

ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حریرہ بنا کر لائی جو کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تیار کیا تھا۔ وہاں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا پہلے سے موجود تھیں۔ ان سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ آپ اس میں سے کچھ کھائیں، انہوں نے کسی وجہ سے انکار کر دیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو ابھی کم سن تھیں، فرمایا کہ اگر تم نے نہیں کھایا تو میں تمہارے مُنہ پر لگا دوں گی۔ اُنہوں نے نہیں کھایا۔ انہوں نے مُنہ پر لگا دیا۔ اس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ سے فرمایا کہ تم بھی ان کے ساتھ ایسا ہی سُلوک کرو۔

یہ سارا واقعہ یہ بتاتا ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ کس قدر بے تکلف اور کس قدر شفقت و محبت فرماتے تھے۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حقوق میں مساوات کی سختی سے پابندی فرماتے تھے۔ اس کے باوجود بشری تقاضے

Marfat.com

ہیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آنے کی باری تھی، آپ جلد اُٹھ کر تشریف لے گئے۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خیال ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی اور ام المومنین کے پاس آپ تشریف لے گئے ہوں، تو آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے گئیں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو دیکھ کر فرمایا، عائشہ تم کیسے آئی ہو تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا تم کو رشک ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے آپ جیسا محبوب عطا فرما دے تو میں پھر رشک نہ کروں تو اور کیا کروں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو تیرے شیطان نے پکڑ لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا میرے ساتھ کوئی شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! صرف تمہاری تخصیص نہیں ہے تمام انسانوں کے ساتھ ایک شیطان ہے۔ اور وہ ہر وقت یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ آپ کو رحمٰن سے دُور کر دے۔ لیکن جب آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں گے، اس سے قریب ہوں گے اور اس بات کا اعتراف کریں گے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی کا کوئی خوف ہے اور نہ کسی میں کوئی قدرت ہے، تو وہ شیطان آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کیا آپ کے

Marfat.com

ساتھ بھی کوئی شیطان ہے؟ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں، میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ جل شانہٗ نے میری اعانت فرمائی ہے اور اسے میرا مطیع اور فرمانبردار کر دیا ہے۔ وہ اسلام لایا اور اب وہ مجھے بہکا نہیں سکتا۔

یاد رکھیں! کہ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر کو معصوم رکھا ہے۔ معصیت کیا ہے؟ گناہ ہے۔ گناہ کیا ہے؟ بغاوت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف عمل کرنا معصیت ہے، گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی حفاظت فرمائی ہے شیطان سے۔ شیطان ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ اس وجہ سے ان سے معصیت نہیں ہو سکتی۔ ان سے بغاوت نہیں ہو سکتی، ان سے گناہ نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا وہ معصوم اور معصیت سے پاک ہوتے ہیں۔ ہاں بشری تقاضے کے تحت غلطی ہو سکتی ہے۔

جیسے حضرت یونس علیہ السلام اپنی اُمّت کو چھوڑ کر چلے گئے تھے کشتی پر سوار ہو گئے، کشتی ڈوبنے لگی تو ایک بزرگ بیٹھے تھے انہوں نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگ کر آیا ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام اپنے آقا سے بھاگ کر گئے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ڈیوٹی لگائی تھی، کہ اُمّت میں تبلیغ کریں، انہیں اللہ کے راستے پر لائیں لیکن وہ

Marfat.com

ان کی بغاوت و نافرمانیوں سے تنگ آکر اُن کو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ لہٰذا ان کو پانی میں گرا دیا۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی عظمت کا انہوں نے اعتراف فرمایا، اس کی پاکی بیان کی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

" سبح اسم ربك العلی "

انہوں نے رب کی تسبیح و تہلیل کی اور کہا " لا الٰہ الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین " تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو نجات عطا فرمائی۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا بہت ہی احترام اور محبت سے ذکر فرماتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب وہ بہت زیادہ ان کی تعریف فرماتے تو مجھے رشک ہوتا۔ ایک بار میں نے کہا، آپ ایسی عورت کا کیسے کثرت سے ذکر فرماتے ہیں جو عمر رسیدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو ان کی جگہ آپ کو اچھی زوجہ عطا فرما دی ہے۔ تو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم ان سے اچھی نہیں ہو کیوں کہ وہ مجھ پر ایسے وقت میں ایمان لائیں جب اور لوگوں نے میرے ساتھ کفر کیا اور ایسے وقت میں میری تصدیق کی جب اور لوگوں نے میری تکذیب کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے میری

تفسیر علیم

(قرآن حکیم)

جلد اول

از

مولائے عارفیاں، اقبال چشت اہل بہشت

عامل شریعت، کامل طریقت

صادق البیان، مفسر القرآن

فدائے عشق محمدی

ضیائے نظام علائی، رہنمائے سلک انسانی

حضرت قاضی محمد علیم اللہ عارفی

قادری چشتی صابری عارفی رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز

سلسلہ چشتیہ صابریہ عارفیہ

[illegible] ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک ۱۸، کراچی

Marfat.com